ماہنامہ
اخبار احمدیہ
جرمنی
جنوری 2020ء جلد نمبر 21 شمارہ نمبر 01

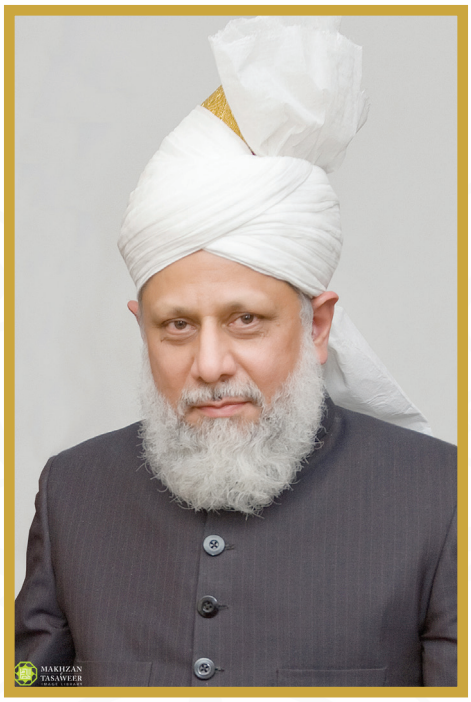

نیا سال

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’سال آتے ہیں، بارہ مہینے گزرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں چاہے قمری مہینے کے سال ہوں یا یہ جو رائج کیلنڈر ہے گریگورین کیلنڈر اس کے سال ہوں۔ لیکن دنیا والے چاہے وہ مسلمانوں میں سے ہیں یا غیر مسلموں میں سے دنوں اور مہینوں اور سالوں کو دنیاوی غُل غپاڑے اور ہاؤ ہُو اور دنیاوی تسکین کے کاموں میں گزار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ نئے سال کے آغاز پر جو یکم جنوری سے شروع ہوتا ہے دنیا والے کیا کچھ نہیں کرتے۔ مغربی ممالک میں یا ترقی یافتہ ممالک میں خاص طور پر اور باقی دنیا میں بھی 31/دسمبر اور یکم جنوری کی درمیانی رات کو کیا کچھ شور وغل نہیں ہوتا۔ آدھی رات تک خاص طور پر جاگا جاتا ہے بلکہ ساری ساری رات صرف شور شرابے کے لئے، شراب کباب کے لئے، ناچ گانے کے لئے جاگتے ہیں۔ گویا گزشتہ سال کا اختتام بھی لغویات اور بیہودگیوں کے ساتھ ہوتا ہے اور نئے سال کا آغاز بھی لغویات کے ساتھ ہوتا ہے۔ دنیا کی اکثریت کی دین کی آنکھ تو اندھی ہو چکی ہے اس لئے ان کی نظر تو وہاں تک پہنچ نہیں سکتی جہاں مومن کی نظر پہنچتی ہے اور پہنچنی چاہئے۔ ایک مومن کی شان تو یہ ہے کہ نہ صرف ان لغویات سے بچے اور بیزاری کا اظہار کرے بلکہ اپنا جائزہ لے اور غور کرے کہ اس کی زندگی میں ایک سال آیا اور گزر گیا۔ اس میں وہ ہمیں کیا دے کر گیا اور کیا لے کر گیا۔ ہم نے اس سال میں کیا کھویا اور کیا پایا‘‘۔

’’ہم احمدی خوش قسمت ہیں کہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام اور مہدی معہود کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی جنہوں نے ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیم کا نچوڑ یا خلاصہ نکال کر رکھ دیا اور ہمیں کہا کہ تم اس معیار کو سامنے رکھو تو تمہیں پتا چلے گا کہ تم نے اپنی زندگی کے مقصد کو پورا کیا ہے یا پورا کرنے کی کوشش کی ہے یا نہیں؟ اس معیار کو سامنے رکھو گے تو صحیح مومن بن سکتے ہو۔ یہ شرائط ہیں ان پہ چلو گے تو صحیح طور پر اپنے ایمان کو پرکھ سکتے ہو‘‘۔

’’پس ہم سال کی آخری رات اور نئے سال کا آغاز اگر جائزے اور دعا سے کریں گے تو اپنی عاقبت سنوارنے والے ہوں گے۔ اور اگر ہم بھی ظاہری مبارکبادوں اور دنیاداری کی باتوں سے نئے سال کا آغاز کریں گے تو ہم نے کھویا تو بہت کچھ اور پایا کچھ نہیں یا بہت تھوڑا پایا۔ اگر کمزوریاں رہ گئی ہیں اور ہمارا جائزہ ہمیں تسلی نہیں دلا رہا تو ہمیں یہ دعا کرنی چاہئے کہ ہمارا آنے والا سال گزشتہ سال کی طرح روحانی کمزوری دکھانے والا سال نہ ہو۔ بلکہ ہمارا ہر قدم اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اٹھنے والا قدم ہو۔ ہمارا ہر دن اُسوہ رسول اللہ ﷺ پر چلنے والا دن ہو۔ ہمارے دن اور رات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہد بیعت نبھانے کی طرف لے جانے والے ہوں۔‘‘ (خطبہ جمعہ 30 دسمبر 2016ء)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

احباب جماعت کے نام

محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی کا پیغام

پیارے احباب جماعت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری زندگیوں کا ایک اَور سال بیت گیا۔ اس گزرے سال کے دوران اپنے اللہ کے بے شمار افضال وبرکات کا نظارہ کرتے ہوئے جماعت جرمنی کو نئے نئے سنگ میل طے کرنے کی توفیق ملی، الحمدللہ۔ خدا کرے کہ نیا سال پہلے سے بھی بڑھ کر اس کے فضلوں کو لانے والا ہو، ہم سب اس نئے سال میں پہلے سے زیادہ اُس کی رضا کی راہوں پر چلنے والے اور اُس کا پیار حاصل کرنے والے ہوں، آمین۔

اس موقع پر خاکسار جملہ احباب جماعت کی خدمت میں دلی مبارکباد پیش کرتا ہے اور نئے سال کا آغاز کرتے ہوئے اس حقیقت کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہے کہ ہماری پیدائش کا اصل مقصد اپنے خالق کے ساتھ زندہ تعلق پیدا کرنا ہے، جسے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس زمانہ میں اپنے مبعوث کئے جانے کی غرض قرار دیا ہے، آپ فرماتے ہیں:

"وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اُس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں" (لیکچر لاہور روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

اس مقصد کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دلی تڑپ کے ساتھ جماعت کو بار بار توجہ دلائی اور خدا تعالیٰ کے نور کو جذب کر کے اس کے رنگ میں رنگین ہوجانے کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا ؎

سب خیر ہے اِسی میں کہ اُس سے لگاؤ دِل

ایک دوسری جگہ زمین وآسمان کے اِس نور میں منور ہونے کے لئے اپنی دلی تڑپ کا اظہار یوں فرماتے ہیں:

"اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں"۔ (کشتیٔ نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21،22)

پس نئے سال کے آغاز پر ہم سب کا یہ فرض ہے کہ نئے عزم کے ساتھ اپنے امام کی آواز کو نہ صرف سنیں، بلکہ اس آواز کے سوز کو محسوس کریں تا زندگی کے اس چشمہ سے سیراب ہو کر ہم اپنی اور اپنی نسلوں کی دنیا و عاقبت سنوارنے والے ہوجائیں، آمین۔ والسلام، خاکسار

عبداللہ واگس ہاؤزر، امیر جماعت احمدیہ جرمنی

اخبار احمدیہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جمادی الاوّل 1441ہجری قمری | جنوری 2020ء | جلد نمبر 21 | شمارہ نمبر 01 | صلح 1399ہجری شمسی

فہرست مضامین

04	قال اللہ، قال الرسول ﷺ، قال المسیح الموعود علیہ السلام
05	تبرکات
06	ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
07	حقیقی نُور اللہ تعالیٰ ہی ہے
08	اللہ تعالیٰ ان تمام صفاتِ کاملہ کا جامع ہے جن کے کامل امتزاج کا نام نور ہے
15	انسانی اعمال اور تقدیر الٰہی
18	وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
20	تائید ایزدی کے نرالے ہیں رنگ ڈھنگ
21	مسجد بیت الحمید فلڈا، زمین کی خرید سے سنگِ بنیاد تک
26	فلڈا شہر
27	مسجد بیت الحمید فلڈا، تعمیر سے افتتاح تک
35	تاریخ جماعت احمدیہ فلڈا
38	ایک خوش قسمت خاندان
39	جرمنی کی سیاحت
42	Frankfurter Buchmesse میں جماعت احمدیہ جرمنی کی شمولیت
44	سال 2019ء میں وفات پانے والے موصیان کرام جماعت احمدیہ جرمنی
46	جرمنی میں مجلس صحت کا قیام
45	جرمنی میں حصولِ روزگار کے مواقع
48	مکرم صوفی عبد اللطیف صاحب مرحوم کا ذکر خیر

سرورق پر سجی خطاطی مکرم سعید اللہ خان صاحب کی کاوش ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء

مجلس ادارت

سرپرست

محترم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب
امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مدیر اعلیٰ

محمد الیاس منیر

مدیران

محمد انیس دیالگڑھی، ریحان رشید

معاونین

سلطان احمد قمر، سید سعادت احمد

پروف ریڈنگ

عبدالرحمٰن مبشر، سید افتخار احمد

ٹائٹل وڈیزائننگ

مرزا لطف القدوس، احسان اللہ ظفر

کمپوزنگ

آفاق احمد زاہد، طارق محمود

مینیجر

سید افتخار احمد

پتہ
شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی
Genfer Str.11,
60437 Frankfurt am Main,Germany
Email: akhbareahmadiyya@ahmadiyya.de
Tel & Fax: +49-69 50688722

26

04

23

38

35

20

45

47

31

30

قال اللہ جل جلالہ

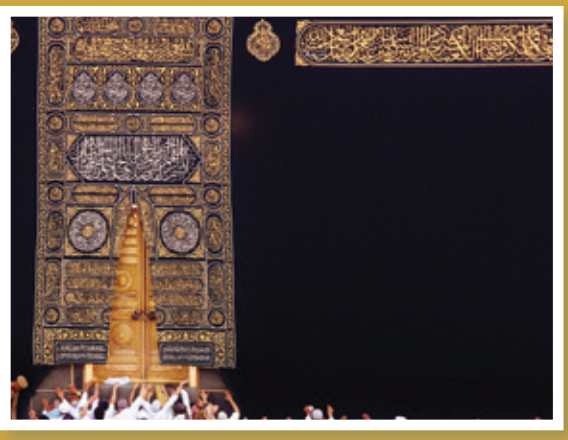

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (النور:36)

اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایک طاق کی سی ہے جس میں ایک چراغ ہو۔ وہ چراغ شیشے کے شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گویا ایک چمکتا ہوا روشن ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت سے روشن کیا گیا ہو جو نہ مشرقی ہو اور نہ مغربی۔ اس (درخت) کا تیل ایسا ہے کہ قریب ہے کہ وہ از خود بھڑک کر روشن ہو جائے خواہ اسے آگ کا شعلہ نہ بھی چھوا ہو۔ یہ نور علیٰ نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائمی علم رکھنے والا ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَقُولُ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلَاةِ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ: «اللهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ قَيَّامُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ۔

(صحیح بخاری، کتاب التوحید، و مسلم باب الدعاء فی صلوۃ اللیل و قیامہ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لئے آدھی رات کو قیام فرماتے تو دعا کیا کرتے تھے کہ ”اے میرے اللہ! ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لئے ہے کہ تُو آسمانوں اور زمین کا نُور ہے اور ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لئے ہے کہ تُو آسمانوں اور زمین کو قائم رکھنے والا ہے اور ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لئے ہے کہ تُو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے، کا ربّ ہے“۔

قال المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

خدا آسمان وزمین کا نور ہے۔یعنی ہر ایک نور جو بلندی اور پستی میں نظر آتا ہے خواہ وہ ارواح میں ہے خواہ اجسام میں اور خواہ ذاتی ہے اور خواہ عرضی اور خواہ ظاہری ہے اور خواہ باطنی اور خواہ ذہنی ہے اور خواہ خارجی اسی کے فیض کا عطیہ ہے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت رب العالمین کا فیض عام ہر چیز پر محیط ہو رہا ہے اور کوئی اس کے فیض سے خالی نہیں۔ وہی تمام فیوض کا مبداء ہے اور تمام انوار کا علت العلل اور تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے اسی کی ہستیٔ حقیقی تمام عالم کی قیوم اور تمام زیر وزبر کی پناہ ہے۔ وہی ہے جس نے ہر ایک چیز کو ظلمت خانۂ عدم سے باہر نکالا اور خلعت وجود بخشا۔ بجز اس کے کوئی ایسا وجود نہیں ہے کہ جو فی حد ذاتہ واجب اور قدیم ہو۔ یا اس سے مستفیض نہ ہو بلکہ خاک اور افلاک اور انسان اور حیوان اور حجر اور شجر اور روح اور جسم سب اسی کے فیضان سے وجود پذیر ہیں۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 حاشیہ صفحہ 191)

اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

جب میں ان بڑے بڑے اجرام کو دیکھتا ہوں اور ان کی عظمت اور عجائبات پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ صرف ارادۂ الٰہی سے اور اس کے اشارہ سے ہی سب کچھ ہو گیا تو میری رُوح بے اختیار بول اُٹھتی ہے کہ اے ہمارے قادر خدا تو کیا ہی بزرگ قدرتوں والا ہے تیرے کام کیسے عجیب اور وراء العقل ہیں۔ نادان ہے وہ جو تیری قدرتوں سے انکار کرے اور احمق ہے وہ جو تیری نسبت یہ اعتراض پیش کرے کہ اس نے ان چیزوں کو کس مادّہ سے بنایا۔ (نسیم دعوت۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 425) خدا تعالیٰ جو ہمارا خدا کہلاتا ہے اس کی خدائی کی اصل حقیقت ہی یہی ہے کہ وہ ایک مبدء فیض وجود ہے جس کے ہاتھ سے سب وجودوں کا نمود ہے اسی سے اس کا استحقاق معبودیت پیدا ہوتا ہے اور اسی سے ہم بخوشی دل قبول کرتے ہیں کہ اس کا ہمارے بدن و دل و جان پر قبضہ استحقاقی قبضہ ہے کیونکہ ہم کچھ بھی نہ تھے اسی نے ہم کو وجود بخشا۔ (شحنۂ حق۔ روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 428)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ظلمت میں جو چیز پڑی ہوئی ہے۔ اس کی خوبی یا نقص کا کچھ نہیں پتہ چلتا۔ اندھیرے میں کیسے ہی گل و گلزار ہوں۔ کیسے ہی لطیف ریشم کے کپڑے ہوں۔ مگر جب تک روشنی نہ آوے کچھ تمیز نہیں ہوسکتی اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ جہان میں جو کچھ عجائبات دیکھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کا نور ہے۔ یعنی حضرت حق سبحانہ کے نور کا ظہور ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نور جن پر پڑتا ہے۔ ان میں بعض کو آفتاب بعض کو چاند بنا دیا۔
(حقائق الفرقان جلد سوئم ص 217)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

میرے نزدیک یہاں اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ کہہ کر اس طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ زمین و آسمان میں تم جس چیز کو بھی روشن کرنا چاہو خدا تعالیٰ کا نور اُس میں داخل کر دو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ چیز روشن ہو جائے گی اگر وہ نور مکان میں نازل ہوگا تو وہ مکان روشن ہو جائیگا۔ اور اگر دل پر نازل ہوگا تو دل روشن ہو جائیگا۔ یہی نور جب بیت اللہ پر نازل ہوا تو وہ دنیا کی ہدایت کا مرکز بن گیا۔ پھر یہی نور مسجد نبویؐ پر نازل ہوا تو تمام مساجد کیلئے وہ ایک نمونہ قرار پا گئی حالانکہ بظاہر اینٹوں اور گارے کی ایک عمارت سے زیادہ اُس کی کیا حیثیت تھی۔ پھر یہی نور جب رسول کریم ﷺ کے قلبِ مطہر پر نازل ہوا تو آپؐ عالمِ روحانی کے آفتاب بن گئے۔ .... یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی خدا کا ہو جائے اور اپنے دائرہ استعداد کے مطابق سورج یا چاند یا ستارہ نہ بنے جو شخص اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کر لیتا ہے وہ اس کے نُور کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے اور پھر دوسروں کو بھی اپنے انوار سے منور کر دیتا ہے۔
(تفسیر کبیر جلد 6 ص نمبر 316، 317)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ فرماتے ہیں

خدا تعالیٰ جو آسمانوں اور زمین کا نور ہے، اس نے عقل کے لئے ایک نور کے حصول کا راستہ بتایا تھا اور وہ یہ کہ اللہ کا قرب حاصل کرو۔ اس کے ساتھ ذاتی تعلق کو قائم کرو۔ اس سے محبتِ ذاتیہ کے نتیجہ میں اپنی زندگیوں پر ایک فنا وارد کرو۔ نور کے حصول کی اس راہ کو انہوں نے اپنے اوپر بند کر لیا اور محض اپنی عقل پر بھروسہ کرتے ہوئے بھلائی کی بجائے دکھوں کے سامان پیدا کر لئے۔ ہم لوگ جو خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں اور اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں ہمارے لئے قرآن کریم نے کھول کر بیان کر دیا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ کے نور کو حاصل کرنے کے بعد عقل کا صحیح استعمال کیا جا سکتا ہے اور جس کے بغیر عقل صحیح نتائج پیدا نہیں کر سکتی اس لئے ہمیں قرآن کریم پر تدبر کرنا چاہیے، قرآن کریم کو غور سے پڑھنا چاہیے۔ (خطبات ناصر جلد ہفتم خطبہ جمعہ 29 جولائی 1977)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں

پس جب میں حواسِ خمسہ کی بات کرتا ہوں تو وہ کھڑکیاں ہیں، دروازے ہیں جہاں تک روشنی پہنچ سکتی ہے مگر دروازے اور کھڑکیاں اچھل اچھل کر روشنیوں تک نہیں پہنچ سکتے۔ روشنی ان تک پہنچتی ہے۔ اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (النور:36) خدا زمین و آسمان کا نور ہے اور اَور معانی کے علاوہ ایک یہ معنی ہیں کہ تم آنکھیں کھولو، نور خود تم تک پہنچے گا اگر تم نور کی طلب کرنے والے ہو گے اور نور کی خواہش رکھنے والے ہو۔ اگر تم نور کی خواہش رکھو گے تو آنکھیں کھولو گے اور کھولو گے تو ہر طرف سے خدا کے جلوے تم تک پہنچنے لگیں گے اور اگر آنکھیں رکھتے ہوئے آنکھیں بند رکھو گے تو اندرونی طور پر تم میں بظاہر صلاحیت ہو گی لیکن نور تم تک نہیں پہنچ سکے گا۔ (خطبات طاہر جلد 9 خطبہ جمعہ 14 دسمبر 1990 ص 755)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

جب تمام صفات کاملہ اس میں پائی جاویں۔ پس جبکہ ہر ایک قسم کی خوبی اس میں پائی گئی تو حسن اس کا ظاہر ہے۔ اسی حسن کے لحاظ سے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا نام نور ہے، جیسا کہ فرمایا اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ (النور:36) یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ ہر ایک نور اسی کے نور کا پَرتو ہے۔ لیکن اس نور کو دیکھنے کے لئے تعصب کی عینکیں اتارنی ہوں گی۔ لیکن جو شیطان کی پیروی پر تلے ہوئے ہوں وہ اپنے کئے کا خمیازہ بھگتتے ہیں اور اللہ پھر انہیں نور کی بجائے اندھیروں کی طرف لے جاتا ہے۔ پس اگر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا حسن نظر نہیں آتا یا اللہ کی ہستی کی پہچان نہیں ہوتی تو یہ دیکھنے والے کا قصور ہے جو اپنے دل کے دروازے اور کھڑکیاں بند رکھتے ہیں۔ اگر انہوں نے اللہ تعالیٰ کا حسن دیکھنا ہو، اس تصور کو دیکھنا ہو جو اسلام پیش کرتا ہے تو اپنے دل کے دروازوں اور کھڑکیوں کو کھولنا ہو گا۔ (خطبات مسرور جلد 5 خطبہ جمعہ 19 اکتوبر 2007 ص 431، 432)

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مَبْدَءُالانوار کا
بن رہا ہے سارا عالَم آئینہ اَبْصار کا

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کَل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اُس میں جمالِ یار کا

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا

چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشہ ہے تری چمکار کا

کیا عجب تو نے ہر اک ذرّہ میں رکھے ہیں خواص
کون پڑھ سکتا ہے سارا دفتر اِن اَسرار کا

خُوبرُویوں میں ملاحت ہے ترے اُس حُسن کی
ہر گل و گلشن میں ہے رنگ اس ترے گلزار کا

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خمدار کا

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اِک تیغِ تیز
جن سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غمِ اَغیار کا

تیرے ملنے کے لئے ہم مل گئے ہیں خاک میں
تا مگر دَرماں ہو کچھ اس ہجر کے آزار کا

شور کیسا ہے ترے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا

(سرمہ چشم آریہ صفحہ 4۔مطبوعہ 1886ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی زبان مبارک سے

حقیقی نُور اللہ تعالیٰ ہی ہے

اس نُور کی جو مثال دی گئی ہے وہ آنحضرت ﷺ کی ذات تک ہی ہے یا اس میں وسعت ہے۔ پچھلی دفعہ مَیں نے تفصیل بیان کی تھی۔ شاید بعضوں کا خیال ہو کہ آنحضرت ﷺ کی ذات تک محدود ہے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ کا نُور ہر چیز پر حاوی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے پہلا اعلان ہی یہ فرمایا کہ اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ کہ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اس لئے ہر چیز اس کے نور سے ہی فیض پاتی ہے اور فیض پا سکتی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی نہیں جو اپنی ذاتی ہوشیاری یا علم یا عقل سے اس کے نُور کو حاصل کر سکے۔ وہ خود چاہے تو مہیا کرتا ہے اور اس کے طریقے ہیں۔ یہ نُور اللہ تعالیٰ کس طرح ہے اور کیوں ہے اس لئے کہ زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا بھی وہی ہے۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ ذکر فرمایا ہے کہ مَیں نے ہی زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے۔ مثلاً ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ (ابراہیم:33) کہ اللہ وہ ہستی ہے جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے۔ اس میں موجود ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر انہیں انسانوں کے لئے مسخر کیا۔ جب اس نے پیدا کیا تو وہی ہے جو روحانی روشنی بھی عطا فرماتا ہے اور مادی بھی۔ پس حقیقی نُور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو دیکھنے والی آنکھ کو ہر جگہ، ہر روح میں، ہر جسم میں، ہر چیز میں نظر آتا ہے۔ لیکن ایک ایسا شخص جس کی روحانی آنکھ اندھی ہو اسے یہ نُور نظر نہیں آتا۔ لیکن ایک مومن اس یقین پر قائم ہے کہ ہماری کائنات اور جتنی بھی کائناتیں ہیں جن کا علم انسان کو ہے یا نہیں ہے، ان کا پیدا کرنے والا، ان کا نُور اور ان کو قائم رکھنے والا خدا تعالیٰ ہے اور اس نُور کا صحیح ادراک پیدا کروانے کے لئے خدا تعالیٰ اپنے انبیاء اور فرستادوں کو بھیجتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے نُور پاتے ہیں جو آسمان سے ان پر اترتا ہے اور وہ دنیا میں پھر اسے پھیلاتے ہیں۔ وہ نُور جو آسمان سے اتر کر زمین پر انبیاء کے ذریعہ سے پھیلتا ہے اس کی مثال اس آیت میں بیان فرمائی گئی ہے۔ جیسا کہ مَیں نے کہا کہ کچھ عرصہ پہلے آنحضرت ﷺ کے حوالے سے کہ یہ نور آپ ﷺ کی ذات میں کس طرح چمکا؟ مَیں بیان کر چکا ہوں۔ اور یہ اعلیٰ ترین معیار تھا اور قیامت تک رہے گا جو اللہ تعالیٰ کے نُور کا پرتَو بن کر دنیا میں قائم ہوا اور آنحضرت ﷺ نے اس نُور کو زمین میں پھیلا دیا اور پھر یہی نہیں کہ اپنی زندگی میں پھیلایا بلکہ یہ سلسلہ جاری ہے اور یہ نُور پھیلتا چلا جا رہا ہے۔

(خطبات مسرور جلد ہفتم صفحہ 563، خطبہ جمعہ 4 دسمبر 2009ء)

اللہ تعالیٰ ان تمام صفاتِ کاملہ کا جامع ہے جن کے کامل امتزاج کا نام نور ہے

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انورؒ نے درج ذیل آیات کریمہ تلاوت کیں:

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّ لَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَ لَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ وَ يُذْكَرَ فِيْهَا اسْمُهٗ يُسَبِّحُ لَهٗ فِيْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ ۝

(النور:36تا37)

پھر فرمایا:

یہ آیات کریمہ جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورۃ النور کی 36اور 37 آیات ہیں۔ ان آیات سے متعلق میں ایک خطبہ یا دو خطبات میں اس سے پہلے ایک رنگ میں روشنی ڈال چکا ہوں یا ان سے روشنی حاصل کر کے آپ کے ساتھ اس میں شریک ہو چکا ہوں لیکن اب ایک اور پہلو سے اس مضمون کو میں نے دوبارہ لیا ہے۔ چند دن ہوئے ایک خط کے ذریعہ مجھ سے یہ بڑے زور سے توقع رکھی گئی کہ وہ جو صفات باری تعالیٰ اور اسماء باری تعالیٰ کا سلسلہ تھا اسے پھر کبھی کبھی لے لیا کروں، دوبارہ اس پر خطبات شروع کر دیا کروں کیونکہ لکھنے والے نے لکھا کہ کئی پہلو سے نہ صرف عقلی اور قلبی لحاظ سے یہ سلسلہ مفید ہے بلکہ روحانی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ہم اسماء باری تعالیٰ کے مضمون پر بار بار گفتگو کرتے رہیں اور غور کرتے رہیں۔ دلیل بڑی قطعی اور مضبوط ہے لیکن میں نے شروع ہی میں عرض کیا تھا کہ یہ تو ایک لامتناہی سلسلہ ہے جو پھر کبھی ختم نہیں ہو سکتا لیکن دوسری باتیں جو بیچ میں ضرور پیش آتی رہتی ہیں ان کا بیان بھی ضروری ہے۔

ہر چند کہ ذکر الٰہی کا مضمون غالب اور افضل ہے مگر فی الحقیقت جو دوسری باتیں بھی خطبات میں پیش ہوتی ہیں وہ ذکر الٰہی کے تابع ہیں، ذکر الٰہی کی تیاری کے سلسلہ میں ہیں۔ اگر وہ تربیتی اور اصلاحی امور جماعت پر نہ کھولے جائیں تو وہ ذکر الٰہی کے مضمون کو قبول کرنے، سمجھنے اور اپنی ذات میں جاری کرنے کے اہل ہی نہیں ہو سکتے۔ پس یہ تفریق درست نہیں ہے کہ گویا کچھ خطبات تو ذکر الٰہی پر چلتے ہیں۔ بعض ظاہری طور پر ایسے تعلق ہیں جو ظاہری طور پر دکھائی دے جاتے ہیں۔ بعض ایسے تعلق ہیں جب گہری نظر سے دیکھیں تو وہ دکھائی دینے لگتے ہیں۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ذکر الٰہی کا مضمون زندگی کے ہر شعبہ بلکہ وجود کے ہر شعبہ سے تعلق رکھتا ہے۔

انہوں نے اپنے خط میں خصوصیت سے لفظ نور پر روشنی ڈالنے یعنی الفاظ تو یہ استعمال کئے مگر حقیقت یہ ہے کہ کہنا وہ یہ چاہتے تھے کہ لفظ نور سے روشنی حاصل کر کے ہمیں بھی وہ روشنی دکھائیں جس کا تعلق خدا تعالیٰ کے اسم نور سے ہے اور یہ چونکہ ایک مرکزی اسم ہے، اللہ کے بعد وہ اسم جو تمام صفات باری تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے وہ نور ہے اور حقیقت میں ایک رنگ میں اللہ کا متبادل دکھائی دیتا ہے۔ اس پہلو سے میں پہلے بھی گفتگو یا آپ کو اس مضمون کو سمجھانے کی بات کا سوچ چکا ہوں لیکن مشکل یہ درپیش تھی کہ یہ مضمون بہت مشکل ہے۔ بہت دقیق ہے، بہت باریک بھی ہے، وسیع بھی ہے اور ایک دفعہ اس مضمون کو شروع کیا جائے تو جماعت کے ہر طبقہ علم کو، ہر ذہنی درجے کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے سمجھا دینا ایک مشکل کام ہے۔ اس لئے اس بات کا حوصلہ نہیں پڑا کہ اس مضمون کو اٹھاؤں لیکن انہوں نے اب واضح طور پر مطالبہ یہ کیا ہے کہ اس سلسلہ کو دوبارہ شروع کرنا ہے تو اسم نور سے شروع کریں۔ اس غرض سے میں نے اس آیت کی دوبارہ تلاوت کی ہے جس کے بعض پہلوؤں پر میں پہلے بات کر چکا ہوں۔ اب کچھ ایسے پہلو ہیں جو نور کی ماہیت سے تعلق رکھتے ہیں اس کی ماہیت کو ہم صرف اسی حد تک سمجھ سکتے ہیں جس حد تک قرآن کریم نے یا حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سمجھایا ہے یا ان دونوں سے اخذ کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت ہی تفصیل سے عارفانہ مطالب بیان فرمائے ہیں۔

سب سے پہلے تو عموماً نور کی بات ہے، نور کیا چیز ہے؟ نور کے متعلق عموماً تصور یہ ہے کہ جس کو ہم روشنی کہتے ہیں وہی نور ہے اور سورج کی روشنی ہو یا چراغ کی روشنی ہو یا کوئی ایسی چیز جو چمک رہی ہو جیسے جگنو چمکتا ہے یہ سب روشنیاں نور ہیں۔ یہ درست ہے کہ نور کے ایک معنی کے تابع یہ ساری روشنیاں آتی ہیں مگر جب اللہ کے نور کی بات ہو تو اس کو ان روشنیوں کے حوالے سے سمجھانا ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال کے وقت کسی ظاہری نور کی بات نہیں فرمائی بلکہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مثال دی ہے۔ جس سے پتا چلتا ہے کہ نور الٰہی کی کنہہ میں فی ذاتہٖ چمکنا نہیں ہے۔ چمکنے والا نور اور ہے جو آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ کچھ نور ہے جو باطن میں ہے جو ہر چیز کی اصلی وجہ ہے، جس سے ہر چیز پیدا ہوتی ہے اور وہ نور ہے جو انسان اپنی عام آنکھ سے دیکھ ہی نہیں سکتا اور اصل وہ نور ہے اور جس سے دوسرے سب نور ایک ظاہر میں دکھائی دینے والی کچھ حقیقتیں ہیں۔ ان کا کیا تعلق ہے اللہ کے نور سے اور اللہ نے اپنے نور کی مثال کے وقت چاند سورج کا ذکر کیوں نہ فرمایا بلکہ صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر فرمایا اور ایک ایسے انداز میں جس سے نور کی وہ حقیقت روشن ہو جاتی ہے جس حقیقت کا انسان کے ارتقاء سے تعلق ہے، جس حقیقت کا انسان کے اس ارتقاء سے تعلق ہے جو اسے خدا تعالیٰ کی طرف رفعتوں میں لے جاتا ہے۔ پس یہ وہ پہلو ہے جس کو میں اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق آج کھولنے کی کوشش کروں گا اور اگر آج جیسا کہ نظر آرہا ہے کہ وقت کافی نہیں ہوگا تو پھر آئندہ ایک دو خطبات میں بھی یہی مضمون چلے گا۔

سب سے پہلے لفظ نور کے متعلق عمومی بات میں آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ نور دراصل اپنی ذات میں ایک ارتعاش کا نام ہے اس سے زیادہ یہ کچھ نہیں ہے اور جتنی بھی توانائیاں ہیں وہ ارتعاش ہی ہیں۔ ارتعاش کا مطلب ہے تموج، حرکت اور تموج اگر کسی چیز میں پیدا ہو تو وہ ایک توانائی کا مظہر بن جاتا ہے اور کوئی توانائی بھی تموج کے بغیر متصور نہیں ہوسکتی۔ ہر توانائی میں ایک تموج پایا جاتا ہے۔ یعنی زیر و بم، حرکت، ایک اندرونی حرکت جو بیرونی طور پر بعض انسانی حسی قوتوں سے مشاہدہ کی جاسکتی ہے۔ مثلاً آگ ہے یہ ایک توانائی ہے۔ اس کے اندر بھی تموج ہے لیکن وہ تموج بسا اوقات نظر نہیں بھی آتا۔ جب آپ اس کو ہاتھ لگاتے ہیں تو تب محسوس ہوتا ہے کہ اس میں گرمی ہے۔ پس آگ نہ نظر آنے والی توانائی بھی رکھتی ہے اور نظر آنے والی توانائی بھی رکھتی ہے لیکن جو نظر آنے والی توانائی ہے اس کا نور سے تعلق ہے نار سے تعلق نہیں۔ اس کا روشنی سے تعلق ہے، اس کا گرمی سے تعلق نہیں ہے۔ پس توانائیوں میں مختلف قسم کی توانائیاں اس طرح داخل ہو جاتی ہیں کہ تموج کی شکلیں بدل جاتی ہیں۔ لہریں تموج ہی کو کہتے ہیں۔ تموج ہی کا ایک اظہار ہے لہر اور جتنی بھی توانائیاں ہم دیکھتے، سنتے یا محسوس کرتے ہیں ان کا لہروں سے تعلق ہے۔ پس مادہ دکھائی دیتے ہوئے بھی ان کا کنہہ مادہ نہیں ہے بلکہ مادے سے وراء الورا کچھ اور ایسا اوّل محرک ہے جس نے ان کو حرکت دی اور حرکت دے کر جب اس حرکت نے ایک جگہ اجتماع کر لیا اور یہ حرکت ایک منجمد صورت میں تبدیل ہوگئی تو اسے ہم مادہ کہتے ہیں۔ پس توانائی بھی مادے کی شکل ہے اور مادہ بھی توانائی ہی کی ایک شکل ہے۔ اب یہ مضمون سائنس کے لحاظ سے بہت وسعت رکھتا ہے اور بہت گہرا اور باریک ہوتا چلا جاتا ہے مگر میں یہاں اس سے آگے نہیں بڑھتا بلکہ اس دائرہ میں رہتے ہوئے اسے مزید کھولنے کی کوشش کرتا ہوں۔

اب جو آواز میری آپ سن رہے ہیں یہ اس لئے سن رہے ہیں کہ اس آواز کو ایک تموج نے پیدا کیا ہے۔ وہ تموج میرے گلے کے ان دھاگوں سے پیدا ہوا، ریشوں سے پیدا ہوا جو اللہ تعالیٰ نے آواز پیدا کرنے کی خاطر بنائے ہیں۔ اور ہونٹوں سے اور زبان سے اور گلے کے سوراخ سے جس کے ملنے اور الگ ہونے سے کچھ تموج پیدا ہوتے ہیں۔ ان سب تموجات کو ہم کانوں کے ذریعہ سنتے ہیں اور کانوں کے اندر پردے ہیں جو بعینہٖ اسی طرح، اسی زیر و بم کے ساتھ متحرک ہو جاتے ہیں جو زیر و بم آپ کے بولتے وقت آپ کے گلے میں پیدا ہو رہا ہے یا ہونٹوں میں پیدا ہو رہا ہے یا زبان کے منہ کے اندر مختلف حصوں کے ملنے اور الگ ہونے سے پیدا ہو رہا ہے، گلے کے سوراخ کے تنگ ہونے اور کھلنے سے پیدا ہو رہا ہے۔ یہ سب تموجات ہیں جو آپ کے ذہن تک پہنچتے ہیں لیکن براہ راست نہیں۔ ایک کانوں کا پردہ آپ کو عطا ہوا ہے اس پردے پہ اگر ویسا ہی تموج پیدا ہو جائے جیسا کہ بات کرنے والے نے اس کو چلایا تھا تو وہ تموج پردے کو متحرک کر کے ایک ایسے حسی تار کے ذریعے دماغ تک پہنچتا ہے جس کو ہم Auditory Nerve کہتے ہیں یعنی سماعت کا وہ حسی ریشہ، Nerve کا ترجمہ میرے لئے اردو میں مشکل ہے لیکن مراد یہ ہے کہ وہ ریشہ جو کسی چیز سے بنا ہوا ہے اور وہ حسیات کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے کے کام آتا ہے۔ اب وہ ریشہ بھی اس تموج کو غیر صوتی انداز میں دماغ تک منتقل کرتا ہے، پردے کی حد تک صوت ٹھہر گئی اس کے بعد جب وہ حرکت منتقل ہوئی تو ایسے صوتی ریشے میں منتقل ہوئی ہے جس نے اس آواز کے تموج کے مطابق خود لرزتے ہوئے اس پیغام کو بغیر شور کے آگے پہنچانا ہے۔ دماغ کے اندر جو اعصابی ریشے بے انتہا کام کر رہے ہیں، اَن گنت میلوں کا سفر یہ حرکتیں، ہر روز ہر وقت ہمارے دماغ میں کر رہی ہیں، ان کا کوئی شور نہیں ہے۔ اس لئے ایک صوتی نظام کو ایک بے آواز نظام میں تبدیل کیا گیا اور وہ تموج کی آخری شکل ہے جو ذہن سنتا ہے یعنی سنتا ہے لیکن سنتا نہیں بھی ہے۔ کوئی شور نہیں، کوئی آواز نہیں مگر اس کا پیغام سمجھ جاتا ہے کیونکہ تموج کی شکل وہی ہے۔

اب یہ جو نظام ہے اس پہ غور کریں تو پھر آپ نور کی اس مثال کو بھی سمجھنے کی زیادہ اہلیت رکھیں گے، جو میں آپ کے سامنے رکھنے والا ہوں، جو قرآن کریم نے ہمارے سامنے بیان فرمائی ہے۔ جہاں گلے کی حرکت، آواز کا زور سے نکلنا، اس کی شدت جہاں تک اس میں قوت کے استعمال کا تعلق ہے یہ کیسے ہوا۔ اس کا آغاز ذہن سے ہوا اور ذہن میں کوئی شور نہیں تھا۔ ذہن میں کوئی تصور ایسا نہیں تھا جسے محسوس کیا جاسکے، جسے سنا جاسکے۔ پس لطیف تر تموج پہلے پیدا ہوتا ہے اور پھر وہ کثیف یعنی گاڑھے اور

مادی اور دکھائی دینے والے اور سنائی دینے والے تموج میں تبدیل ہو جاتا ہے یا محسوس ہونے والے تموج میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

اوّل طاقت جو پس پردہ ہے وہ بے آواز ہے اور وہ طاقت جو ہم جانتے ہیں وہ آواز رکھتی ہے، ایک شور رکھتی ہے، ایک ہنگامے کی کیفیت رکھتی ہے۔ ایسی شدت بھی اختیار کر سکتی ہے کہ اس کے لرزنے سے بڑی بڑی عظیم چٹانوں میں دراڑ پڑ جائیں۔ یہ صوتی تموج ایسی عظیم قوت بھی اختیار کر سکتا ہے کہ جس کے لرزنے سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں۔ پس اصل توانائی ہے مگر جہاں سے توانائی شروع ہوئی ہے اس میں فی ذاتہٖ کوئی تموج دکھائی نہیں دے سکتا، کامل خاموشی ہے اور وہ اوّل تموج کی وجہ ہے جو ذہن کے اندر پیدا ہو رہا ہے۔ اس لئے جب تک اسی قسم کے تموج میں اس ظاہری شور کو تبدیل نہ کیا جائے اسے بے آواز نہ بنایا جائے دماغ کا دماغ سے رابطہ نہیں ہو سکتا۔ پس ہر توانائی کی یہی مثال ہے جو دکھائی نہیں دے رہی، جو سنائی نہیں دے رہی وہ محسوس کی جاتی ہے لمس کے ذریعہ۔ پس لمس کے ذریعہ جو احساس ہے وہ بھی گرمی کی صورت میں دماغ میں نہیں پہنچتا ورنہ دماغ میں آگ لگا دے۔ سوچنے والا دماغ ہے۔ اگر دماغ سے تعلق کاٹ دیں تو انگلی جو گرم چیز پر لگی ہے وہ بھسم ہو جائے گی اور اگر بہت گرم چیز ہو تو آناً فاناً غبار بن جائے گی لیکن اس کی گرمی دماغ تک نہیں پہنچے گی۔ دماغ تک نہ کوئی ٹھنڈ پہنچتی ہے، نہ کوئی گرمی پہنچتی ہے، نہ کوئی آواز پہنچتی ہے، نہ کوئی روشنی پہنچتی ہے لیکن جو کچھ پہنچتا ہے وہیں پہنچتا ہے، وہاں نہ پہنچے تو کچھ بھی نہیں۔ اگر وہ تعلق توڑ دیں تو نہ روشنی کی کوئی حقیقت رہے گی، نہ گرمی کی کوئی حقیقت رہے گی نہ حبس کی طاقتوں سے محسوس ہونے والی چیزوں کی کوئی حقیقت رہے گی۔ نہ خوشبو کی حقیقت رہے گی، نہ ذائقہ کی حقیقت رہے گی۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف حرکت اور خدا تعالیٰ کی طرف سے حرکت کو اس مضمون کو سمجھنے کے لئے انسان اگر اپنے نفس پر اور اپنی تخلیق پر غور کرے تو اس کو بہت مدد مل سکتی ہے اور اس کے بغیر انسان ان حقیقتوں کو پا نہیں سکتا۔ اب گرمی ہو اور خدا کا وجود بھی وہاں ہو، جہنم ہو اور خدا کا وجود بھی موجود ہو کیونکہ کوئی کائنات کا ایسا حصہ نہیں جہاں خدا موجود نہیں جنت ہو سخت سردی ہو اور خدا کا وجود وہاں موجود ہو اور پھر ان سے بالا رہے اس کی اگر سو فیصدی نہیں اور یقیناً سو فیصدی نہیں تو سمجھانے کے لئے یہ مثال آپ کے کام آسکتی ہے کہ دماغ تک تو نہ آواز پہنچتی ہے، نہ گرمی پہنچتی ہے، نہ خوشبو بلکہ اگر یہ ساری چیزیں وہاں پہنچ جائیں تو دماغ مختل ہو جائے اور دماغ کام کرنے کے قابل ہی نہ رہے۔ اس کی خدا تعالیٰ نے حفاظت فرمائی اور ان چیزوں کا مرکز ہونے کے باوجود اور ان چیزوں کے تصورات کی آماجگاہ ہونے کے باوجود ان چیزوں کے ذاتی اور براہ راست اثر سے اس کی حفاظت فرمائی گئی ہے اور یہ چیز ہمیں بتاتی ہے کہ جس کو ہم مادہ سمجھ کر اتنی اہمیت دے رہے ہیں یہ مادہ فی ذاتہٖ کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا اگر شعوری موجوں میں تبدیل نہ ہو جائے اور شعوری موجیں اپنی ذات میں بہت ہی لطیف چیزیں ہیں جن کی کنہہ کو آج تک انسان نہیں سمجھ سکا۔ آج تک اتنی ترقیات کے باوجود انسان کو ذوق کا بھی پوری طرح نہیں پتا چل سکا کہ یہ کیا چیز ہے۔ بُو کی حس کا بھی پوری طرح پتا نہیں چل سکا کہ یہ کیا چیز ہے۔ اب تک جو ترقی ہوئی ہے اس کا تعلق سماعت سے ہے اور بینائی سے ہے۔ ٹیلی ویژن میں آپ سماعت کو بھی منتقل ہوتا دیکھتے ہیں اور بینائی سے تعلق رکھنے والی توانائیوں کو بھی دیکھ سکتے ہیں مگر ٹیلیویژن سے کبھی آپ کو خوشبو نہیں آئے گی، ٹیلی ویژن سے کبھی آپ کو مزہ حاصل نہیں ہوگا کیونکہ خوشبو اور مزے پر ابھی انسانی علم اتنا محدود ہے اور اتنا سرسری، سرسری کے بھی کنارے پر کھڑا ہے کہ آج تک اس میں کوئی ترقی نہیں ہو سکی، کوئی سائنسی قدم ایسا آگے نہیں بڑھ سکا جو جس طرح قوت سماعت اور قوت بینائی کے متعلق حیرت انگیز کام انسان نے کئے ہیں اس میں بھی کر سکے۔ اسی لئے میں بارہا احمدی سائنٹسٹس کو توجہ دلا چکا ہوں کہ یہ دو میدان آپ کے لئے خالی پڑے ہیں۔ پہلے دو میدانوں پر عیسائیت نے قبضہ کر لیا اور یہ دو لطیف تر میدان ہیں جو زیادہ رفعتوں سے تعلق رکھتے ہیں اور زیادہ گہرائیوں سے تعلق رکھتے ہیں کیونکہ ان کا شعور براہ راست مادی شعور سے اتنا قریب نہیں ہے جتنا سماعت کا شعور مادی شعور سے قریب تر ہے اور بینائی کا شعور مادی شعور سے قریب تر ہے۔ یہ ابھی انسانی عقل کی پہنچ سے بہت دور کی باتیں ہیں اس لئے جماعت کو ان پر غور کرنا چاہئے اور یہ سارے نور ہیں۔

پس میں جو آپ سے نور کی بات کرتے کرتے آپ کو سماعت کی طرف لے گیا یا قوت ذائقہ کی طرف لے گیا یا خوشبو کی طرف لے گیا تو یہ نہ سمجھیں کہ میں بات کرتے کرتے بہک گیا ہوں۔ یہ تمام باتیں نور سے تعلق رکھتی ہیں اور نور کی جو بنیادی تعریف قرآن کریم نے پیش فرمائی ہے اس میں اس کا دکھائی دینا شامل نہیں ہے بلکہ جو دکھائی دیتا ہے وہ دراصل نور کا پردہ ہے۔ اصل نور اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یا اس کی ذات سے پھوٹتا ہے اور وہ نور صفات ہے اور وہ نور صفات اس ظاہری نور سے بعض مشابہتیں رکھتا ہے جسے ہم نور سمجھتے ہیں۔ نور صفات سے ظاہری مشابہتیں مثلاً یہ ہیں کہ جو ظاہری نور ہے جس کو ہم سفید روشنی کی طرف، جس طرح وہ دیکھیں آپ کے سامنے وہ ٹیوبز جل رہی ہیں سورج کی روشنی کے مشابہ سفید روشنی پیدا کر رہی ہیں، ان پر غور کریں تو ان میں ایک روشنی تو نہیں ہے، ان میں کئی قسم کی روشنیاں ہیں اور ہر روشنی کی لہروں کے مزاج کا فرق ان کے مختلف رنگ ظاہر کرتا ہے اور ان کے کامل امتزاج سے وہ چیز نکلتی ہے جس کو عرف عام میں نور کہا جاتا ہے۔

پس اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام صفات کاملہ کا جامع ہے جن کے کامل امتزاج کا نام نور ہے۔ جیسے روشنی کی لہروں کو جو مختلف درجوں سے تعلق رکھتی ہیں، مختلف شکلوں سے تعلق رکھتی ہیں، اگر ایک خوبصورت توازن میں ڈھال کر اکٹھا کر دیا جائے تو وہ سفید روشنی جس کو ہم نور کہتے ہیں وہ بن جائے گی۔ ورنہ الگ الگ ہوں یا چھوٹے دائروں میں ہوں تو کہیں وہ نیلی دکھائی دے گی، کہیں سبز دکھائی دے گی، کہیں زرد دکھائی دے گی، کہیں Violet دکھائی دے گی، کہیں Ultra Violet دکھائی دے گی، کہیں ایسی

شکلیں اختیار کرلے گی کہ جن میں حدت یعنی گرمی تو ہے، نار کے مشابہ زیادہ ہے مگر نور نہیں ہے یعنی دکھائی نہیں دیتا۔ کہیں وہ لہریں ایسی شکل اختیار کرلیں گی کہ جسے انسان تو نہیں دیکھ سکتا مگر شہد کی مکھیاں دیکھ رہی ہیں۔ جسے شہد کی مکھیاں تو نہیں دیکھ سکتیں مگر بعض پرندے دیکھ رہے ہیں، بعض پرندے تو نہیں دیکھ رہے مگر بعض کیڑے مکوڑے دیکھ رہے ہیں۔ تو آگے پھر اس نور کی بے شمار قسمیں ہیں جسے ہم ایک روشنی سمجھتے ہیں۔ رنگوں کے لحاظ سے پانچ بنیادی رنگوں میں سائنس دانوں نے اسے تقسیم کیا ہے اور یا کم و بیش ہوں گے۔ سات رنگ بتاتے ہیں ان کے اندرونی ادل بدل اور ملنے جلنے سے جو پیدا ہوتے ہیں مگر پانچ یا سات کی بحث نہیں ہے اگر آپ روشنی کے مزاج کو سمجھنے کے لئے، اس کی لہروں پہ زیادہ غور کریں اور ان کے اندرونی فرق کو دیکھیں تو اس میں اور بھی بہت سی چیزیں ایسی دکھائی دیں گی جو اس نور کا ایک لازمی حصہ ہیں، جو ایک اجتماعی شکل میں اس کو سورج کی روشنی کے طور پر ہمارے سامنے لاتے ہیں مگر یہ وہ نور نہیں ہے جو اللہ کا نور ہے۔ یہ وہ نور ہے جو اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے وہ تاریک کائنات جو انسان کو دکھائی نہیں دیتی وہ بھی اللہ کا نور ہے کیونکہ یہ نہیں فرمایا کہ سماوات والارض میں سے بعض چیزیں اللہ کا نور ہیں اور بعض نہیں یا بعض چیزوں کا، اللہ نور ہے، یہ کہنا چاہئے، قرآن تو یہ فرما رہا ہے کہ بعض چیزوں کا اوّل محرک اللہ ہے، اوّل اللہ نور ہے اور وہ ثانوی ہیں بلکہ ساری کائنات میں جو Dark Matter ہے جس میں انسان کو کوئی بھی ایسا تموج دکھائی نہیں دیتا جسے وہ روشنی کہہ سکے اندھیرا دکھائی دیتا ہے اس کو۔ مگر جب توانائی ہے تو تحرک اس میں ضرور ہے، جب توانائی ہے تو تموج ضرور ہے۔ اس تموج کو بھی اللہ نور ہی قرار دے رہا ہے یعنی نور سے پیدا شدہ مگر فی ذاتہٖ اللہ کا نور نہیں ہے۔

اس کی بہت سی لطیف تفاسیر ہیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات میں ملتی ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی عارفانہ تفاسیر میں دکھائی دیتی ہیں۔ میں اس عمومی تمہید کے بعد پھر ایک ایک چیز لے کر آپ کے سامنے کھولوں گا۔ سب سے پہلی بات یہ ہے جو اللہ کے نور کی اصل ماہیت ہے اس کی کسی کو کوئی خبر نہیں اور اس کی صرف مثالیں ہی ہیں جو بیان ہوسکتی ہیں۔ بعض احادیث سے یہ شک پڑتا ہے کہ شاید رسول اللہ ﷺ کو اللہ کے نور کی ماہیت کا دیدار ہوا ہے مگر بعض دوسری احادیث نے اس پر مزید روشنی ڈال کر اس شک کا خود ازالہ فرما دیا ہے۔ میں ایسی ہی پہلی نوعیت کی ایک حدیث صحیح مسلم کتاب الایمان سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن شقیق جو تابعی تھے، بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوذر غفاریؓ سے کہا کہ اگر میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا ہوتا تو میں آپؐ سے ایک سوال ضرور کرتا۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا کہ بتاؤ تو سہی وہ کیا سوال تھا جو تم کرتے اگر تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہوتا۔ تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ سے یہ سوال کرتا اگر میں نے ان کو دیکھا ہوتا کہ کیا آپؐ نے خدا کو دیکھا ہے؟ اور دیکھنے کا تعلق اس رنگ میں رسول اللہ ﷺ کے وسیلہ سے خدا تک پہنچا دیا۔ ابوذر غفاریؓ نے کہا کہ تمہارے نہ دیکھنے کا کوئی فرق نہیں پڑا۔ میں نے دیکھا ہے اور میں نے خود یہ سوال کیا تھا اور جب میں نے سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا رَاَیْتُ نُوْرًا میں نے ایک نور دیکھا ہے یعنی ایک قسم کا نور دیکھا ہے۔

(صحیح مسلم کِتَابُ الْاِیْمَانَ)

کیا مراد یہ تھی کہ میں نے اللہ کا نور اس کی ماہیت کے لحاظ سے دیکھا ہے؟ یہ ایک انسان کے ذہن میں خیال ابھر سکتا ہے۔ اس کا جواب بخاری کی حدیث میں حضرت ابوذرؓ سے ہی مروی ہے۔

دوسری حدیث بھی مسلم ہی کی ہے بخاری کی نہیں۔ حضرت امام مسلم نے ایک باب میں دو حدیثیں باندھی ہیں، میرے ذہن پہ یہ تاثر تھا کہ وہ بخاری کی حدیث ہے جب میں نے چیک کیا ہے تو بخاری کی نہیں وہ مسلم ہی کی دوسری حدیث ہے۔ ایک حدیث میں حضرت ابوذر غفاریؓ سے یہ روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا میں نے ایک نور دیکھا ہے۔ دوسری حدیث میں یہ روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے جب پوچھا کہ آپؐ نے اپنے ربّ کو دیکھا ہے، آپؐ نے فرمایا وہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔ قَالَ ھُوَ نُوْرٌ اَنّٰی اَرَاہُ تو نوراً جو لفظ تھا وہ دراصل نور تھا جو فرمایا اور اَنّٰی کا جو حصہ ہے وہ ایک راوی بھول گیا اور دوسرے راوی نے اس کو مکمل کر دیا۔ یہ پوری شکل بنی ہے اب، کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تو نور ہے میں اسے کیسے دیکھ سکتا ہوں۔

(صحیح مسلم کِتَابُ الْاِیْمَانَ)

اس حدیث نے ایک اور مضمون سے بھی پردہ اٹھایا ہے کہ اللہ کا نور آنحضرت ﷺ کے عرفان کے مطابق ظاہری نور نہیں تھا ورنہ ظاہری نور کو تو ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے۔ ظاہری نور ہی کے ذریعے دیکھتے ہیں، ظاہری نور ہی کو دیکھتے ہیں۔ چاند سورج کو دیکھتے ہیں مگر حضرت رسول اللہ ﷺ ان کے نور کو خدا کا نور ان معنوں میں قرار نہیں دے رہے کہ گویا اس نور کو دیکھنا خدا کا دیکھنا ہے۔ اللہ کا نور اس نوعیت کا ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ انسان اس کو دیکھ نہیں سکتا۔ پھر یہ نور کیا ہے جو ہمیں دکھائی دیتا ہے؟ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ ایک دوسری حدیث میں یہ ذکر موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نور، خدا تعالیٰ کا حجاب ہے۔ خدا تعالیٰ کی صفات کا پردہ ہے یعنی جن کے پیچھے اللہ چھپا ہوا ہے۔ جو تمہیں ظاہری روشنی سورج کی دکھائی دیتی ہے تم اس کو نور سمجھ رہے ہو، یہ حجاب ہے جو صفات باری تعالیٰ پر ہے اور خدا اس سے پرے ہے اور خود یہ نور نہیں ہے۔ یہ وہ ابتدائی باتیں ہیں نور سے متعلق جن کو آپ کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض حوالے آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو اس مضمون کو مزید آپ پر کھولتے چلے جائیں گے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

''قرآن شریف میں تمام صفات کا موصوف صرف اللہ کے اسم کو ہی ٹھہرایا ہے تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ اللہ کا اسم تب متحقق ہوتا ہے جب تمام صفات کاملہ اس میں پائی جائیں۔ پس جبکہ ہر ایک قسم کی خوبی اس میں پائی گئی تو حسن اس کا ظاہر ہے۔ اسی حسن کے لحاظ سے قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ کا نام نور ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے اَللّٰہُ نُوْرُ

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ یعنی اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے۔ ہر ایک نور اسی کے نور کا پرتو ہے"۔

(ایام الصلح، روحانی خزائن جلد 14 صفحہ:247)

یعنی اپنی ذات میں وہ خدا کا نور ہے۔ خدا کا ایک عکس ہے جو اس پردے پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ عکس اس طرح کا بھی نہیں جیسے مادی عکس ہو یعنی مراد اس کی یہ ہے۔ توانائی کا مضمون آپ کو سمجھانے کا مقصد یہ تھا تا کہ ان لطیف باتوں کو آسانی سے سمجھ سکیں۔ توانائی کا آخری منبع اور اوّل منبع اللہ تعالیٰ ہے۔ ہر قسم کی حرکت، ہر قسم کا تموج خدا کی ذات کے ارادہ سے پیدا ہوتا ہے۔ جس طرح آپ کا ارادہ آپ کے بدن کو جنبش دیتا ہے، آپ کے گلے کی صوتی تاروں کو جنبش دیتا ہے اور وہی ارادہ ہے جو جنبشیں بن بن کر دوسرے انسانوں کے ذہن میں منتقل ہوتا ہے اور وہاں پہنچ کر ظاہری جنبش میں دکھائی نہیں دیتا کچھ اور قسم کی چیز ہو جاتی ہے، لطیف تر ہو جاتا ہے۔ تو لطافت سے آغاز ہوا، لطافت تک پہنچا اور اس کے بغیر ایک جگہ کی کیفیت کو دوسری جگہ منتقل کرنا ناممکن ہے۔ جس لطافت سے کسی چیز کا آغاز ہوا ہے جب تک دوبارہ اس لطافت میں اس کو تبدیل نہ کریں اس کا دوسری جگہ انتقال ممکن نہیں ہے یعنی معنی خیز نہیں رہتا، ایک بے معنی انتقال ہو جاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اوّل ہے جس کا ارادہ، جس کی قوت فیصلہ، جس کی چاہت یا جس کی ناپسندیدگی جو بھی شکلیں اختیار کرتی ہے وہ ساری کائنات ہے۔ تمام کائنات اس ابتدائی تموج سے پیدا ہوتی ہے جس کو تموج کہنا بھی ایک انسانی کلام کی مجبوری ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں دکھائی دینے والا تموج، محسوس ہونے والا تموج خواہ وہ آواز سے تعلق رکھتا ہو یا روشنی سے تعلق رکھتا ہو، جب تک ظاہر ہے اس وقت تک کسی نہ کسی صورت میں لطیف ہونے کے باوجود اسے تموج کہا جا سکتا ہے لیکن وہ جگہ جہاں سے تموج شروع ہوا، جہاں پہنچ کر دوبارہ اپنی اصلیت کی طرف لوٹتا ہے وہاں کم سے کم لطیف ترین تموج ہے۔ اتنا ہلکا کہ ظاہری تموج کو اس تموج سے کوئی نسبت ہی دکھائی نہیں دیتی۔ آپ کی آواز سے پہلے جو آپ کا خیال تھا اگر تموج نہ ہو تو خیال پیدا نہیں ہو سکتا لیکن اتنا خاموش کہ آپ زندگی بھر جو چاہیں سوچتے رہیں ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی کو آواز سنائی نہیں دے گی۔ لیکن جب وہ تموج آواز میں ڈھلتا ہے تو کہیں ہلکی نحیف آوازوں میں بھی ڈھلتا ہے، کہیں پرشوکت اور بلند آوازوں میں ڈھل جاتا ہے۔ اب اذانیں بھی آپ نے مختلف سنی ہیں ہمارے مبارک ظفر صاحب ناروے میں اذان دیا کرتے تھے تو لگتا تھا تکبیر کہہ رہے ہیں اور تکبیر غور سے سننی پڑتی تھی۔ اب چوہدری آفتاب صاحب ہیں یہ تکبیر کہیں تو لگتا ہے اذان دے رہے ہیں لیکن دونوں کے ذہن میں تموج کی قوتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ویسا ہی تموج ہے اور کوئی آواز کسی کی سنائی نہیں دیتی۔ تو ذات باری تعالیٰ کا نور ہونا یہ معنے رکھتا ہے کہ تمام کائنات اس کے ارادے، اس کے فکر سے تعلق رکھتی ہے اور اس کے بغیر کائنات میں کسی چیز کا ہونا ناممکن ہے، ہو ہی نہیں سکتی۔

پس نور بمعنی توانائی ہے۔ نور بمعنی اس روشنی کے نہیں ہے جو آپ کو ظاہری آنکھوں سے دکھائی دیتی ہے اور اب روشنی کو ظاہری تصویر اگر اپنے سامنے رکھ لیں تو ایک اور بات واضح طور پر سمجھ آجائے گی۔ میں نے بیان کیا تھا کہ سائنس دان تو یہ بتاتے ہیں کہ اس روشنی میں جو تموج کی قسمیں ہیں جن کو ہم رنگ کہتے ہیں وہ پانچ رنگ ہیں یا بعض تین بھی کہتے ہیں، سات ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ اگر آپ ان کا تجزیہ کریں تو اس میں بہت زیادہ رنگ ہیں۔ جب سائنس دان چند رنگ بیان کرتے ہیں تو ان کی مراد صرف اتنی ہوتی ہے کہ انسانی آنکھ جن رنگوں کو دیکھ سکتی ہے وہ اتنی قسم کے تموجات سے تعلق رکھتے ہیں۔ بہت سی ایسی لہریں ہیں جن کی توانائی کو ہماری آنکھ دیکھ ہی نہیں سکتی۔ اور بعض نہ دکھائی دینے والی لہریں اتنی شدید ہیں کہ اگر آنکھ میں پڑیں تو آناً فاناً آنکھ کو اندھا کر دیں، اس کو جلا کر خاکستر کر دیں۔ پس جہاں تک دیکھنے کا تعلق ہے یہ بچگانہ خیال ہے کہ جو چیز دکھائی دے وہی زیادہ عظمت والی، وہی زیادہ قابل یقین ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ توانائی کی جتنی قسمیں ہیں ان میں سے سب سے زیادہ قوی اور سب سے زیادہ غیر معمولی قوتوں کا سرچشمہ وہ چار چیزیں ہیں جو ہمیں دکھائی نہیں دیتیں۔ روشنی آپ کو دکھائی دیتی ہے آپ کا کہاں نقصان کرتی ہے۔ مگر X-Rays کی قسمیں ہیں یا Radiation کی بعض قسمیں ہیں جو وجود کے ذرے ذرے کو ہلا کے رکھ دیتی ہیں۔ انسانی تخلیق کا نظام بگاڑ کے رکھ دیتی ہیں، انسانی وجود کو پارہ پارہ کر دیتی ہیں۔ تبھی ریڈیائی طاقت سے جتنا انسان ڈرتا ہے اتنا کسی ظاہری طاقت سے نہیں ڈرتا۔ وہ بم جو بڑے دھماکے کے ساتھ پھٹتے ہیں جن کے ذریعہ ظاہری زلزلے پیدا ہوتے ہیں وہ بم بظاہر دیکھنے میں کتنے ہی مرعوب کرنے والے ہوں مگر Radiation ایک دفعہ ظاہر ہو جائے تو پھر نہ آواز رکھتی ہے، نہ رنگ رکھتی ہے، نہ بو رکھتی ہے لیکن ہلاکت خیزی میں ان ظاہری پھٹنے والے بموں سے بہت زیادہ ہے۔ روس کے علاقہ میں چرنوبل (Chernobyl) میں ایک حادثہ ہوا تھا جس کے نتیجہ میں ان کا Atomic Plant پھٹ گیا اور آج تک اس واقعہ کے بعد خاموش لہریں، بے آواز لہریں، نظر نہ آنے والی لہریں زندگی کے ساتھ ایک ہلاکت خیز کھیل کھیل رہی ہیں۔ ایسے دردناک نظارے ہیں ان بچوں میں جو اس خاموش طاقت سے متاثر ہو کر پیدا ہوئے کہ ان کا پورا نظام درہم برہم ہو کے رہ گیا ہے۔ کہیں عجیب و غریب قسم کے اعضاء نئے نئے ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں، کئی اعضاء بالکل مارے گئے۔ صرف یہی نہیں بلکہ محسوسات کی دنیا میں بھی ان کے لئے طرح طرح کے عذاب مہیا ہو چکے ہیں جن کو دیکھنا، جن کو محسوس کرنا اگر انسان میں احساس کی طاقت ہو بڑا مشکل کام، بڑا صبر آزما کام ہے۔

تو نور کے تعلق میں یہ بھی یاد رکھیں کہ نور ضروری نہیں کہ دکھائی دے بلکہ جتنا لطیف ہو گا اتنا ہی نہ دکھائی دینے والا ہو گا اور نہ دکھائی دینا اس کے عدم کی دلیل نہیں ہے بلکہ بسا اوقات یہ عظیم تر ہوتا ہے جب دکھائی نہیں دیتا۔ زیادہ قوی ہو جاتا ہے جب دکھائی نہیں دیتا اور موجودات کی دنیا میں جو خدا کا نور ہے، نور کا اکثر حصہ غیب میں ہے۔ بہت تھوڑا ہے جو دکھائی دینے والے تموجات سے تعلق رکھتا ہے۔ تب ہی یہ نور ہی کی تعریف ہے جب فرمایا کہ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ وَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ (البقرہ:4) اگر حاضر فرماتا اللہ تعالیٰ تو بظاہر مضمون زیادہ طاقتور ہوتا کہ خدا کو ہر وقت حاضر دیکھ کر وہ عمل کرتے ہیں کیونکہ حاضر سے انسان ڈرتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ متقی کی تعریف، ڈرنے والے کی تعریف یہ ہے کہ حاضر سے پرے دیکھے تو حیران رہ جائے گا کہ جو نہ دکھائی دینے والا ہے وہ اتنا طاقتور ہے کہ اس کے تصور کے بعد کسی بے عملی کا سوال ہی باقی نہیں رہنا چاہئے۔ عمل کی ہر طاقت اس نور غیب سے عطا ہوتی ہے جو انسان کو دکھائی نہیں دیتا جو انسان کو محسوس نہیں ہوتا۔

پس عظیم الشان کتاب ہے جس نے ایمان کی یہ تعریف فرمادی الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ اس کے معاً بعد نتیجہ یہ نکالا وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ اس کی غیب کی طاقت کا ایسا اثر ان کے دلوں پر، ان کے دماغ پر، ان کے حواس پر پڑتا ہے کہ اس سے مرعوب ہو کر بلا توقف عبادت گزار ہو جاتے ہیں۔ نمازیں قائم کرتے ہیں اور اس غیب کے اثر سے اور اس کی محبت اور اس کی طمع اور اس کے خوف سے وہ پھر جو خود اپنا ہے وہ غیروں کو دینے لگتے ہیں تا کہ وہ جو غیب ہے وہ اپنا ہو جائے اور یہ مضمون ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ میں جو جاری و ساری سلسلہ ایک چلتا ہے اور جتنا یہ جاری ہوتا ہے غیب کے تعلق میں اتنا غیب قریب ہوتا جاتا ہے۔ جتنا غیب کا تصور عبادتوں پر انسان کو آمادہ کرتا ہے اور غیب کو انسان جتنا طاقتور سمجھتا ہے اتنا ہی اس کی نمازیں قوی ہوتی چلی جاتی ہیں۔

پس نور کوئی ایسی فرضی چیز نہیں ہے جو ماوراء الوراء ہونے کے بعد ہم سے بے تعلق ہو جاتا ہے بلکہ اس کا ماوراء الوراء ہونا یعنی دکھائی دینے کے پردے سے پرے اور اس سے بھی پرے ہونا اس کی طاقتوں میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک جب وہ وجہ اوّل بن جاتا ہے تو وہاں انسان کی عقل کا کوئی دخل نہیں ہے۔ بڑے بڑے فلسفی وہاں پہنچ کر خاموش ہو جاتے ہیں اور اس میں دنیادار فلسفیوں کی بات کر رہا ہوں، مذہبی فلسفیوں کی بات نہیں کر رہا۔ خاموش ہو جاتے ہیں یہ کہہ کر کہ یہاں تک ہماری عقل کی رسائی تھی۔ یہاں ایک انگلی دکھائی دے رہی ہے جو اس پر اشارہ کر رہی ہے پس ہماری عقل نے یہ نتیجہ نکالا کہ وہی وجہ اوّل ہے۔ وہ وجہ اوّل کیا ہے ہم نہیں سمجھ سکتے۔ ہماری عقل نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ وجہ اوّل پیدا کرنے والی تو ہے، پیدا نہیں ہوئی کیونکہ جس مقام تک ہماری عقل کو رسائی ہوئی اس وقت تک یہ مرحلے طے ہو چکے ہیں کہ جہاں تک ہم نے دیکھا یہ باتیں ثابت ہو گئیں کہ وجہ اوّل وہ نہیں ہے جس کو ہم سمجھ سکے ہیں یا دیکھ سکتے ہیں یا محسوس کر سکتے ہیں یا سن سکتے ہیں بلکہ وجہ اوّل ان محسوسات سے پرے ہے اور یقیناً وہ خالق بھی ہے کیونکہ یہ چیزیں جو ہم نے محسوسات کی دنیا میں دیکھی ہیں، یہ ہمیشہ سے نہیں ہیں۔ اس لئے جو ہمیشہ سے نہیں ہے وہ لازماً مخلوق ہے اور جو خالق ہے وہ لازماً مخلوق نہیں ہے کیونکہ اگر وہ مخلوق ہو گا تو ہمیشہ سے نہیں ہو گا اور پھر اس کا وجود ہی ناممکن ہو جائے گا۔

یہ ایک منطقی باریک استدلال ہے جس کے نتیجہ میں ارسطو تھا یا افلاطون تھا یا بعد میں آنے والے بعض یورپین فلاسفرز تھے سب نے یہی نتیجہ نکالا کہ وجہ اوّل سب سے کم متموج ہے بلکہ جو قدیم فلسفی ہیں انہوں نے کہا وجہ اوّل میں تموج کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے لیکن وہ تموج کا خالق ہے۔ یہاں تک اس کو غیر متحرک قرار دیا گیا اس خطرے سے کہ اگر تموج ہے تو توانائی کا ضیاع بھی ہو گا اور توانائی کا ضیاع ہو گا تو وہ چیز ازلی ابدی نہیں ہو سکتی۔ اس کے تموج کے نتیجے میں وہ ضرور کچھ نہ کچھ گھٹتی ہے اور یہ بھی ایک ایسا مضمون ہے جسے Physicists خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ ساری کائنات اپنی مجموعی قابل استعمال توانائی میں کم ہو رہی ہے اور اس کی وجہ تموج ہے۔ تو کہتے ہیں تموج پیدا کرنے والی ذات کو خود تموج سے پاک ہونا ہو گا ورنہ وہ نہ وجہ اوّل بن سکتی ہے اور نہ دائمی کہلا سکتی ہے اور اس منزل کی طرف جاتے وقت یہ سفر جو چھوٹا سا میں نے آپ کو کروایا ہے آغاز میں، اس سفر کو دوبارہ ذہن میں حاضر کر لیں کہ ظاہری تموج سے وجہ اوّل کی طرف جو آپ نے حرکت اپنی دنیا میں کی ہے وہاں وجہ اوّل کا تموج اس کے مقابل پر اتنا خفیف ہے کہ کوئی نسبت ہی نہیں ہے لیکن وہ خفیف تموج اتنی زبردست قوتیں پیدا کر دیتا ہے کہ ارد گرد ماحول میں ایک ہیجان برپا کر دیتا ہے اور صرف وقتی طور پر ہی نہیں دور رس نتائج اس کے نکلتے ہیں۔ ایک خیال پیدا ہوتا ہے اور وہ خیال دنیا کے خیالات پر اثر انداز ہو جاتا ہے۔ ان خیالات کے نتیجے میں لاکھوں کروڑوں بدن متحرک ہو جاتے ہیں۔ وہ لاکھوں کروڑوں بدن آگے ورثہ میں ان خیالات کو اس طرح چھوڑتے ہیں کہ آنے والی نسلیں پھر متموج ہوتی چلی جاتی ہیں، متحرک ہوتی چلی جاتی ہیں اور ایک خیال جو اپنی ذات میں معمولی حرکت، اگر حرکت تھا بھی تو معمولی سی حرکت تھا، کتنی بڑی بڑی حرکتیں پیدا کر دیتا ہے۔ عالمی جنگوں کے اندر دیکھیں کتنا تموج ہے، کتنی بربادی ہے، کتنی ہلاکت خیزی ہے، کیسے کیسے حیرت انگیز زلزلے دنیا پر وارد ہو جاتے ہیں۔ انسانی دنیا پر بھی، حیوانی دنیا پر بھی، جسمانی دنیا پر بھی لیکن جس ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا ہے وہ ذہن جو طاقت کے سرچشمے پر واقع تھا۔ اس ذہن کی حرکت کو آپ ماپیں تو جو توانائی آخر اس سے پھوٹی ہے، اس کے ساتھ اس کو کوئی بھی نسبت نہیں اور اس کی مثال صرف انسانی سوچوں سے تعلق نہیں رکھتی، انسانی سوچوں کے ذریعہ صرف نہیں دی جا سکتی بلکہ مادی دنیا میں بھی فزکس نے جن چیزوں کا انکشاف کیا ہے ان میں بھی نور کی یہ تشریح جو بیان کر رہا ہوں اس طرح دکھائی دیتی ہے کہ جو کشش ثقل ہے جو تمام توانائیوں کا ماخذ سمجھی جاتی ہے، ابھی تک سائنس دان چار قسم کی توانائیوں کو تین میں تو تبدیل کر چکے ہیں یعنی ان کو تین اکائیوں میں تو دیکھ رہے ہیں جیسا کہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے عظیم الشان کام اور ان کے ساتھی کے کام کے نتیجہ میں اب چار کی بجائے تین توانائیوں کا تصور رہ گیا ہے۔ مگر جانتے ہیں کہ آخر پہ ایک ہی نکلے گا۔ یہ جانتے ہیں کہ کشش ثقل ہی ہے جو ان توانائیوں کی ماں ہے اور کشش ثقل سب سے کم متحرک ہے۔ کشش ثقل کی حرکت کے متعلق ہی Debate ہے کہ اس میں حرکت ہے بھی کہ نہیں بالکل خاموش، متموج کا تو سوال ہی ان کو دکھائی نہیں دیتا۔ اس لئے بعض لوگ تو اسے صرف فیلڈ Field ہی کہتے ہیں اور ایسی فیلڈ جس میں کوئی حرکت، کوئی تموج نہیں ہے۔ اگر وہ

تموج مانیں تو آگے مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر تموج کس قسم کا ہے۔ مشکل یہ ہے کہ کشش ثقل کے ذریعہ جتنی توانائی ہم پیدا ہوتی دیکھ رہے ہیں سائنس کے اصول سے اتنی ہی خرچ بھی ہونی چاہئے مثلاً زمین ہے وہ اپنے مرکزی نقطہ کی طرف ہر چیز کو کھینچ رہی ہے اور اتنی غیر معمولی طاقت سے کھینچ رہی ہے کہ اب سارے پہاڑ چمٹے پڑے ہیں، انسان جتنی مرضی چھلانگ لگائے پھر آخر زمین پہ آجاتا ہے اور ارد گرد گزرنے والے سیاروں کو، ارد گرد گزرنے والے فلکی اجرام کو یہ اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور زمین کی کشش بالکل معمولی ہے۔ یہ کشش اگر بڑھ جائے تو کائنات میں ایک ہنگامہ برپا کر دیتی ہے۔ ایسے ایسے ستاروں کو، بعض ستارے اپنی کشش سے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں جن کا فاصلہ ان سے لاکھوں سال کے فاصلہ پر ہوتا ہے۔ لاکھوں سال توانائی سفر کرے اور اس کی کوئی حد نہیں ہے جتنا ایسے ستاروں کا پیٹ بھرے گا جو Black Hole میں تبدیل ہو جاتے ہیں یعنی وہاں بھی توانائی نہ دکھائی دینے والی ہے اور عجیب بات ہے کہ یہ بھی ایک مثال ہے نور کی کہ جہاں سب سے زیادہ نور کی شدت ہے وہ سب سے زیادہ نہ نظر آنے والی چیز ہے۔ اس کا نام ہی Black Hole ہے۔ نہ دکھائی دیتا، نہ سنائی دیتا، نہ چکھا جا سکتا، نہ محسوس کیا جا سکتا اور ایسی قوت ہے کہ اس کے دھماکے ہی سے بالآخر کائنات پیدا ہوئی ہے۔

تو خدا کا نور سمجھنا ہے تو خدا کی اس تخلیق کے حوالہ سے سمجھیں جس کے متعلق اللہ فرماتا ہے اَللّٰہُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ یہ بیان سن کر آپ کو کیا سمجھ آئے گا اگر السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ پر غور نہیں کرتے۔ تبھی اللہ تعالیٰ لِاُولِی الۡاَلۡبَابِ کی تعریف میں یہ بات داخل فرما دیتا ہے۔ اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ۔ (آل عمران: 191) زمین و آسمان کی پیدائش میں اور رات اور دن کے بدلنے میں حیرت انگیز نشانات ہیں، عظیم نشانات ہیں لَاٰیٰتٍ کن لوگوں کے لئے؟ جو لِاُولِی الۡاَلۡبَابِ ہیں، جن کو خدا نے عقلیں عطا فرمائی ہیں اور صاحب عقل انسان وہ نہیں ہے جو محض خشک سائنس دان ہے کیونکہ وہ اپنے تلاش کے سفر کو کناروں پر ختم کر دیتے ہیں اور نیچے اتر کر اس کی ماہیت جو نور کے پردوں کے پرے دکھائی دینی چاہئے اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ پس اس پہلو سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ (آل عمران:192) ایسا دلچسپ سفر ہے اتنا حیرت انگیز یہ سوچ کا نظام ہے کہ جو اس میں ایک دفعہ مبتلا ہو جائے کوئی Drug Addiction اس سے زیادہ سخت نہیں ہو سکتی۔ انسان ہر بات میں اس کی ماہیت پر غور کرتے ہوئے خدا کی طرف پہنچنے کا مزہ چکھ لے تو پھر وہ کیفیت پیدا ہو جاتی ہے جو یہ آیت کریمہ پیش کر رہی ہے۔ اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰہَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ نہ دن کو بھولتے ہیں نہ رات کو، نہ کھڑے ہوئے، نہ بیٹھے ہوئے۔ وہ تو کروٹیں بدلتے ہیں تو تب بھی ان کو خدا یاد آتا ہے اور یہ لامتناہی ذکر کا سفر ہے جو کائنات پر غور کرنے کے نتیجہ میں ضرور شروع ہو گا اگر لِاُولِی الۡاَلۡبَابِ ہو گے۔ تو جب تک کائنات پر غور نہیں کرتے نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ کو کس طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اور نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ کو صرف اسی حد تک سمجھتے ہیں یا سمجھ سکتے ہیں جس حد تک کائنات کا شعور حاصل کرنے کی خدا تعالیٰ نے صلاحیت بخشی ہے اور پھر یہ دیکھنا ہو گا کہ یہ سب پردہ ہی تھا اور وجہ اوّل ان پردوں سے پرے ہے۔ جو نور ہم دیکھتے ہیں، جو کائنات کی روشنائی ہے جو کائنات کے اندر متحرک روح ہے وہ خدا نہیں ہے۔ اس میں خدا کی صفات جلوہ گر ہیں اور نور اللہ اس سے پرے لطیف تر کوئی چیز ہے جو تموج سے بھی پاک ہے، جو ہر قسم کی فناء کے تقاضوں سے بالا ہے۔ وہ ازلی ہے، وہ ابدی ہے۔ وقت کا اس پر کوئی دخل نہیں۔ وہ وقت کا خالق ہے اس کو کسی نے خلق نہیں کیا۔ یہ وہ نور ہے جس کا ذکر میں انشاء اللہ اب آئندہ خطبہ میں قرآن کریم کی بعض آیات کے حوالے سے، اسی آیت کے حوالے سے بھی اور دوسری آیات کے حوالے سے بھی اور احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتوں سے مدد لے کر آپ کے سامنے پیش کروں گا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 27 اکتوبر 1995ء بمقام مسجد فضل لندن)

اپنے خالق کے حضور

دل کے آنگن میں بہاروں کا نظارا ہوتا
تو کبھی آ کے جو مہمان ہمارا ہوتا

مَیں تو اندھا تھا میری جان تجھے پا نہ سکا
ڈھونڈ پاتا جو مجھے تُو نے پکارا ہوتا

جا گِراتا جو تیرے نور کے قلزم میں مجھے
دل کے دریا میں مِرے کاش وہ دھارا ہوتا

ڈوب جاتا مَیں ترے بحرِ محبت میں اگر
پھر تلاطم نہ سفینہ نہ کنارا ہوتا

ہائے تنکوں کے سہاروں نے ڈبویا ہے مجھے
جُز ترے کاش نہ کوئی بھی سہارا ہوتا

تیری دہلیز پہ مَر جاتا خوشی کے مارے
اندر آنے کا اگر مجھ کو اشارا ہوتا

اے مری جان تمنّا! مجھے اتنا تو بتا
وہ ادا کیا ہے کہ مَیں بھی ترا پیارا ہوتا

آسمانوں کے فرشتے مجھے سجدہ کرتے
تیری طاعت میں اگر وقت گزارا ہوتا

عہدِ پیری کو سمجھتا مَیں ملاقات کی رات
عمرِ رفتہ کو اگر مَیں نے سنوارا ہوتا

یوں کڑی دھوپ میں کیوں مار کے پھینکا ہے مجھے
اپنی دیوار کے سائے میں تو مارا ہوتا

آج تک دل میں ظفرؔ کے یہ تڑپ ہے پیارے
چھوڑ کے سارے جہاں کو وہ تمہارا ہوتا

مولانا ظفر محمد صاحب ظفر

انسانی اعمال اور تقدیرِ الٰہی

مکرم مولانا مبشر احمد کاہلوں صاحب۔ مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ

تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا (الفرقان:2تا3)

تقدیر کا مسئلہ ارکان ایمان میں سے ایک بنیادی رکن ہے اس پر ایمان لائے بغیر انسان مومن نہیں بن سکتا۔ تقدیر کے معنی ہیں کوئی فیصلہ اور قانون۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

وَ خَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا۔ (الفرقان:3)

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور پھر اس کے لیے ایک اندازہ مقرر کر دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’تقدیر یعنی دُنیا کے اندر تمام اشیاء کا ایک اندازہ اور قانون کے ساتھ چلنا اور ٹھہرنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کا کوئی مُقدِّر یعنی اندازہ باندھنے والا ضرور ہے۔ گھڑی کو اگر کسی نے بالارادہ نہیں بنایا، تو وُہ کیوں اس قدر ایک باقاعدہ نظام کے ساتھ اپنی حرکت کو قائم رکھ کر ہمارے واسطے فائدہ مند ہوتی ہے۔ ایسا ہی آسمان کی گھڑی کہ اُس کی ترتیب اور باقاعدہ اور باضابطہ انتظام یہ ظاہر کرتا ہے کہ وُہ بالارادہ خاص مقصد اور مطلب اور فائدہ کے واسطے بنائی گئی ہے۔ اس طرح انسان مصنُوع سے صانع کو اور تقدیر سے مقدِّر کو پہچان سکتا ہے۔

لیکن اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے اپنی ہستی کے ثبوت کا ایک اور ذریعہ قائم کیا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ قبل از وقت اپنے برگزیدوں کو کسی تقدیر سے اطّلاع دے دیتا ہے اور اُن کو بتلا دیتا ہے کہ فلاں وقت اور فلاں دن میں میں نے فلاں امر کو مقدر کر دیا ہے؛ چنانچہ وہ شخص جس کو خدا نے اس کام کے واسطے چُنا ہوا ہوتا ہے۔ پہلے سے لوگوں کو اطلاع دے دیتا ہے کہ ایسا ہو گا اور پھر ایسا ہی ہو جاتا ہے جیسا کہ اُس نے کہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے واسطے یہ ایسی دلیل ہے کہ ہر ایک دہریّہ اس موقع پر شرمندہ اور لاجواب ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ہزاروں ایسے نشانات عطا کیے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر لذیذ ایمان پیدا ہوتا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 1۔ 208 تا 209)

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ انسان جو کچھ کرتا ہے یہ اس سے خدا کراتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے لیے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ فلاں چوری کرے گا، فلاں ڈکیتی کرے گا، فلاں نیک ہو گا، فلاں برا ہو گا۔ کیونکہ ہر بات خدا نے اس کی پیدائش سے بھی پہلے تقدیر میں لکھ رکھی ہے اس لیے وہ ان کاموں کے کرنے پر مجبور ہے۔

یہ خیال درست نہیں ہے۔ اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اِنَّا هَدَیْنٰهُ السَّبِیْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّ اِمَّا كَفُوْرًا (الدھر:4) اللہ تعالیٰ نے انسان کو بدی اور نیکی کی خبر دی۔ آگے اسے اختیار دیا کہ خواہ وہ بدی کرے خواہ وہ نیکی کرے مگر اسے یہ بتا دیا کہ بدی کی سزا ملے گی اور نیکی کا انعام ملے گا۔ اب یہ انسان کی مرضی پر منحصر ہے کہ وہ اپنے لیے بدی کا پہلو انتخاب کرے یا نیکی کا۔ اللہ تعالیٰ کسی انسان سے جبراً نہ بدی کرواتا ہے نہ نیکی کرواتا ہے۔ فرمایا:۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَیْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰهَا (السجدۃ:14) اگر ہم زبردستی چاہتے تو ہر نفس کو اس کے مناسب حال ہدایت دے دیتے۔ جب وہ نیکی زبردستی اور جبراً نہیں کراتا تو بدی جبراً کیوں کروائے گا جو اسے ناپسند ہے جیسا کہ فرمایا:

وَ لَا یَرْضٰی لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ (الزمر:8) وہ اپنے بندوں کے لیے کفر کو پسند نہیں کرتا۔ جس سے پتہ چلا کہ وہ کسی سے زبردستی کفر اور گناہ کا کام نہیں کرواتا کیونکہ یہ اسے ناپسند ہے۔ وہ لوگوں سے کیوں کہے گا کہ مجھے گالیاں دو، میرے رسولوں کو گالیاں دو، میرے رسولوں کو دکھ دو۔

اگر جبراً انسان سے بدی کرائی جائے تو پھر وہ سزا کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر جبراً نیکی کرائی جائے تو وہ انعام کا حقدار بھی نہیں بن سکتا جیسے آگ کی خاصیت جلانا ہے۔ آگ میں جو چیز بھی پڑے گی وہ اس کو جلا دے گی۔ چاہے وہ چیز آگ جلانے والے کی ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کسی گھر میں چراغ جل رہا ہو اور وہ گر پڑے اور سارا گھر جل جائے تو کوئی چراغ کو ملامت نہیں کرتا اسی طرح کوئی شخص آگ کو کبھی کوئی الزام نہیں دیتا کیونکہ جانتے ہیں کہ آگ کی خاصیت جلانا ہے۔ لیکن اگر کوئی انسان کسی کو بلاوجہ انگلی بھی لگائے تو لوگ اس کو ملامت کریں گے کیونکہ اس میں یہ بھی مقدرت ہے کہ کسی کو ایذا نہ پہنچائے۔ اسی طرح مکان بھی انسان کو سردی سے بچاتا ہے مگر کبھی کسی نے مکان کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ اس کے مقابلہ میں کوئی انسان کسی کو ایک کرتہ دے دیتا ہے تو اس کا احسان مانتا ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کو اختیار تھا کہ چاہے دیتا چاہے نہ دیتا۔

آگ اگر بچے کو جلا دے تو بھی کوئی آگ کی مذمت نہیں کرے گا۔ اور انسان اگر انگلی بھی لگائے تو اسے برا بھلا

کہیں گے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ آگ کو اختیار نہیں مگر انسان کو اختیار تھا چاہے دُکھ دیتا چاہے نہ دیتا۔

پانی کا کام ڈبونا ہے سمندر میں کئی انسان ڈوبتے رہتے ہیں مگر کبھی کوئی سمندر کو ملامت نہیں کرتا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ یہ قانون ہے اس میں سمندر کو اختیار نہیں۔ یہ سارے انعام اختیار کے ساتھ وابستہ ہیں۔ انسان کو اختیار دیا گیا کہ اس کو انعام دیا جائے اور جو انعام کے قابل ہوسکتا ہے وہی سزا کا بھی مستحق ہوسکتا ہے۔ اگر یہ بدی نیکی تقدیر میں لکھی ہونے کے سبب خدا ہم سے جبراً کراتا ہے تو پھر خدا کو کوئی حق نہیں ہے کہ ہم میں سے کسی کو سزا دے یا انعام۔

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کو پیدا کر کے اس کے لیے ایک قانون مقرر کر دیا ہے۔ اب ہر انسان کا کام ہے کہ وہ اس سے فائدہ اٹھائے یا نہ اٹھائے۔ اللہ تعالیٰ اس میں دخل نہیں دیتا۔

یہ خیال بھی قرآن کریم کے خلاف ہے۔ قانون کی کئی قسمیں ہیں جیسے انسان کا اپنی ذات کے لیے اور قانون ہوتا ہے۔ اپنی بیوی بچوں کے لیے اور ہوتا ہے۔ اپنے افسروں اور ماتحتوں سے اس کا سلوک جدا جدا ہوتا ہے۔ اسی طرح اپنے دوستوں اور دشمنوں سے بھی جدا جدا سلوک ہوتا ہے۔ یہی کیفیت تقدیر الٰہی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون اور تقدیر کی بھی کئی اقسام ہیں۔ ایک اس کا عام قانون قدرت ہے۔ ایک اس کا شرعی قانون ہے۔ پھر اس کے بعض قوانین اپنے خاص پیاروں کے لیے ہیں اور بعض قوانین اپنے اور اپنے پیاروں کے دشمنوں کے لیے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ۔ (المجادلۃ:22) میں نے یہ مقدر کر رکھا ہے کہ میں اور میرے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔

رسولوں کی اکثریت ہمیشہ کمزوروں پر مشتمل تھی اور ان کے دشمن اور مخالفین اپنی تعداد اور وسائل کے اعتبار سے ان سے طاقتور ہوتے تھے۔ مگر نبیوں اور ان کے مخالفین کی بابت خدائی تقدیر یہ ہے کہ کمزور اور بے سروسامان ہونے کے باوجود نبی غالب آتے ہیں اور نبیوں کے مخالف طاقتور اور ہر قسم کے وسائل سے مالا مال ہونے کے باوجود ان کے مقابل پر مغلوب اور ناکام ہوتے ہیں۔ گویا محض وسائل اور کوشش سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے دخل سے ایسا ہوتا ہے۔ جیسے عام قانون یہ ہے کہ آگ جلاتی ہے مگر حضرت ابراہیمؑ اور ان جیسے اللہ کے پیاروں کے لیے خدائی قانون یہ ہے کہ جب مخالف ان کو آگ میں جلائیں تو آگ اُنہیں نہیں جلاتی۔

اس قسم کی خاص تقدیر کا اظہار اللہ تعالیٰ اس طور سے کرتا ہے کہ بعض اوقات اسباب دکھائی دیتے ہیں اور بعض اوقات اسباب دکھائی نہیں دیتے۔ جیسے کفارِ مکّہ غارِ ثور پر کھڑے ہیں اور آنحضرت ﷺ اس غار میں چھپے ہوئے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اس طور سے اپنی تقدیر کو جاری کیا کہ کھوجی کے بار بار کہنے کے باوجود کہ پاؤں کے نشانات اس غار سے آگے نہیں جاتے۔ یا تو آپ غار کے اندر ہیں یا آسمان پر چڑھ گئے ہیں کوئی شخص اس غار میں جھانک کر نہیں دیکھتا۔

اِسی طرح سراقہ آپ کے تعاقب میں گھوڑا دوڑائے آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کے لیے اس تقدیر خاص کو یوں جاری کرتا ہے کہ اس کا گھوڑا کئی بار ریت میں دھنس جاتا ہے جس سے سراقہ فال نکالتا ہے اور وہ سمجھ جاتا ہے کہ آپ کا تعاقب کرنا میرے لیے مفید نہیں اور آپ کا تعاقب چھوڑ دیتا ہے۔

جنگ احزاب کے موقع پر اللہ تعالیٰ راتوں رات ایک قبیلہ کے سردار کی آگ بجھا کر انہیں عرب دستور کے مطابق اپنے خیمہ اکھاڑ کر وہاں سے پیچھے آنے کی تحریک کرتا ہے ان کی دیکھا دیکھی تمام قبائل گھبرا کر میدان جنگ سے چلے جاتے ہیں۔

حضرت اسماعیلؑ کم سن بچے ہیں، پاس صرف بے سروسامان والدہ ہے۔ پانی ختم ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر خاص جاری کر کے وہاں زم زم کا چشمہ جاری کر دیتا ہے اسے دیکھ کر وہاں ایک قبیلہ آباد ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پیاروں کی زندگی میں تقدیر خاص کی سینکڑوں مثالیں دکھائی دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بعض باتوں میں انسانوں کو مقید اور مجبور کیا ہے اور بعض باتوں میں اسے اختیار دیا ہے جیسے گھوڑے کو اگر 20 گز لمبے رسے کے ساتھ کسی کھلے سے باندھ دیا جائے تو وہ مجبور اور اس بات کا پابند ہے کہ کھلے سے 20 گز سے زیادہ فاصلہ پر نہیں جا سکتا۔ مگر 20 گز کے اندر اندر اسے اختیار حاصل ہے کہ جہاں تک چاہے جائے اور جہاں سے چاہے چارہ کھائے۔

یہی حال انسان کا ہے اگر کسی طالبعلم کے دماغ میں خدا تعالیٰ نے یہ صلاحیت رکھی ہے کہ اگر وہ پوری محنت کرے تو 100 میں سے 70 نمبر حاصل کر سکتا ہے تو اس معاملہ میں ایک لحاظ سے وہ مجبور ہے اور ایک لحاظ سے بااختیار ہے۔ اس کی مرضی ہے کہ اگر وہ تھوڑی محنت کرے تو تھوڑے نمبر حاصل کرے گا اور اگر زیادہ کرے تو 70 تک حاصل کرے گا۔ مجبور اس لحاظ سے ہے کہ وہ جتنی چاہے محنت کر لے وہ 70 سے زائد نمبر حاصل نہیں کر سکے گا۔

عام طور پر دو چیزوں کو ملا دینے سے انسان اس مسئلہ میں ٹھوکر کھاتا ہے۔ ایک ہے علم الٰہی اور دوسری تقدیر الٰہی۔ جب انسان ان دونوں باتوں کو ملا جلا دیتا ہے تو وہ ٹھوکر کھاتا ہے جیسے خدا نے کسی طالبعلم کے دماغ میں 70 نمبر حاصل کرنے کی صلاحیت ودیعت کی ہے اب یہ خدا کی تقدیر ہے کہ وہ 70 نمبر حاصل کر سکتا ہے۔ خدا کو علم ہے کہ اس نے تھوڑی محنت کرنی ہے یا زیادہ کرنی ہے۔ اگر تھوڑی محنت کر کے وہ 50 نمبر لیتا ہے تو یہ خدا کا علم ہے کہ وہ 100 میں سے 50 نمبر حاصل کرے گا مگر خدا کے علم نے اسے مجبور نہیں کیا کہ وہ تھوڑی محنت کرے اور 70 کی بجائے صرف 50 نمبر حاصل کرے۔

اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ ہم کسی جگہ کسی حادثہ کے مقام پر کوئی زخمی یا لاش دیکھیں تو ہمیں اس بات کا علم ہوجائے گا کہ اس حادثہ میں اتنے زخمی ہوئے ہیں اور اتنے مر گئے ہیں مگر ہمارا یہ علم ان کے زخمی ہونے یا ان کے مارنے کا سبب نہیں بنا۔ ہمیں علم ہے کہ نپولین کو واٹرلو کے مقام پر شکست ہوئی مگر اس سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ ہم نے اسے شکست دی۔ ماضی میں ایک واقعہ ہوا اور ہمیں اس کا علم ہوگیا۔ جس طرح ہمیں ماضی کے حالات کا علم ہے مگر ہمارے علم نے ہمیں ماضی کے واقعات کا ذمہ دار نہیں بنایا۔

اسی طرح خدا تعالیٰ کو ماضی، حال اور مستقبل تینوں زمانوں کے واقعات کا علم ہے۔ مگر اسے مستقبل کے حالات کا علم مستقبل کے حالات کا ذمہ دار نہیں بناتا۔

ایک انسان کے جسم کے اعضاء میں اللہ تعالیٰ اتنی استعداد رکھ دیتا ہے کہ اگر وہ مناسب غذا کھائے، مناسب ورزش کرے، اپنی صحت کا خیال رکھے تو وہ 80 سال تک عمر پا سکتا ہے۔ اب اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ اگر پوری احتیاط کرے تو 80 سال عمر پالے۔ مگر تمام تر احتیاطوں کے باوجود وہ 80 سال سے زائد عمر نہیں پا سکتا۔ لیکن اگر کسی حادثہ کے نتیجہ میں یا اپنی بدپرہیزیوں، نشے کی عادات وغیرہ کے نتیجہ میں جلد فوت ہو جاتا ہے تو ایسا ہونا ممکن ہے۔

مگر جسمانی اعضاء کی استعدادوں کے باوجود خدا کو علم ہے کہ یہ کیا کرے گا۔ کیا 80 سال تک پہنچے گا یا اس سے قبل فوت ہو جائے گا؟ اس مضمون کو قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا ہے کہ حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو، اس کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ۔ اللہ تمہارے گناہ بخش دے گا وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى اور تمہیں مقررہ مدت تک ڈھیل دے دے گا۔ (نوح:5)

یعنی تمہیں آج تباہ کرنے کی بجائے تمہارے وقت کو ٹال کر آگے بڑھا دے گا یہاں تک کہ تم اجل مسمّٰی یعنی اس مقررہ مدت، مقررہ عمر تک جا پہنچو گے جو تمہارے لیے مقدر کی گئی ہے۔

یہ آیت بتاتی ہے کہ انسان اپنی اجل مسمّٰی سے پہلے بھی مر سکتا ہے مگر احتیاط، علاج، صدقات اور دعا کے نتیجہ میں اجلِ مسمّٰی یعنی اپنی مقررہ مدت تک پہنچ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی تقدیر لکھ رکھی ہے اور اس کے حصول کے لئے کوشش ضروری قرار دی ہے جو کوشش کرے گا اور جس کی کوشش کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے قبول کرے گا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گا اور جو کوشش نہیں کرے گا یا اللہ تعالیٰ اس کی کوشش کو اپنے فضل سے قبول نہیں کرے گا وہ کامیابی سے ہمکنار نہ ہو گا۔

وانت علیٰ کل شیئٍ قدیر

جبین ازل پر جو تحریر ہے	وہ کلمہ بھی ظالم کی جاگیر ہے؟
خدا جانے کیا اُس کی تقدیر ہے	کہ دیں جس کا مومن کی تکفیر ہے
کریں فیصلے جو بھی شاہ و وزیر	وانت علیٰ کل شیئٍ قدیر
تیرے دیں کے غم میں ہیں دلگیر ہم	دعا کی اٹھائے ہیں شمشیر ہم
ہیں صبر و رضا کی بھی تصویر ہم	تیرے نام پر پا بہ زنجیر ہم
تیری رہ کے ہم ہیں شہید و اسیر	وانت علیٰ کل شیئٍ قدیر
کسی فانی فی اللہ کی معجز دعا	نے مردہ زمانہ کو زندہ کیا
اُسی سید دو جہاں کا خدا	ہے سنتا غلاموں کی اب بھی دعا
تجھی پر نظر ہے سمیع و بصیر	وانت علیٰ کل شیئٍ قدیر
یہ سب درد اپنے یہ سب ابتلا	خدا کے لئے ہیں وہی ہے جزا
نیا تو نہیں ظلم کا سلسلہ	عدو میرا صدیوں کا پالا ہوا
'متیٰ نصر' کہتے ہیں بندے حقیر	وانت علیٰ کل شیئٍ قدیر
یہ صبر انبیاء کی ہے خُو خوش نصیب	رفع بھی مقدر ہے بعد از صلیب
ہم اُس چاپ کو پا رہے ہیں قریب	کہ سنتے ہیں آواز 'انی مجیب'
چلاتے رہیں گے دعاؤں کے تیر	وانت علیٰ کل شیئٍ قدیر
بہت مختصر ہیں تعدی کے باب	اور اسپ وطن کی سواری کے خواب
نکلنے کو پاؤں سے اب ہے رکاب	لیا جائے گا میرے خوں کا حساب
کہاں بچ کے جائے گا دشمن شریر	وانت علیٰ کل شیئٍ قدیر

فاروق محمود ملک۔ یوکے

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم

محمد انیس دیا لگڑھی

زندہ خدا سے زندہ تعلق کے ایمان افروز واقعات

اللہ تعالیٰ نے اس آخری زمانہ میں ایک ایسے وجود کا مہدویت اور مسیحیت کے منصب کے لئے انتخاب فرمایا جو اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی کامل اتباع کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے قرب و لقاء اور مکالمہ ومخاطبہ کی نعمت بے بہا سے فیض یاب تھا۔ اس پاک و مطہر وجود سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اس زمانہ میں زندہ خدا سے زندہ تعلق کے نظارے دنیا کو دکھائے اور اس زندہ خدا سے روشناس کرایا۔ چنانچہ آپ نے بے شمار نشانات کے ساتھ وہ خدا دکھا بھی دیا کہ ”ہر دم نشانِ تازہ کا محتاج ہے بشر“۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس نعمت کو اپنی ذات تک محدود نہ رکھا بلکہ آپ کی تریاقی صحبت اور تربیت کے نتیجہ میں آپ کے گرد جمع ہونے والے نیک و سعید فطرت صحابہ بھی آپ کے رنگ میں رنگین ہونے لگے۔ آپ نے اپنی جماعت کی بنیاد رکھتے ہوئے فرمایا تھا:

”خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔ سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا۔ اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔ وہ جیسا کہ اُس نے اپنی پاک پیشین گوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے، اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔ وہ خود اس کی آب پاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی۔ اور وہ اُس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے، دنیا کی چاروں طرف روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ ٹھہریں گے۔ وہ اس سلسلہ کے کامل متبعین کو ہر یک قسم کی برکت میں دوسرے سلسلہ والوں پر غلبہ دے گا اور ہمیشہ قیامت تک ان میں سے ایسے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے جن کو قبولیت اور نصرت دی جائے گی۔“ (مجموعہ اشتہارات جلد اوّل ص 198)

چنانچہ آنے والے ہر لمحہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان و قلم سے نکلے ہوئے ان الفاظ کی تصدیق کی۔ آپ کی جماعت کے افراد اور خصوصاً صحابہ مسیح موعود علیہ السلام ایسے چراغ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ

بن کر روشن ہوئے جو اونچی جگہ رکھے جاتے ہیں۔ ان میں سے ہر ہر فرد تزکیہ نفس میں اس مقام پر پہنچا کہ شرف مکالمہ و مخاطبہ سے سرفراز ہوا۔ جن میں سے چند ایک مثالیں اس موقع پر پیش کی جاتی ہیں:

حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظؓ جو ہندو مذہب چھوڑ کر احمدیت میں داخل ہوئے تھے، بیان فرماتے ہیں:

”ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ تقریر فرما رہے تھے۔ حقائق و معارف کے بیان کا سلسلہ جاری تھا۔ دوران تقریر میرے دل میں خیال آیا کہ نام تو اس کا بھی غلام احمد ہے اور میرا بھی غلام احمد ہے۔ اس کے ساتھ تو خدا روزانہ باتیں کرتا ہے اور میرے ساتھ نہیں کرتا جونہی میرے دل میں یہ خیال آیا اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کو میرے دلی خیال کی اطلاع کر دی۔ آپؑ نے اسی دوران تقریر ہی میں میری طرف دیکھ کر فرمایا: ’ہاں جس پر خدا کا فضل ہو جائے‘

اس کے بعد آپ نے پھر اپنا سلسلہ تقریر جاری رکھا مگر اسی دن سے مجھ پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامات اور مکاشفات کے نزول کا سلسلہ شروع ہو گیا۔“

(ماہنامہ احمدیہ گزٹ کینیڈا، اکتوبر 2019ء صفحہ 07)

ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ ایک عجیب اور بروقت غیبی مدد کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”غالباً 1925ء کا واقعہ ہے کہ میرا تبادلہ گورداسپور سے گوجرہ ہو گیا۔ میں سیدھا اپنی موٹر سائیکل اور سائیڈ کار پر بذریعہ نہر کی پٹڑی قادیان ہوتا ہوا آگے چلا۔ ایک کرایہ کا مستری موٹر سائیکل کو چلا رہا تھا اور میں سائیڈ کار میں بیٹھا تھا۔ جب ہم دونوں قادیان سے اٹھارہ بیس میل نکل آئے تو وہ موٹر سائیکل ایک جگہ نہر کے کنارے یکدم ٹوٹ گیا۔ جنڈیالہ ریلوے سٹیشن وہاں سے کئی میل تھا۔ میں نے مستری کو تو کہا کہ نزدیک کسی گاؤں میں جا کر کوئی گڈا کرایہ پر لے آئے اور خود نہر کے کنارے دعا میں مصروف ہو گیا۔ خیر ایک دو گھنٹہ میں ایک ٹوٹا پھوٹا گڈا تو آ گیا اور موٹر سائیکل بھی اس پر لاد دی مگر مجھے یہ تشویش کہ اب غروب آفتاب کا وقت ہو گیا ہے اور جنڈیالہ پانچ سات میل ہے اور راستہ میں بالکل جنگل ہے۔ نہ مستری قابل اعتماد ہے اور نہ گڈے والے سکھ قابل اطمینان معلوم ہوتے ہیں اور میری جیب میں کافی نقدی موجود ہے۔ میرے لئے رات کو اتنا چلنا بھی مشکل ہے۔ خدایا تو ہی کوئی انتظام کر۔ ابھی ہم روانہ بھی نہ ہوئے تھے کہ اتنے میں پیچھے سے موٹر کا ہارن سنائی دیا۔ میں نے کہا کوئی انگریز ہو گا جو دورہ یا سفر پر جا رہا ہو گا۔ اتنے میں وہ کار یکدم میرے منہ کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔ حیران رہ گیا جب اندر حضرت صاحبؓ اور چوہدری

ظفراللہ خان صاحبؓ کے چہرے نظر آئے۔ پہلے دھوکہ ہوا کہ یہ یہاں کہاں۔ شاید میرا خواب ہے یا وہم۔ مگر جب وہ ہنسے اور بولے تو مجھے یقین آیا کہ فرشتے نہیں بلکہ انسان ہیں۔ بس میں ان کے ساتھ بیٹھ گیا اور سیدھا چوہدری صاحب کی کار میں لاہور تک آ گیا۔ یہ سب لوگ ہنسی خوشی کی باتیں کر رہے تھے مگر اس عجیب اور بروقت آسمانی مدد سے میرا دل شکر کے جذبات سے اتنا لبریز ہو گیا تھا کہ سارے راستے میں بڑی مصیبت سے اپنے تئیں ضبط کرتا آیا ورنہ روتے روتے شاید میری چیخیں نکل جاتیں۔‘‘

کھریپڑ ضلع قصور میں حضرت مولوی محمد اسحٰق صاحب رہتے تھے۔ تنگ دستی کی کیفیت تھی ایک دن ایک بیٹی ملنے آ گئی چند دن کے بعد دوسری بیٹی ملنے آ گئی، چند دن کے بعد تیسری بیٹی بھی ملنے آ گئی۔ دو چار دن گزرے تینوں بیٹیوں کے خاوند ایک ہی دن اپنی اپنی بیویوں کو لینے آ گئے۔ رات کو مہمانوں نے کھانا کھایا۔ گھر کے افراد تو سو گئے مگر مولوی صاحب کو نیند نہیں پڑ رہی تھی۔ انہیں یہ بے چینی کھائے جا رہی تھی کہ میری جیب خالی ہے۔ صبح تینوں بیٹیوں نے اپنے اپنے خاوندوں کے ساتھ اپنے سسرال کو روانہ ہونا ہے۔ میں کیا دے کے انہیں گھر سے روانہ کروں گا۔ اسی پریشانی کے عالم میں وضو کیا، اندر کوٹھڑی میں چلے گئے۔ اللہ کی بارگاہ میں جھک گئے۔ دعاؤں میں مگن ہو گئے۔ جب انہیں گریہ وزاری کرتے ہوئے یہ اطمینان نصیب ہو گیا کہ میری دعا بارگاہ الوہیت میں شرف قبول پا گئی ہے۔ اُٹھے، جائے نماز اٹھایا۔ جائے نماز کے نیچے دس دس روپے کے تین نوٹ پڑے تھے ان کو پکڑا لپیٹا، جیب میں ڈالا اور جا کے سو گئے۔ (روزنامہ الفضل 17 فروری 1961ء)

مجھ کو تھا کچھ فکر نہ فاقہ
میرا سر تھا تیرا در تھا

حضرت مولوی رحمت علی صاحبؓ انڈونیشیا میں رئیس التبلیغ تھے۔ ایک احمدی کی دکان پر تشریف فرما تھے کہ ہالینڈ کا ایک بشپ پادری تبلیغ کرتا ادھر آ نکلا۔ عیسائیت اور اسلام کی سچائی پر بحث شروع ہو گئی۔ مباحثہ سننے کے لئے ایک مجمع اکٹھا ہو گیا۔ بحث کے دوران بارش برسنی شروع ہو گئی۔ وہ علاقہ ایسا ہے کہ اگر بارش برسنی شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے تک مسلسل برستی چلی جاتی ہے۔ پادری نے اپنی شرمندگی کو چھپانے کے لئے بڑے للکار کر کہا کہ مولوی صاحب! اگر آپ کا اسلام سچا ہے۔ اگر اسلام کا خدا سچا ہے تو آپ خدا سے کہیں کہ بارش رُک جائے۔ یہ مطالبہ کیوں کیا؟ کہ علاقہ کے حالات کے مطابق جب بارش کا آغاز ہو گا تو کئی گھنٹے مسلسل برسے گی۔ اس سے پہلے بارش رُک نہیں سکتی۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے اس کی یہ للکار سُن کر اللہ کی نصرت پہ یقین سے بھر کر بارش کو مخاطب کر کے فرمایا اے بارش! اسلام کی سچائی کے اظہار کی خاطر، اسلام کے خدا کی سچائی کے اظہار کی خاطر تھم جا۔ بارش تھم گئی۔ لوگ حیران پریشان کہ یہ منظر تو ہم نے زندگی میں کبھی نہیں دیکھا۔

یہی وہ بارش تھی جو ایک دفعہ تو خدا کے ایک عاجز بندے

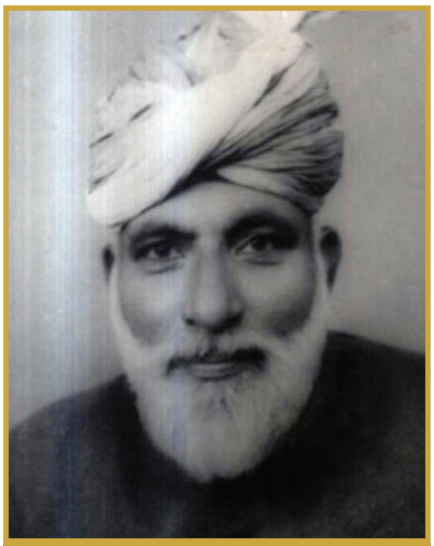

حضرت مولوی رحمت علی صاحب رضی اللہ عنہ

کے کہنے پر بطور نشان تھم گئی مگر دوسری جگہ یہی بارش خدا کے اسی بندے کے گھر کو بچانے کے لئے آسمان سے بروقت نازل ہوئی اور یہ بتا دیا کہ ؏

جیتیں گے صادق آخر حق کا مزہ یہی ہے

یہ تو خدا کے مسیح کے غلاموں سے خدا کے سلوک کا ذکر ہے مگر خدا تعالیٰ اپنے بھیجے ہوئے مسیح موعود کو منوانے کے لئے بھی لوگوں کے دلوں میں القاء کرتا، انہیں سچے خواب دکھاتا اور احمدیت کی صراط مستقیم پر چلاتا ہے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ جرمنی 2014ء کے موقع پر مستورات سے خطاب کرتے ہوئے ایک ایسا ہی واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’ایک اور ملک گنی کناکری ہے۔ وہاں سے بھی مبلغ لکھتے ہیں کہ ان کے لوکل مشنری نے لکھا کہ ہمارے گھر میں میرے بہنوئی ماریکا صاحب اکثر جماعت احمدیہ کے بارہ میں تبلیغ کیا کرتے تھے۔ ہمارے گھر کا ماحول بڑا مذہبی تھا لہٰذا طبعاً میں بھی ان کی باتیں غور سے سننے لگا۔ ایک دن گھر میں ایک بڑی سوال و جواب کی مجلس ہوئی۔ محلہ کے امام کو بھی مدعو کیا گیا لیکن جب مولوی صاحب سے بات نہ بن پڑی تو یہ مجلس بغیر کسی نتیجہ کے ختم ہو گئی۔ تاہم میرے دل میں سچ کو جاننے کی ایک خلش تھی۔ لہٰذا میں نے دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے خوب دعا کی کہ اے اللہ! میری راہنمائی فرما اور مجھے اس جماعت کی سچائی کے متعلق راہ دکھا دے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں اس کے بعد سو گیا اور خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں ایک ویران جگہ میں ہوں اور اچانک بارش شروع ہو جاتی ہے اور بارش سے بچنے کے لئے قریب ہی ایک غار ہے۔ میں اس غار میں پناہ لیتا ہوں۔ اس دوران آسمان پر بجلی چمکتی ہے اور مجھے ایک آواز سنائی دیتی ہے ’’مرزا مسرور احمد‘‘ اور یہ آواز تین دفعہ سنائی دیتی ہے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی کیونکہ یہ نام ہمارے معاشرے میں عام نہیں ہے۔ اس لئے میں یہ خواب بھول گیا۔ لیکن ایک دن میرے بہنوئی گھر میں جماعت کی تبلیغ کر رہے تھے۔ اس دوران انہوں نے ’’مرزا مسرور احمد‘‘ نام لیا۔ میں نے جب یہ سنا۔ مجھے اپنا خواب یاد آ گیا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ یہ کس کا نام ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پانچویں خلیفہ کا نام ہے۔ اور اس پر کہتے ہیں کہ جماعت سے متعلق میری دلچسپی بڑھی اور میں نے جماعت کی کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ اور اللہ تعالیٰ سے مسلسل راہنمائی کی التجا کرتا رہا۔ ایک رات پھر خواب میں دیکھا کہ بارش ہو رہی ہے اور زور سے بجلی چمکی اور بجلی کی چمک کے ساتھ آسمان پر روشن الفاظ میں لکھا ہوا تھا ’’مرزا غلام احمد‘‘۔ اور یہ نظارہ تین دفعہ دہرایا گیا۔ اور ہر بار چمک پہلے سے بڑھ کر نظر آتی تھی اور میری آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد میری تسلی ہو گئی اور خدا تعالیٰ نے میری راہنمائی فرمائی اور مجھے جماعت میں شامل ہونے کی توفیق ملی‘‘۔ (الفضل 10/اکتوبر 2014ء)

لوگو سُنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قُدرت نما نہیں

تائید ایزدی کے نرالے ہیں رنگ ڈھنگ

پاکستان کا اعلیٰ فوجی اعزاز ہلال جرأت پانے والے پاک بھارت جنگ 1965ء کے ایک ہیرو لیفٹیننٹ جنرل عبدالعلی ملک صاحب کی وفات پر موصوف کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم پروفیسر صوفی بشارت الرحمن صاحب مرحوم نے ایک مختصر نوٹ سپرد قلم کیا تھا جس میں موصوف جنرل صاحب کی زندگی کا ایک نہایت ہی ایمان افروز واقعہ بیان فرمایا تھا۔ یہ نوٹ روزنامہ الفضل ربوہ کے شکریہ کے ساتھ ہدیہ قارئین ہے۔

پاکستانی فوج کے نامور ہیرو اور 1965ء میں چونڈہ ضلع سیالکوٹ کے مقام پر دوسری عالمی جنگ کے بعد دنیا کی ٹینکوں کی جنگوں میں ایک بڑی جنگ کے فاتح لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالعلی صاحب ملک خدا تعالیٰ کو پیارے ہو گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

جنرل عبدالعلی صاحب موصوف تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان دارالامان میں آٹھویں، نویں، دسویں جماعتوں میں میرے کلاس فیلو تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے 1934ء میں جماعت احمدیہ کو تحریک کی تھی کہ اپنے بچوں کو تعلیم اور تربیت حاصل کرنے کے لئے قادیان بھجوائیں۔ حضور کے اس مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے ملک صاحب کے والد محترم نے اپنے اس ہونہار اور لائق فرزند کو قادیان بھیجا۔

قادیان دارالامان میں بورڈنگ تحریک جدید (تعلیم الاسلام ہائی سکول) کے نوجوان طلباء اکثر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے لئے رضاکارانہ ڈیوٹی دیا کرتے تھے۔ بالعموم ملک عبدالعلی صاحب اس حزب کے سائق ہوا کرتے تھے۔ فوج سے ریٹائر ہونے کے بعد آپ جن دنوں جماعت احمدیہ اسلام آباد کے امیر تھے۔ جماعتی مجلسِ شوریٰ میں شمولیت کے لئے ربوہ تشریف لائے۔ ایوانِ محمود میں یہ شوریٰ منعقد ہوئی تھی۔ خاکسار اُن دنوں ناظر تعلیم و صدرِ مجلس کارپرداز۔ نظارت بہشتی مقبرہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ اسلام آباد کی جماعت کے حصہ میں ایک جسیم و وجیہ اور بارُعب دوست بیٹھے ہوئے ہیں اور وہ میرے کلاس فیلو عبدالعلی صاحب ہیں۔ سکول کے زمانے کے بعد ہم کبھی نہیں ملے تھے۔ فوراً ہی میں سٹیج سے اُتر کر ملک صاحب کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھا۔ مگر انہوں نے مجھے پہچانا نہیں۔ تب مَیں نے ان سے کہا کہ عبدالعلی ملک آپ ہی ہیں! فرمایا۔ مَیں ہی ہوں کیا حکم ہے! میں نے کہا کہ آپ کا آٹھویں، نویں، دسویں جماعت میں مانیٹر کون تھا؟ اس پر آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھ سے بغل گیر ہو گئے۔ یہ کہتے ہوئے او ہو بشارت یہ تم ہو! یہ ہماری دیر کے بعد پہلی ملاقات تھی۔ بعد میں ایک دفعہ خاکسار جماعتی دورے پر اسلام آباد گیا تو مجھے اپنے گھر لے گئے۔ پرانی یادیں تازہ ہوئیں۔ ہم اپنے اساتذہ کی کرم فرمائیوں کا ذکر کرتے رہے۔ اب ان میں سے محترم استاذی المکرم میاں محمد ابراہیم صاحب سے ہی ملاقات ہوتی ہے باقی قریباً سبھی اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں۔ اللہ سب کو غریق رحمت کرے، آمین۔ ملک صاحب بہت اچھے شاعر بھی تھے۔ اپنی بیاض مجھے دی کہ میری نظمیں دیکھو۔ کیسی ہیں! مَیں نے کہا کہ چونڈہ کی جنگ کا کوئی خاص واقعہ سناؤ۔ کہنے لگے کہ تم میرے دوست ہو۔ ایک ذاتی واقعہ سنا دیتا ہوں۔ فرمانے لگے کہ اگر مَیں چونڈہ میں انڈین ٹینکوں کی یلغار نہ روکتا تو پاکستان کی بقاء خطرہ میں پڑ جاتی۔ مَیں اپنے سے بالا آفیسر کمانڈنگ (میجر جنرل) کے حکم کی پروا نہ کرتے ہوئے اپنے بریگیڈ کو پیچھے نہ لایا اور بہرصورت میں نے چونڈہ میں ہی مقابلہ کرنے کا عزم کر لیا کیونکہ پاکستان کی بقاء خطرے میں تھی۔

جنگ سے ایک دن پہلے شام کے وقت میں نے اپنے کمانڈ ہیڈ کوارٹر کیمپ کے باہر گارڈز کے جھگڑے کی آوازیں سنیں۔ اونچی آواز میں ایک شخص میرے گارڈز سے جھگڑ کر رہا تھا۔ مَیں باہر نکلا کہ کیا بات ہے؟ گارڈز کہنے لگے کہ سَر یہ ہمارے بریگیڈ میں ایک کلرک ہے اور کہتا ہے کہ مَیں نے بریگیڈیر صاحب سے فوری طور پر ضرور ملنا ہے۔ مَیں نے کہا کہ اسے اندر آنے دو۔ چنانچہ وہ جوان کیمپ کے اندر آ گیا۔ اس وقت کیمپ کے اندر ہم دو ہی تھے۔ کہنے لگے کہ

صاحب! مَیں احمدی ہوں اور آپ بھی احمدی ہیں۔ رات خواب میں مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا ہے کہ اپنے آفیسر کمانڈنگ بریگیڈیئر سے کہو کہ ایک شرط ہے۔ اگر تم اس پر قائم رہنے کا عزم کر لو تو میں کل کو ہونے والی جنگ میں غنیم پر تمہیں نمایاں فتح عطا کروں گا۔ جوان نے وہ شرط بھی بیان کی۔ یہ سن کر میں کھڑا ہو گیا اور جوان کو گلے سے لگا لیا۔ اور کہا برخوردار تم بھی گواہ رہو اور اللہ تعالیٰ بھی گواہ ہے کہ مَیں اس شرط کو پورا کرنے کا اعلان اور عزم کرتا ہوں۔ تم بھی نمایاں فتح کے لئے دعا کرو۔

اور پھر فرمانے لگے کہ خدا تعالیٰ نے کس طرح اپنے وعدہ کو پورا کیا اور ٹینکوں کی اس عظیم جنگ میں مجھے مثالی اور نمایاں فتح عطا کر کے پاکستان کی حفاظت کا سامان کیا۔

محترم ملک عبدالعلی صاحب کے ساتھ کئی بار اس کے بعد ربوہ میں بھی ملاقات ہوتی رہی۔ خاکسار ایک زمانے تک فضل عمر فاؤنڈیشن کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کا ممبر تھا اور ملک صاحب بھی ممبر تھے۔ محترم و مکرم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ، جماعت احمدیہ کے عالمی شہرت پانے والے سپوت اس کے صدر تھے۔ بورڈ کی میٹنگز میں شمولیت کے لئے ملک صاحب ربوہ آیا کرتے تھے۔ خوب دلچسپ ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ اب تو ملک صاحب عالم جاودواں کے مسافر بن چکے ہیں۔ اللہ انہیں غریق رحمت کرے، آمین

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ 3/اپریل 1992ء)

بشکریہ نیشنل شعبہ سمعی و بصری جرمنی

مسجد بیت الحمید فلڈا

زمین کی خرید سے سنگ بنیاد تک

نوٹ: جماعت احمدیہ جرمنی کی تاریخ کا ایک اَور ورق قارئین کی خدمت میں اس درخواست کے ساتھ پیش ہے کہ اگر کسی دوست کے علم میں اس بارہ میں مزید معلومات ہوں یا کوئی امر تصحیح طلب ہو تو تاریخ کمیٹی جرمنی کو مطلع فرمائیں۔ یہ مضمون خاکسار نے مرتب کیا ہے۔ (صدر تاریخ کمیٹی جرمنی)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے فلڈا شہر میں بھی جماعت احمدیہ کو مسجد تعمیر کرنے کی توفیق عطا ہوئی ہے، یہ فلڈا کی پہلی باقاعدہ منظور شدہ مسجد ہے جس میں گنبد اور مینار بھی ہیں۔ اس کا سنگ بنیاد 26 جون 2013ء کو رکھا گیا تھا اور تعمیری مراحل سے گزرتے ہوئے 20 اکتوبر 2019ء کو مکمل ہونے پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا افتتاح فرمایا۔

فلڈا میں جماعت کے قیام کے ابتدائی دنوں میں بعض احباب نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے فرانکفرٹ جایا کرتے تھے۔ کچھ عرصہ بعد ایک دوست نے اپنے گھر میں نمازوں کی ادائیگی کا انتظام کیا پھر ایک جگہ باقاعدہ نماز سینٹر قائم کیا گیا جو بعد میں کرائے کے مختلف مکانوں میں منتقل ہوتا رہا۔ جب جماعت کی تعداد بڑھی اور جرمنی میں مساجد تعمیر ہونے لگیں تو یہاں بھی مسجد کے لئے جگہ کی تلاش شروع ہوئی۔ شہر کے متعدد علاقوں، Niesig، Künzell، Petersberg اور Kohlhaus وغیرہ میں جگہیں دیکھی گئیں مگر بات نہ بنی۔ آخر Edelzeller Str.73 والا قطعہ زمین پسند کیا گیا کہ یہاں سرکاری اِدارے کی طرف سے بھی مسجد کے لئے منظوری کی امید تھی لیکن اس کی بوجوہ اجازت نہ مل سکی۔ کچھ عرصہ بعد اِسی زمین کے بارہ میں علم ہوا کہ دوبارہ قابل فروخت ہے۔ چنانچہ مرکز کی اجازت سے دوبارہ بات چیت شروع ہوئی اور زمین کی خرید سے قبل شہر کے تعمیراتی ادارہ کے ساتھ نقشہ اور دیگر امور سے متعلق معاملات طے کئے گئے۔ شہری انتظامیہ کی طرف سے بھی الحمد للہ کوئی بڑی مشکلات پیش نہ آئیں بلکہ میئر بہت خوش ہوئے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے سارے راستے خود بخود کھول دیئے تھے۔ متعلقہ اداروں سے منظوری ملنے کے بعد زمین خریدنے کا مرحلہ آیا تو قطعہ زمین بڑا ہونے کی وجہ سے معاملہ پھر سے کھٹائی کا شکار ہوتا نظر آنے لگا۔ اس موقع پر اسی جماعت کے رکن مکرم مرزا داؤد احمد صاحب اور ان کے بھائی نے پیش کش کی کہ اس میں سے ایک حصہ وہ اپنے مکان کے لئے خرید لیتے ہیں۔ چنانچہ اس طرح سے مسجد کے لئے زمین کی خرید کا مرحلہ طے پا گیا۔

زمین تلاش کرنے اور اس کے مختلف مراحل طے کرنے کے دوران مکرم مولانا حیدر علی ظفر صاحب، مکرم مجید احمد ڈوگر صاحب، مکرم شبیر احمد صاحب، مکرم ندیم احمد صاحب (سیکرٹری جائیداد)، آرکیٹیکٹ مکرم وقاص بن ساجد صاحب کا خصوصی تعاون حاصل رہا۔

تقریب سنگ بنیاد

26/جون 2013ء کا دن جماعت فلڈا کے لئے خوشیوں اور مسرّتوں کا دن تھا کہ اس روز مسجد بیت الحمید فلڈا کے سنگ بنیاد کی تقریب منعقد ہوئی۔ ساڑھے چھ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کی جگہ پر تشریف لائے تو مقامی جماعت کے احباب مرد و خواتین اور بچوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا نہایت پر جوش استقبال کیا۔ اس موقع پر صدر جماعت Fulda مکرم

تقریب سنگِ بنیاد مسجد بیت الحمید فلڈا کے مہمان شرکاء

مجید احمد ڈوگر صاحب، ریجنل مبلغ سلسلہ مکرم ظفراللہ سلام صاحب، معلّم سلسلہ منوّر حسین طور صاحب اور ریجنل امیر ہیسن نارتھ مکرم محمد سعید احمد صاحب کے علاوہ وہاں پر موجود فلڈا کے میئر کے نمائندہ Stefan Grauel صاحب اور پروٹیسٹنٹ چرچ کے پادری Matti Fischer صاحب نے بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف مصافحہ حاصل کیا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں سنگ بنیاد کی تقریب کے پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم منور حسین طور صاحب معلّم سلسلہ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جبکہ جرمن ترجمہ رانا مکرم احمد صاحب نے پڑھا۔ اس کے بعد مکرم امیر جماعت جرمنی عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب نے تعارفی ایڈریس پیش کیا جس میں آپ نے بتایا کہ شہر Fulda جرمنی کے وسط میں واقع ہے اور یہاں کیتھولک بشپ کا دفتر بھی ہے اور یہ کیتھولک چرچ کا خاص علاقہ ہے۔ سترھویں صدی میں پہلی مرتبہ یہاں پروٹیسٹنٹ چرچ بھی بنایا گیا۔ یہ شہر شروع سے ہی عیسائیت کا ایک اہم مرکز رہا ہے۔ علاوہ ازیں اس شہر میں جماعت احمدیہ کی تاریخ بیان کی اور احباب جماعت کی تبلیغی خدمات کا تذکرہ کیا نیز تعمیر ہونے والی مسجد بیت الحمید کی تفصیل پیش کی۔

بعد ازاں میئر کے نمائندہ جناب Stefan Grauel صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا:

”جماعت احمدیہ کئی دہائیوں سے اس جگہ پر مقیم ہے اور اس طرح جماعت احمدیہ فُلڈا شہر کے ماضی کا بھی حصہ ہے۔ میں آپ لوگوں کی معاشرے کی بہبود کے لئے مثبت کاموں سے بخوبی واقف ہوں۔ آپ مختلف سماجی سرگرمیوں میں بھی پیش پیش ہیں۔ مسجد کے حوالہ سے پیش آنے والی مشکلات بھی جمہوریت کا حسن ہیں۔ ہر ایک کو رائے دینے کا حق ہے اور مذہبی آزادی بھی اسی جمہوری قانون کی وجہ سے ہی ممکن ہے۔ آپ کا مسجد بنانا اس بات کی نشانی ہے کہ آپ اس شہر کے معاملات میں بھی شامل ہونا چاہتے ہیں۔ کہاوت ہے کہ باتوں کی بجائے اعمال کے ذریعے انسان کا اندازہ لگایا کرو۔ آپ کی صرف اچھی باتیں ہی نہیں بلکہ ہم نے دیکھا ہے کہ آپ کے اعمال بھی بہت اچھے اور نمایاں ہیں۔ اور یہ فیصلہ کن بات ہے کہ جماعت اس ملک کے قوانین کو نہ صرف مانتی ہے بلکہ ان کی پابندی بھی کرتی ہے۔ اس لئے ہمیں ہر لحاظ سے رواداری کا اظہار کرنا چاہئے۔ پھر ہم بھی امید کرسکیں گے کہ باقی ممالک میں عیسائیوں سے بھی اچھا سلوک کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ اس مسجد کا سنگِ بنیاد شہر فلڈا کے شہریوں میں باہمی اخوت اور بھائی چارا بڑھانے کا باعث ہوگا۔“

اس کے بعد پروٹیسٹنٹ چرچ کے پادری جناب Matti Fischer صاحب نے بھی تقریر کی۔ انہوں نے کہا: ”میں اپنی کمیونٹی کی طرف سے تمام احمدیہ مسلم جماعت کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ آج کا یہ دن جماعت احمدیہ کے لئے بھی اور ہمسایوں کے لئے بھی ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ آج کا دن ایک امن پسند دن ہے، کیونکہ مسجد کی مخالفت میں بہت ہی کم شور دیکھنے میں آیا ہے اور ہمارے چرچ نے تو مسجد کی تعمیر پر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم آپس میں امن سے رہ سکتے ہیں اور ہم سب کو آزادی میسر ہے۔ پادری صاحب نے کہا کہ میری خواہش ہے کہ ہم ایک دوسرے کو اپنے ناموں سے بھی پہچانیں، اگر باہر ملاقات ہو تو اُدھر بھی ایک دوسرے کو نام سے پکاریں۔ بلکہ ایک دوسرے کے بچوں کے نام کا بھی ہمیں تعارف حاصل ہو۔ ہم ایک دوسرے کے لئے دعائیں کریں۔ ہم تو ہر صبح اس علاقہ کے تمام لوگوں کے لئے دعا کرتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ ہم ایک دوسرے کو دعوتیں دیں اور اکٹھا کھائیں پئیں تا کہ ہم لوگوں میں اتحاد پیدا ہو اور ہم سب بہت اچھے دوست بن جائیں۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کا بننا بابرکت کرے۔“

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب میں تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا:

”سب سے پہلے تو میں آپ سب مہمانوں کا شکریہ ادا

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت الحمید فلڈا کا سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے

کرنا چاہتا ہوں جو باوجود اس کے کہ جماعت احمدیہ کے ممبر نہیں ہیں لیکن اس شہر کے شہری ہیں اور جماعت کے افراد سے ان کا تعلق ہے اور اس تعلق کو نبھانے کے لئے، اس کے اظہار کے لئے اور احمدیوں کے بڑھے ہوئے محبت کے ہاتھ کا محبت سے جواب دینے کے لئے یہاں تشریف لائے اور ہمارے اس فنکشن میں شریک ہوئے، مسجد کے فنکشن میں آئے جو کہ خالصتاً ایک مذہبی فنکشن ہے۔ یہ اس بات کا اظہار ہے کہ آپ سب اللہ تعالیٰ کے فضل سے کھلا دل رکھنے والے ہیں اور کھلے دل سے اپنے ماحول میں دوستی کی فضا قائم کرنے والے ہیں قطع نظر اس کے کہ کسی کا مذہب کیا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے فرمایا:

”ہمارے لئے شکر کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس علاقہ میں مسجد کی تعمیر کی توفیق دی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کچھ عرصہ میں یہ مسجد تعمیر ہو جائے گی۔ اس کا نام مسجد بیت الحمید رکھا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی اُس صفت کی حامل ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کی جاتی ہے۔ کیونکہ خدا ہی وہ ذات ہے جس کی تعریف کی جائے اور وہی ذات ہے جو خالص تعریف کے قابل ہے۔ ہم انسان ہونے کے ناطے ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہیں اور کرنی بھی چاہئے۔ کسی کی اچھائی دیکھ کر اس کی اچھائی بیان کرنی چاہئے، یہ بھی خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور ہمیں بانی اسلام آنحضرت ﷺ کا حکم ہے کہ تمہیں ایک دوسرے کا شکر گزار ہونا چاہئے اور شکریہ بھی ایک طرح کی تعریف ہی ہے۔ فرمایا کہ اگر تم انسانوں کے شکر گزار نہیں ہوتے تو تم خدا تعالیٰ کے بھی شکر گزار نہیں ہو سکتے۔ پس اس لحاظ سے جیسا کہ میں نے پہلے آپ لوگوں کا شکریہ ادا کیا اور اس شکریہ کی انتہا اللہ تعالیٰ کی طرف جاتی ہے جس نے ہمیں اس مسجد کی تعمیر کی بھی توفیق دی اور اس علاقہ کے لوگوں کے دلوں میں بھی یہ ڈالا کہ وہ اس مسجد کی مخالفت کرنے کی بجائے ہماری مدد کریں اور اس لحاظ سے ہم سب یہاں کے میئر، یہاں کی کونسل اور یہاں کے لوگوں کے شکر گزار ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے کہا کہ اس مسجد کا نام بیت الحمید رکھا گیا ہے، جس کا مطلب ’بہت تعریف کیا گیا‘ ہے اور اللہ تعالیٰ ہی تعریف کے قابل ہے۔ ہمیں پانچ وقت ہر نماز میں اور اس کی ہر رکعت میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ پڑھنے کا حکم ہے۔ یعنی اس رب کی تعریف کرو جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ جو مسلمانوں کا بھی ربّ ہے، جو عیسائیوں کا بھی ربّ ہے۔ جو یہودیوں کو بھی پالنے والا ہے، جو ہندوؤں کا بھی ربّ ہے اور جو ہر انسان کا ربّ ہے۔ اور اس ربّ کی جب تعریف کریں تو ہمیں انسانیت کی قدروں کی بھی پہچان ہوتی ہے۔ پانچ دفعہ نماز کی ہر رکعت میں جب ہم اس تعریف کو دہراتے ہیں تو یہ چیز ہمیں ہر انسان کے عزت و احترام کی طرف بھی توجہ دلاتی ہے۔ پس اس لحاظ سے انشاء اللہ تعالیٰ جب یہ مسجد بنے گی تو انسانیت کی محبت اور پیار کا ایک نیا راستہ کھلے گا کیونکہ یہ مسجد پانچ وقت آنے والوں کو اس بات کی یاد بھی دلائے گی کہ اس مسجد کے بنانے میں یہاں کے شہریوں نے بھی اس طرح حصہ لیا کہ انہوں نے ہماری مخالفت نہیں کی“۔ حضور انور نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے ہر مذہب کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہی ایک سچے اور حقیقی مسلمان کا ایمان ہے اور یہی ہمارا ایمان ہے کہ تمام مذاہب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھے، اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ اس مذہب کی مخالفت کی جائے اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال نہ رکھا جائے، ایک دوسرے کے احساسات کی بے قدری کی جائے، بلکہ قرآنِ کریم میں تو اللہ تعالیٰ ہمیں فرماتا ہے کہ ہر مذہب والے سے کہو کہ آؤ دیکھو! ایک بات ایسی ہے جو ہمارے اندر قدرِ مشترک ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ کی ذات، جس کی ہم سب مخلوق ہیں اور جس کی ہم سب عبادت کرتے ہیں۔ پس ایک کلمہ ایسا ہے، ایک بات ایسی ہے کہ جس پر ہم سب کو اکٹھا ہو جانا چاہئے اور وہ خدا کی ذات ہے۔ اگر ہر مذہب کا ماننے والا اس بات پر یقین رکھے کہ ایک خدا ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے اور وہ اپنی مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اس کی پرورش کے جتنے سامان ہیں، اس کی زندگی گزارنے کے جتنے سامان ہیں وہ بھی مہیا کرتا ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ آپس میں رنجشیں پیدا ہوں۔ پس اس حکم کے تحت ایک حقیقی مسلمان اور ایک حقیقی احمدی مسلمان ہر مذہب کی عزت و احترام کرتا ہے۔ جب اس طرح عزت و احترام ہو، ایک دوسرے کے احساسات اور جذبات کا خیال ہو تو پھر Integration کا سوال نہیں رہتا۔ یہ نہیں ہوتا کہ ہم دوسرے ملک سے آئے ہوئے احمدی ہیں اور غیر ملکوں میں رہنے والے احمدی ہیں، آپس میں جذب نہیں ہو سکتے۔ آپ دیکھیں گے اور میرے سے پہلے معزز مقررین نے اس بات کا ذکر بھی کیا کہ جماعت احمدیہ اس علاقہ میں جذب ہو کر رہ رہی ہے، افرادِ جماعت اس میں جذب ہو کر رہ رہے ہیں اور یہی ایک حقیقی احمدی مسلمان کا خاصہ ہے۔

پس یہاں اگر کسی کے تحفظات تھے کہ مسجد بن گئی تو کیا ہوگا جس طرح انہوں نے کہا ہے کہ مخالفت ہوئی لیکن بہت تھوڑے لوگوں کی طرف سے۔ لیکن میں واضح کر دوں کہ اگر کوئی تحفظ تھا، اگر کوئی فکر تھی کہ کوئی متنازعہ Issue نہ کھڑے ہو جائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس مسجد کے بننے کے بعد وہ تمام تحفظات دور ہو جائیں گے اور پہلے سے بڑھ کر احمدی گھل مل کر رہیں گے اور آپ کی فکروں، پریشانیوں کو دور کریں گے۔ ہمارا تو مقصد یہی ہے کہ تکلیفوں کو دور کیا جائے صرف تکلیف کے خوف کو دور نہیں کرنا، جیسا کہ معزز مقرر نے کہا کہ یہ خوف تھا کہ تکلیف پیدا نہ ہو۔ ہم صرف تکلیف کے خوف کو دور کرنے والے نہیں بلکہ تکلیفوں کو دور کرنے والے ہیں۔ ہر موقع پر، ہر انسان کے لئے ہم مدد کرنے والے ہیں اور اس مدد میں بلا تمیز مذہب، آگے بڑھ کر خدمت کرنے والے ہیں۔ پس اس لحاظ سے بھی یہاں کے ہر شہری کو یقین رکھنا چاہئے کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسجد امن اور پیار اور محبت کے نئے راستے کھولے گی۔ یہ عموماً کہا جاتا ہے کہ لوگوں کے اعمال سے پتہ چل جاتا ہے، ہر اچھے عمل سے پتہ چل جاتا ہے کہ وہ صحیح ہے۔ لیکن ہمارے رسول ﷺ نے ہمیں اس سے بڑھ کر ایک حکم دیا ہے اور ہر احمدی کو اس ارشاد کو مدِنظر رکھنا چاہئے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ بعض دفعہ ایک انسان دکھاوے کے لئے ایک کام کر لیتا ہے لیکن نیت میں کھوٹ ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں یہ حکم ملا کہ تمہارے ہر عمل کے پیچھے نیک نیت ہونی چاہئے۔ کوئی کام صرف دکھاوے کے لئے نہ ہو بلکہ اچھی نیت لئے ہوئے ہو، اور نیت یہ ہو کہ ہم نے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔ اُس خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے جو سب کا خدا ہے، جس نے مخلوق پیدا کی اور وہ اس مخلوق سے بہت پیار کرنے والا ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں اور اس لحاظ سے اب بھی، مسجد کی تعمیر کے دوران بھی اور تعمیر کے بعد بھی ہر احمدی جو یہاں رہ رہا ہے اس بات کا پہلے سے بڑھ کر اظہار کرے کہ ہمارا ہر عمل نیک نیت ہے۔ اور اس کے پیچھے کوئی دکھاوا نہیں، کوئی مقصد حاصل کرنا نہیں۔ اس کے پیچھے کوئی اتنی سی بھی بات نہیں کہ بس مسجد تعمیر ہو جائے پھر اپنی مرضی کریں گے۔ بلکہ تعمیر کے بعد محبت اور پیار اور بھائی چارے کے مزید راستے کھلیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس بات کو لوگ یہاں دیکھیں گے۔

پس یہ چیزیں ہیں جو ہماری تعلیم کا حصہ ہیں اور جس کو ہر احمدی کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ اب تک جہاں بھی مَیں گیا ہوں، مختلف احمدی مساجد کا افتتاح کئی سالوں سے ہو رہا ہے۔ ہر جگہ یہ اظہار مقامی لوگوں کی طرف سے ہوتا ہے کہ احمدی محبت اور دوستی کا اظہار کرتے ہیں۔ اور یقیناً اس لئے کرتے ہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتے ہیں۔ پس ہر احمدی کو اس وصف کا پہلے سے بڑھ کر اظہار کرنا چاہئے اور مساجد کی تعمیر کے بعد آپس میں بھی پیار اور محبت کا اظہار ہونا چاہئے اور علاقے کے لوگوں کے ساتھ بھی محبت اور پیار کا اظہار ہونا چاہئے۔ اللہ کرے کہ یہ مسجد جب تعمیر ہو تو اس میں نمازیں پڑھنے کے لئے آنے والوں کے وہ نمونے قائم ہوں جو اس علاقے کے تمام شکوک وشبہات دور کرنے والے ہوں اور پہلے سے بڑھ کر دوستی اور پیار اور محبت اور بھائی چارہ کی فضا یہاں قائم ہو، آمین"۔

پندرہ منٹ کے اس خطاب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔ بعد ازاں حضور انور اُس جگہ تشریف لے آئے جہاں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا اور دعا کے ساتھ پہلی اینٹ اور حضرت بیگم صاحبہ مدّظلہا العالی نے دوسری اینٹ نصب فرمائی۔ اس کے بعد درج ذیل جماعتی عہدیداران اور احباب کو علی الترتیب ایک ایک اینٹ رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی:

مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت جرمنی
نمائندہ میئر فُلڈا۔ Mr. Stefan Grauel
مکرم عبد الماجد طاہر صاحب ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن
مکرم حیدر علی ظفر صاحب مبلغ انچارج جرمنی
مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری
مکرم منور حسین طور صاحب ریجنل معلّم
مکرم ظفر اللہ سلام صاحب ریجنل مبلغ سلسلہ
مکرم چوہدری افتخار احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ جرمنی
مکرم حسنات احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی
مکرمہ امۃ الحئی صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی
مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری
مکرم محمد سعید احمد صاحب ریجنل امیر
مکرم مجید احمد ڈوگر صاحب صدر جماعت فُلڈا
چوہدری بدر احمد صاحب سیکرٹری وقف جدید فلڈا
مکرم جاوید احمد گل صاحب قائد مجلس فلڈا ویسٹ
مکرم ندیم احمد صاحب قائد مجلس فلڈا ایسٹ
مکرمہ آصفہ محمود صاحبہ صدر لجنہ فلڈا ایسٹ
مکرمہ بشریٰ ڈوگر صاحبہ صدر لجنہ فلڈا ویسٹ
مکرمہ بشریٰ مبارک صاحبہ فلڈا ایسٹ
مکرم مرزا داؤد احمد فلڈا ایسٹ
مکرم مرزا مسعود احمد فلڈا ایسٹ
عزیزہ شمائلہ افتخار (واقفہ نو)
عزیزم سجیل احمد (واقف نو)

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مارکی میں تشریف لے آئے جہاں مہمانوں اور اس تقریب میں شرکت کرنے والے تمام احبابِ جماعت کیلئے ریفریشمنٹ کا انتظام کیا گیا تھا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ٹی وی چینل ZDF کی نمائندہ کا انٹرویو

تقریب کے بعد جرمنی کے ایک بڑے ٹی وی چینل ZDF کی نمائندہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔ موصوفہ مسجد بیت الحمید فلڈا (Fulda) کے سنگِ بنیاد کی تقریب کی کوریج کے لئے آئی ہوئی تھیں۔ اس انٹرویو کی تفصیل درج ہے۔

سوال: آپ یہاں پر رہنے والے احمدیوں کے لئے اس مسجد کی اہمیت کے متعلق کیا کہیں گے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

یہ احمدیوں کے لئے بہت اہم بات ہے۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ ہمارے لئے مسجد اہم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں ہم خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں۔ اگر عبادت کے لئے ایسی جگہ نہ ہو تو سب بکھرے ہوئے ہوتے ہیں جیسا کہ گم شدہ بھیڑیں۔ سو ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ گم شدہ بھیڑیں اکٹھی ہو جائیں۔ یعنی لوگ یہاں اکٹھے ہوں اور دن میں پانچ مرتبہ

اللہ کے سامنے جھکیں۔ اس کے علاوہ یہ ویسے بھی اکٹھے ہونے کی ایک جگہ ہے۔ جہاں ہم چھوٹے چھوٹے پروگرام بھی کرتے ہیں۔ میٹنگز کرتے ہیں اور دیگر مصروفیات ہوتی ہیں۔ یہ مسجد علاقہ کے لوگوں کے لئے کشش کا باعث بھی ہوتی ہے۔ جہاں دوسرے لوگ بھی آتے ہیں اور اگر ان کے ذہنوں میں کوئی شبہات ہوں تو وہ سوالات کر کے انہیں دور کر سکتے ہیں۔

سوال: آپ کے خیال میں یہاں رہنے والے احمدی معاشرہ میں کس قدر مدغم ہو چکے ہیں؟

جواب: مَیں سمجھتا ہوں کہ احمدی یہاں پر بہت اچھی طرح مدغم ہو چکے ہیں اور صرف یہاں ہی نہیں بلکہ دنیا میں ہم جہاں کہیں بھی احمدی، چاہے پاکستان سے یا افریقہ سے ہجرت کر کے گئے ہیں، وہ اپنے اردگرد کے معاشرے میں اچھی طرح مدغم ہو چکے ہیں۔ میرے نزدیک مدغم ہونے کی تعریف یہ ہے کہ آپ معاشرہ کا ایک حصہ بن جائیں، معاشرے کے مددگار بن کر، قانون کے پابند ہو کر ملک سے وفا کرنے والے ہوں۔ یہ ہوتی ہے integration۔ چنانچہ ہم جہاں کہیں بھی ہوتے ہیں، ہم معاشرے میں بہت اچھی طرح integrated ہوتے ہیں۔ اگر integrated کا یہ مطلب ہے کہ جو تمدن کی بعض چیزیں ہیں تو ممکن ہے کہ تمدن اور روایات میں کچھ فرق ہو اور ہر شخص آزاد ہے کہ انہیں اختیار کرے۔

سوال: جماعت کو حال ہی میں جرمنی میں سرکاری طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے، اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

جواب: ابھی تو آغاز ہے، دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے۔ میں بہرحال حکومت کا، لوگوں کا اور پارلیمنٹ کا جنہوں نے جماعت کو یہ سٹیٹس (Status) دیا ہے بہت شکرگزار ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس سٹیٹس (Status) سے ہم معاشرہ میں احمدیوں کی integration کو مزید دکھا سکیں گے۔

سوال: آپ جرمنی میں اپنی مساجد کے دروازے ایسے لوگوں کے لئے کھولنے کے بارے میں کیا کہیں گے کہ جنہیں مساجد سے متعلق خوف ہے؟

جواب: دیکھیں یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ مساجد تو امن

بیت الحمید فلڈا کی تقریب سنگِ بنیاد کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ پریس نمائندگان کے ساتھ گفتگو فرماتے ہوئے

اور بھائی چارہ کا نشان ہوتی ہیں۔ ہم جہاں کہیں بھی مساجد کا افتتاح کرتے ہیں تو علاقہ کے لوگوں کو یہی پیغام دیتے ہیں اور سب شبہات دور ہو جاتے ہیں۔ مجھے امید ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ دیکھیں گے کہ مسجد کی تعمیر کے بعد اس علاقہ کے لوگوں کے ذہنوں میں اگر کوئی شبہات ہیں تو وہ دور ہو جائیں گے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ لجنہ اماء اللہ کی مارکی میں تشریف لے گئے۔ جہاں بچیوں نے دعائیہ نظمیں اور ترانے پیش کئے اور خواتین نے اپنے پیارے آقا کا دیدار کیا اور شرف زیارت سے فیضیاب ہوئیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔ اس کے بعد Fulda جماعت کی لوکل مجلس عاملہ نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف پایا۔ اور سبھی نے شرف مصافحہ کی سعادت پائی۔ اس دوران سبھی بچے ایک قطار میں کھڑے ہو چکے تھے اور مرد احباب بھی کھڑے تھے، حضور انور نے از راہ شفقت بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں اور احباب نے مصافحہ کا شرف پایا۔

میڈیا میں تقریب کی کوریج

اخبار Osthessen Nachrichten نے فلڈا میں اس تقریب سنگِ بنیاد کی تفصیل سے خبر دی جس میں تمام تقاریر کا خلاصہ نیز حضور انور کے خطاب کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ یہاں باہمی محبت اور بھائی چارے کی جگہ بن رہی ہے۔ ہم مل کر بھائی چارے کی فضا میں رہنا چاہتے ہیں۔ مسجد ایک کھلا گھر ہے اور اس کے ذریعہ سے نئے راستے کھلیں گے۔ اخبار نے مزید لکھا کہ احمدی ساری دنیا میں integrated ہیں۔ فلڈا میں مسجد کی تعمیر رواداری اور وسیع القلبی کے لئے ایک نیا سنگِ میل ہے۔ اس کے ساتھ انہوں نے انٹرنیٹ پر 90 تصاویر بھی رکھیں۔

ایک اور اخبار Frankfurter Rundschau نے بھی ”مسجد بیت الحمید“ کے افتتاح کی خبر شائع کی۔ Morgen Web, Mittelhessen سمیت تقریباً 13 آن لائن اخباروں نے بھی خبریں دیں۔ اس کے علاوہ مسجد کے سنگِ بنیاد کے حوالہ سے ریڈیو پر بھی خبر نشر ہوئی۔ مشہور ٹی وی چینل ZDF پر نیشنل خبروں میں مسجد کے سنگِ بنیاد کی خبر نشر ہوئی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی سنگِ بنیاد رکھتے ہوئے تصویر بھی دکھائی گئی۔

(ماخوذ از الفضل انٹرنیشنل 16 اگست تا 22 اگست 2013ء)

سنگ بنیاد رکھے جانے کے بعد مسجد کی تعمیر کا آغاز کچھ عرصہ کے بعد ہوا۔ تاہم یہاں ایک کنٹینر لا کر رکھا گیا جس میں مقامی احباب جماعت نمازیں ادا کرنے لگے۔ علاوہ ازیں اس قطعہ زمین پر ایک طرف پہلے سے بنی ہوئی ایک دو منزلہ عمارت بھی موجود ہے جسے رہائشی مقاصد کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔

فلڈا Fulda شہر

ریحان رشید

Orangerie Maritim Hotel

بشکریہ شعبہ تبلیغ جرمنی

جغرافیائی معلومات

فلڈا جرمنی کے صوبہ ہیسن کا ایک مشہور شہر ہے۔ یہ جرمنی کے تین وسطی پہاڑی سلسلوں RHÖN, SPESSART اور VOGELSBERG کے سنگم پر واقع ہے۔ اس کے مشرق میں RHÖN کے پہاڑی سلسلہ میں 950 میٹر کی بلندی پر ہیسن کی سب اونچی پہاڑی چوٹی ہے جو WASSERKUPPE کے نام سے مشہور ہے۔ یہ جگہ سیاحت اور ہر قسم کے موسم میں سیر و تفریح کے لئے بہت مشہور ہے۔ اسی جگہ وہ چشمہ ہے جہاں سے فلڈا شہر کا اہم نام دریا نکلتا ہے اور شہر سے گذر کر شمال کی طرف بہتا ہے۔ اگرچہ یہ شہر جغرافیائی لحاظ سے ہیسن کے مشرقی حصہ میں ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ ملک کے عین وسطی علاقہ میں شمار ہوتا ہے۔

تاریخی پس منظر

یوں تو فلڈا کے علاقہ میں پانچ ہزار سال قبل مسیح میں انسانی آبادی کے آثار ملے ہیں۔ لیکن باقاعدہ شہر کے طور پر آبادی کا آغاز آٹھویں صدی عیسوی میں ہوا جب اس وقت کے پوپ نے BONIFATIUS نامی ایک عیسائی مبلغ کو یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ (موجودہ) جرمنی کے مشرقی علاقوں میں عیسائیت کو پھیلانے کا کام کرے۔ BONIFATIUS کے ایک شاگرد STURMIUS نے فلڈا کے مقام پر 744 عیسوی میں ایک خانقاہ کی بنیاد رکھی۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہاں عیسائیت کا نفوذ ہوتا گیا۔

754ء میں BONIFATIUS کے انتقال کے بعد اس کو اسی خانقاہ میں دفن کر دیا گیا۔ 1208 عیسوی میں فلڈا کو باقاعدہ شہر کا درجہ حاصل ہو گیا۔

فُلڈا کی موجودہ آبادی 68 ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔ اس میں کیتھولک فرقہ سے تعلق رکھنے والے افراد کا تناسب قریباً 45 فی صد ہے، جبکہ 19 فیصد پروٹیسٹنٹ عیسائی ہیں۔ 36 فیصد افراد کا تعلق کسی اور فرقہ یا دیگر مذاہب سے ہے۔ فُلڈا کو کیتھولک فرقہ کا گڑھ بھی سمجھا جاتا ہے۔ DIOCESE FULDA کے علاقہ کے بشپ کا مرکزی دفتر یہاں کے مشہور کلیسا ST.SALVATOR میں قائم ہے۔ اس کی اہمیت کی وجہ سے یہاں اکثر جرمنی بھر کے کیتھولک بشپ صاحبان کے مرکزی مشاورتی اجلاسات کا انعقاد بھی ہوتا ہے۔

آبادی کے مذہبی رجحان کی عکاسی یہاں کے سیاسی معاملات میں بھی ملتی ہے۔ جمہوری ادوار میں اب تک یہاں دائیں بازو کی جماعتوں کو زیادہ ووٹ ملتے چلے آرہے ہیں۔ مقامی شہر کی سطح پر اور صوبائی اور قومی پارلیمان میں بھی ہمیشہ کرسچین ڈیموکریٹک یونین (CDU) زیادہ ووٹ حاصل کرتی چلی آرہی ہے۔

اہم مقامات

ST.SALVATOR CATHEDRAL

سینٹ سالواٹور شہر کا سب سے بڑا گرجا گھر ہے اور سب سے مشہور عمارت بھی۔ یہ اپنی مذہبی حیثیت کے ساتھ ساتھ سیاحوں کی دلچسپی کا مرکز بھی ہے۔ یہ کلیسا 1712ء میں تعمیر کیا گیا تھا اور BAROQUE طرز تعمیر کا شاہکار گنا جاتا ہے۔ فُلڈا شہر کے وسط میں اس کیتھڈرل کے قریب ہی 1842ء سے BONIFATIUS کا ایک مجسمہ نصب ہے۔ شہر کے دیگر مشہور مقامات میں شہر کا قلعہ STADTSCHLOSS ہے جو 15ویں صدی میں تعمیر کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ شاہی باغ سے ملحقہ ORANGERIE (کھٹے پھلوں کا باغ) ہے۔

فُلڈا میں قائم ST.MICHAEL گرجا گھر یروشلم میں واقع مقدس قبر کے گرجا گھر (GRABESKIRCHE) کی طرز پر تعمیر کیا گیا ہے۔

ADOLPHS UNIVERSITY FULDA کے نام سے 1734ء میں یہاں ایک درس گاہ قائم کی گئی جو آج کل مذہبی تعلیم کی جامعہ کے نام سے مشہور ہے اور کیتھولک چرچ کے زیر انتظام ہے۔ اس کے علاوہ یہاں ایک سرکاری یونیورسٹی بھی قائم ہے۔

مساجد

فلڈا میں مختلف قومیتوں اور مسالک کی مساجد بھی موجود ہیں۔ ان میں جماعت احمدیہ کی مسجد بیت الحمید بھی شامل ہے جس کی بنیاد 2013ء میں رکھی گئی تھی اور افتتاح اکتوبر 2019ء میں ہوا جو فلڈا کی اوّلین باقاعدہ منظور شدہ گنبد اور میناروں والی مسجد ہے۔

نامہ نگار خصوصی کے قلم سے

مسجد بیت الحمید فلڈا

تعمیر سے افتتاح تک

مسجد کی تعمیر کا آغاز

مسجد کا سنگ بنیاد رکھے جانے کے بعد کچھ عرصہ تک تعمیر کا آغاز نہ ہوسکا۔ 2017ء میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت کی روشنی میں مسجد کمیٹی تشکیل دی گئی۔ جس کے ممبران مقامی صدر جماعت مکرم نجم الثاقب صاحب، سیکرٹری جائیداد مکرم ندیم احمد صاحب کے علاوہ مرکزی ممبران میں سیکرٹری جائیداد جرمنی مکرم فرزان احمد خان صاحب، نگران تعمیر مکرم عبدالرحمٰن سعودی صاحب اور ایڈیشنل سیکرٹری جائیداد مکرم سعید گیسلر صاحب شامل تھے۔ بعد ازاں اس کمیٹی میں مزید ممبران کا اضافہ بھی کیا گیا۔ اس کمیٹی کے ممبران نے بڑی محنت کے ساتھ مسجد کی تعمیر کے کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔

تعمیرِ مسجد کی مخالفت

فلڈا میں مسجد کی تعمیر کے منصوبہ کی تشہیر کے ساتھ ہی اس کی مخالفت میں بعض اطراف سے آوازیں بلند ہونا شروع ہوگئیں۔ تعمیر کے دوران بعض عناصر کی طرف سے مخالفت کا اظہار عملی طور پر بھی ہوتا رہا۔ ایسے لوگ کھل کر سامنے آنے کی بجائے چھپ کر بعض تکلیف دہ حرکتیں کرتے رہے مثلاً جنوری 2014ء کی ایک رات کوئی شخص مسجد کی جگہ پر سؤر کا سر رکھ کر بھاگ گیا۔ پھر اگلے ماہ فروری میں اس جگہ پہلے سے تعمیر شدہ عمارت کی دیوار پر مسجد کی تعمیر کے خلاف شرانگیز فقرات پر مشتمل بعض تحریریں لکھی پائی گئیں۔ اسی طرح کی ایک حرکت مارچ 2014ء میں رات کے وقت کی گئی۔ مذکورہ عمارت کے شیشوں اور وہاں کھڑی گاڑی کو نقصان پہنچایا گیا۔ اس کے علاوہ یہاں سے تعمیراتی کام میں استعمال ہونے والے اوزار بھی چُرا لئے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض اخبارات میں بھی مسجد کے خلاف نفرت انگیز بیانات اور خبریں شائع کرائی جاتی رہیں۔ تاہم پریس میڈیا نے ان تمام واقعات کے ساتھ ساتھ مذمتی خبریں اور بیانات بھی شائع کئے۔

مخالفت کی اس ساری مہم کے دوران جماعت احمدیہ کو اپنی روایات کے مطابق رواداری، صبر و تحمل اور برداشت کا مظاہرہ کرنے کی توفیق ملی۔ جس کے نتیجہ میں مخالفت کی یہ لہر خود بخود ختم ہوگئی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس مسجد کی تعمیر مکمل ہوئی، الحمد للہ۔

تعمیر مسجد کے لئے احباب جماعت کی خدمات

مسجد کی تعمیر اگرچہ تعمیراتی کمپنیوں کے ذریعہ ہوئی تاہم اس کے متعدد مراحل وقارعمل کے ذریعہ بھی طے ہوئے جس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکثر احباب جماعت نے مقامی سیکرٹری جائیداد مکرم ندیم صاحب کی نگرانی میں باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت بھرپور حصہ لیا۔ بہت سے احباب صبح نو دس بجے آتے تھے اور رات گئے گھر جاتے تھے۔ ان میں سے مکرم دانیال مظہر صاحب، مکرم وسیم احمد صاحب، مکرم سلام خان صاحب اور انعام خان صاحب نے غیر معمولی خدمت کی توفیق پائی۔ یہ احباب شروع سے آخر تک قریباً ہر روز وقارعمل کے لئے آتے رہے۔

مسجد کے لئے بہت سے احباب جماعت نے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں بھی پیش کیں۔ ان میں سرفہرست تو مکرم مرزا مسعود احمد صاحب اور ان کے بھائی مکرم مرزا داؤد احمد صاحب ہیں جنہیں ایک خطیر رقم کا نذرانہ پیش کرنے کی

دوران تعمیر مسجد کے مخالفین کی شرانگیز حرکات کی ایک مثال

سعادت ملی۔متعدد خواتین نے اپنے زیورات بھی عطیہ کئے۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل خواتین کو ایک ہزار یورو یا اس سے زائد مالیت کی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی:

مکرمہ بشریٰ مبارک صاحبہ، مکرمہ شاہدہ نعیم صاحبہ، مکرمہ ملیحہ طاہر صاحبہ، مکرمہ فوزیہ متین احمد صاحبہ، مکرمہ شمیم فیروز رانا صاحبہ، مکرمہ آصفہ محمود صاحبہ، مکرمہ سلیمہ اختر صاحبہ،

فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مسجد بیت الحمید کے کوائف

مسجد کے لئے 3478 مربع میٹر کے رقبہ پر مشتمل قطعہ زمین سال 2013ء میں تین لاکھ 50 ہزار یورو میں خریدا گیا۔اس مسجد میں قریباً سوا چار صد نمازیوں کی گنجائش ہے۔ مسجد کے اوپر چھ میٹر چوڑا گنبد اور اس کے ساتھ دو مینار ہیں۔نماز کے لئے دو ہالوں کے علاوہ چار دفاتر، لائبریری، کچن، سٹور اور پہلے سے تعمیر شدہ مربی ہاؤس بھی ہے۔اس مسجد کی تعمیر پر 16 لاکھ یورو خرچ ہوئے۔

تقریب افتتاح

مسجد بیت الحمید فلڈا کے افتتاح کی تقریب کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ 20 اکتوبر 2019ء کو پانچ بجے شام تشریف لائے۔ مقامی جماعت کے احباب وخواتین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پُرجوش استقبال کیا اور بچوں اور بچیوں نے خیر مقدمی ترانے اور دعائیہ نظمیں پیش کیں۔حضور انور گاڑی سے باہر تشریف لائے تو صدر جماعت فلڈا مکرم نجم الثاقب صاحب اور مبلغ سلسلہ فلڈا مکرم اعجاز احمد جنجوعہ صاحب نے حضور انور کو احباب جماعت کی نمائندگی میں مصافحہ کا شرف حاصل کرتے ہوئے خوش آمدید کہا۔عزیزم فاران احمد نے حضور پُرنور کو پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلہا العالی کے استقبال کے لیے نیشنل اور مقامی صدر لجنہ اماء اللہ موجود تھیں۔عزیزہ شافیہ ملاحت نے حضرت بیگم صاحبہ کی خدمت میں گلدستہ پیش کیا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کی بیرونی دیوار میں نصب تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور مسجد کے ہال میں تشریف لے گئے اور مسجد کا معائنہ فرماتے ہوئے اس کے نقشہ کے حوالے سے فرمایا کہ تھوڑی سی تبدیلی کے ذریعہ مسجد کے پچھلے حصہ میں ایک مکمل صف بن سکتی تھی۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں جس کے ساتھ مسجد کا افتتاح عمل میں آیا۔ پھر حضور انور لجنہ ہال میں تشریف لے گئے جہاں بچیوں کے گروپس نے مختلف ترانے اور دعائیہ نظمیں پیش کیں۔خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا۔حضور انور نے ازراہ شفقت بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائیں۔

اس کے بعد حضور انور مسجد کے بیرونی احاطہ میں تشریف لے آئے اور ایک پودا لگایا۔ بعد ازاں حضور انور نے مسجد کا بیرونی احاطہ اور اس میں پہلے سے تعمیر شدہ عمارت دیکھی اور کچھ دیر کے لئے یہاں کے مبلغ سلسلہ اعجاز احمد جنجوعہ صاحب کے گھر تشریف لے گئے موصوف کا گھر اِسی جگہ پہلے سے تعمیر شدہ عمارت کے ایک حصہ میں ہے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد کے احاطہ سے ملحق فلڈا جماعت کے ایک ممبر مکرم مرزا مسعود احمد صاحب کے گھر کا سنگ بنیاد رکھا اور اسی احاطہ میں ازراہ شفقت ایک پودا بھی لگایا۔اس دوران بچے ایک قطار میں کھڑے ہو چکے تھے حضور انور نے ازراہ شفقت بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔اس کے بعد مجلس عاملہ جماعت فلڈا اور مسجد تعمیر کرنے والے شعبہ اور کارکنان نے حضور انور کے ساتھ گروپ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

مسجد کے افتتاح کے حوالے سے تقریب

مسجد کے افتتاح کی خوشی میں ایک تقریب کا انعقاد اُسی روز فلڈا کے مشہور ہوٹل MARITIM کے ایک ہال میں کیا گیا۔اس تقریب میں 330 مہمان شامل ہوئے۔جن میں HEIKO WINGENFELD صاحب، لارڈ میئر فلڈا BIRGIT KÖMPEL صاحبہ، سابق ممبر قومی اسمبلی برائے فلڈا KURT ALBRECHT صاحب چیئرمین راؤنڈ ٹیبل آف ریلیجنز فلڈا SARA KAUTZSCH صاحبہ، نمائندہ پروٹیسٹنٹ لوتھرن چرچ فلڈا JOSEF BENKNER صاحب، سوشل ڈیموکریٹک پارٹی، نوئے ہوف ALJA EPP-NALIWAIKO صاحبہ، گرین پارٹی، فلڈا JÜRGEN PLAPPERT صاحب صدر فری ڈیموکریٹک پارٹی (لبرل)، فلڈا شامل تھے۔

اس کے علاوہ مختلف علاقوں کے میئرز، کونسل کے ممبران، حکومتی دفاتر میں کام کرنے والے افراد، پروفیسرز، ڈاکٹرز، اساتذہ، وکلاء اور زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل تھے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مسجد بیت الحمید سے روانہ ہو کر اس تقریب میں شرکت کے لئے چھ بجے اس ہوٹل میں رونق افروز ہوئے تو ہال کے بیرونی دروازہ پر لارڈ میئر فلڈا نے حضور انور کا استقبال کیا۔ حضور انور کی آمد سے قبل تمام مہمان اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ چکے تھے۔ پروگرام کے آغاز میں تلاوت قرآن کریم کی سعادت مکرم حافظ ذاکر مسلم بٹ صاحب کو ملی جس کا جرمن ترجمہ مکرم ڈاکٹر رانا مکرم احمد صاحب نے پیش کیا۔

بعد ازاں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب نے اپنا تعارفی ایڈریس پیش کیا اور مہمانوں کو خوش آمدید کہتے ہوئے فلڈا شہر اور جماعت کا تعارف کروایا

نیز مسجد بیت الحمید کے کوائف پیش کئے اور آخر پر سب مہمانوں کا اس تقریب میں شمولیت پر شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد Lutheran Church فلڈا کی چیئر پرسن Sara Kautzsch صاحبہ نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوفہ نے اپنے خطاب میں سب کو خوش آمدید کہا اور سلام پیش کیا۔ انہوں نے اس امر پر خوشی کا اظہار کیا کہ جماعت کی مسجد Lutheran Church کے قریب واقع ہے اور کہا کہ اس لحاظ سے ہمارا فرض بنتا ہے کہ ہم سب اس علاقہ میں رہنے والوں کے مسائل حل کرنے میں مددگار ہوں۔ اس لئے ہمیں مل کر کام کرنا ہوگا اور لوگوں کو خدا کے قریب لانا ہوگا کیونکہ ہم سب خدا پر ایمان لاتے ہیں اور اسی کی عبادت کرتے ہیں۔ اس طرح سے امن قائم ہو سکے گا۔

موصوفہ نے فلڈا کی دوسری عیسائی جماعتوں کی طرف سے بھی سلام اور مبارک باد پیش کرتے ہوئے کہا کہ امید ہے کہ اس مسجد کے قیام سے فلڈا میں اب مزید امن پھیلے گا۔ آخر پر انہوں نے جماعت کو مسجد کے مکمل ہونے پر پھر مبارک باد پیش کی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک تحفہ بھی پیش کیا۔

بعد ازاں Kurt Albrecht صاحب نے اپنا ایڈریس پیش کیا۔ موصوف Roundtable of Religions Fulda کے چیئرمین ہیں۔ انہوں نے سب سے پہلے تمام حاضرین کو خوش آمدید کہا اور شکریہ ادا کیا کہ ان کو بھی اس فنکشن پر ایڈریس کرنے کا موقع دیا جا رہا ہے۔ موصوف نے کہا کہ فلڈا میں 100 سے زائد ممالک کے لوگ اکٹھے رہتے ہیں۔ ان سب کا تعلق مختلف مذاہب سے ہے۔ اس لئے ایک ایسی تنظیم کا ہونا ضروری ہے جو سب کو اکٹھا لے کر چلے۔ موصوف نے کہا کہ ہماری اس تنظیم کا بالکل یہی مقصد ہے کہ مختلف مذاہب کی جماعتیں مل کر بیٹھیں اور پیار اور محبت سے شہر میں رہیں۔

اس کے بعد موصوف نے اپنی اس تنظیم کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ احمدیہ مسلم جماعت بھی شروع سے ہی اس تنظیم میں شامل ہے۔ اتنے مختلف مذاہب اور مختلف فرقوں کے

زیر تعمیر مسجد بیت الحمید فلڈا

لوگ جب اکٹھے ہوتے ہیں تو سب سے ضروری یہ بات ہوتی ہے کہ آپس میں رواداری پیدا ہو اور مشترکہ باتوں پر زور دیا جائے اور یہ بات بھی خاص طور پر مدنظر رکھنی چاہئے کہ انسانی قدروں کو دیکھا جائے۔ تب ہی سب انسان محبت اور امن کے ساتھ اکٹھے ہو کر رہ سکتے ہیں۔ آخر پر انہوں نے کہا کہ آج آپ لوگوں کی جماعت کے لئے ایک نہایت ہی اہم دن ہے اور امید ہے کہ آپ کو اب ایک ایسا گھر مل گیا ہے، جس میں آپ اپنی ضروریات کے مطابق اپنے پروگرام منعقد کر سکیں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اردو میں خطاب فرمایا۔ جس میں تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا:

”مہمانان کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! اللہ تعالیٰ کی آپ سب پر سلامتی اور رحمت ہو۔ سب سے پہلے تو میں آپ سب لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو آج ہمارے اس مسجد کے فنکشن میں شامل ہونے کیلئے تشریف لائے۔ جماعت احمدیہ کے لئے تو یقیناً یہ بہت خوشی کا موقع ہے، خاص طور پر فلڈا کے لوگوں کے لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک جگہ جمع ہونے کے لئے، ایک جگہ نماز ادا کرنے کیلئے، ایک جگہ میسر کی۔ اب وہ آسانی سے اس میں اپنی تعلیم کے مطابق پانچ وقت نمازوں کے لئے، عبادت کے لئے اکٹھے ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس عبادت کی جگہ کو، اس مسجد کی تعمیر کو ممکن بنانے کے لئے یہاں کے لوگوں کا بھی بہت کردار ہے۔ اس لحاظ سے میں آپ سب لوگوں کا، اس شہر کے لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے یہاں مسجد تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ کونسل کا شکریہ، میئر صاحب کا شکریہ جنہوں نے اس تعمیر میں ہماری مدد کی۔ مجھے بہت سارے چہرے نظر آ رہے ہیں، بلکہ اکثریت احمدیوں کی نہیں ہے، اور شاید مسلمان بھی نہیں ہیں۔ شاید احمدی مسلمانوں کے علاوہ ایک دو مسلمان ہوں۔ آپ لوگوں کا یہاں آنا آپ کے کھلے دل کی عکاسی کرتا ہے۔ اس شہر میں جس کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ یہاں عیسائیت بہت پرانی ہے اور اس لحاظ سے، عیسائیت کے حوالہ سے اس کی ایک تاریخی حیثیت ہے۔ یہاں مسجد بنانا یقیناً یہاں کے لوگوں کا جو عیسائی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، ایک ایسا عمل ہے جو ان کی روشن دماغی اور روشن خیالی کا اظہار کرتا ہے۔ اس عمل سے آپ لوگوں کی روشن دماغی کا اظہار ہوتا ہے، یہ پتہ چلتا ہے کہ آپ لوگ سب مذاہب کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہتے ہیں۔ ابھی ایک مقرر نے جو یہاں راؤنڈ ٹیبل کے نمائندے تھے، انہوں نے بتایا کہ یہاں سَو سے زیادہ قومیں آباد ہیں اور مختلف مذاہب آباد ہیں۔ ان سب کا یہاں آباد ہونا، اس شہر میں جس کی عیسائیت کے حوالہ سے بہت اہمیت ہے یہاں کے عیسائی لوگوں کے کھلے دل ہونے کی عکاسی کرتا ہے۔ میں پھر کہنا چاہوں گا کہ اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

اس زمانہ میں جب کہ دنیا ایک ہو چکی ہے۔ رابطوں کے

ذریعہ سے، جو رسل و رسائل کے رابطے ہیں، ٹی وی ہے، انٹرنیٹ ہے اور ٹرانسپورٹ کے ذرائع سے دنیا ایک ہو چکی ہے۔ وہ سفر جو آج سے چند دہائیاں پہلے یا 100 سال پہلے دنوں بلکہ مہینوں میں ہوتا تھا وہ اب چند گھنٹوں میں ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے اب ہم ایک ہو چکے ہیں۔ اب یہ بات ہم سب کو سمجھ لینی چاہئے کہ دنیا کی ترقی ہمیں ایک کر رہی ہے۔ اس ترقی کا تبھی فائدہ ہے جب ہم آپس کے اس ملاپ کو اپنے فائدے کے لئے بھی استعمال کریں۔ بجائے اس کے کہ دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف تحفظات پیدا ہوں اور ایک دوسرے سے خوف پیدا ہو، ایک دوسرے کے لئے نیک جذبات پیدا ہونے چاہئیں اور یہ ہر فریق کا کام ہے، چاہے وہ عیسائی ہے، مسلمان ہے، یہودی ہے، ہندو ہے یا کوئی اور ہے، کہ ہم ایک دوسرے کے لئے نیک جذبات اپنے دلوں میں پیدا کریں تا کہ اس چیز کا فائدہ اٹھایا جائے جس نے اس زمانہ میں لوگوں کو ایک کر دیا ہے اور دنیا ایک گلوبل ویلیج بن چکی ہے۔

ہمارے نیشنل امیر صاحب نے یہ بھی بتایا کہ یہاں ایک میوزیم بھی ہے۔ یقیناً اس میوزیم میں پرانی چیزیں رکھی ہوں گی۔ پرانی چیزوں کو سنبھالنا بہت اچھی چیز ہے۔ پرانی چیزوں کو صرف تبھی preserve کیا جا سکتا ہے جب اس کے نیک نتائج سے فائدہ اٹھایا جائے اور بعض ایسی چیزیں جن سے ماضی میں نقصان ہوا ہو، ان تجربات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان نقصانات سے بچا جا سکے۔ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ اس میوزیم کی تفصیل کیا ہے لیکن عموماً میوزیم میں ہر قسم کی چیزیں رکھی جاتی ہیں۔ اور میوزیم کی یہ چیزیں جہاں ہمیں اپنی تاریخ سے آگاہ کرتی ہیں وہاں ہمیں آئندہ کے لئے نئے راستے بھی دکھاتی ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں رہنے والے ہر شخص کو چاہے وہ مسلمان ہے، عیسائی ہے یا کسی بھی مذہب سے تعلق رکھنے والا ہے یا لامذہب ہے، اس سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ پھر یہاں تعلیم کے مواقع ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ جگہ تعلیمی لحاظ سے بھی بہت اہم ہے۔ یہاں کے لوگوں میں تعلیم کی طرف بھی رجحان ہے۔ تعلیم حاصل کرنے کا تبھی فائدہ ہے، جب وہ دلوں کو کھولے۔ اصل تعلیم وہ ہے جو دلوں میں روشنی پیدا کرنے والی ہو۔ اس سے ذہن میں وسعت بھی پیدا ہو اور وسعت حوصلہ بھی پیدا ہو اور پھر ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنے کا احساس بھی پیدا ہو۔ تبھی اس تعلیم کا فائدہ ہے، نہیں تو اگر وسعت حوصلہ نہیں، ایک دوسرے کے احساسات سمجھنے کی طرف توجہ نہیں ایک دوسرے کے فنکشنز اور خوشی کے مواقع میں شرکت کرنے کا حوصلہ نہیں تو پھر تعلیم بے وقعت ہو جاتی ہے۔ اس لحاظ سے مجھے خوشی ہے کہ میں یہاں بہت سے ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں جو ایسے خالصۃً مذہبی فنکشن میں آئے ہیں، جس کا آپ لوگوں سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ یہ کھلے دل کا اظہار جہاں یہاں رہنے والے عیسائیوں کی طرف سے ہو رہا ہے وہاں یہاں رہنے والے مسلمانوں کی طرف سے بھی ہو اور سب سے بڑھ کر احمدی مسلمانوں کی طرف سے ہو اور دیگر مذاہب والوں کی طرف سے بھی ہو۔

سارہ صاحبہ جو لوتھرن چرچ کی نمائندہ تھیں، نے بڑی اچھی بات کی کہ خدا کی عبادت ایک جیسی چیز ہے، جس کی طرف ہمیں توجہ دینی چاہئے اور خدا کی عبادت کے ساتھ امن کا پیغام بھی ملتا ہے۔ یہی حقیقی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والے در اصل وہی لوگ ہیں جو امن پھیلانے والے ہوں۔ یہی چیز ہے جو انسانی قدروں کو قائم کرتی ہے۔ مدینہ میں بانی اسلام ﷺ کے زمانہ میں نجران سے ایک عیسائی وفد ملاقات کے لئے آیا۔ بات چیت ہو رہی تھی تو اس عرصہ میں ان کی عبادت کا وقت ہو گیا۔ بڑے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے صحن میں پودا لگا رہے ہیں

اراکین مجلس عاملہ فلڈانیز شعبہ سو مساجد کے بعض مرکزی عہدیداران اپنے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ہمراہ

بے چین تھے کہ اب وہ کہاں عبادت کریں گے۔ تو اس وقت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ان کی پریشانی دیکھ کر پوچھا کہ کیا وجہ ہے تو معلوم ہوا کہ عبادت کا وقت ہو رہا ہے اور وہ جگہ تلاش کر رہے ہیں۔ اس وقت وہ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ مسجد بھی ایک خدا کی عبادت کے لئے بنائی گئی ہے۔ تم اس میں اپنی عبادت کر سکتے ہو۔ چنانچہ انہوں نے اس مسجد میں اپنی عبادت کی۔ یہی وہ حقیقی چیز ہے، جس سے حقیقی امن بھی قائم ہوتا ہے۔ اور آپس میں انٹر فیتھ تعلقات بہتر ہوتے ہیں۔

اسلام اسی بات کی تعلیم دیتا ہے۔ آج اسلام اور مسلمان کا نام اسی وجہ سے بدنام ہو گیا ہے کہ یہ امن کو برباد کرنے والے ہیں۔ جب کہ "اسلام" نام کا مطلب ہی امن ہے۔ اگر ایک مسلمان دوسرے کو امن مہیا نہیں کرتا تو وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ اس لئے بانیٔ اسلام نے فرمایا ہے کہ حقیقی مسلمان وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ محفوظ رہیں۔ پس حقیقی اسلام تو یہی ہے جو امن دیتا ہے، امن پسند شہری وہ ہے جو کسی کا امن تباہ نہیں کر رہا، اس کے ساتھ تم بھی امن سے رہو۔ اور اگر کہیں اصلاح کی ضرورت پڑے تو قانون ہاتھ میں نہیں لینا جیسا کہ آج کل کے بعض انتہا پسند گروپ حرکتیں کر رہے ہیں۔ جو بالکل اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ بلکہ قانون کے ادارے موجود ہیں، ان کی مدد لو۔ اسلام کی حقیقی تعلیم یہی ہے کہ کسی کا امن برباد نہیں کرنا۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایک انسان کا قتل تمام انسانیت کا قتل ہے اور ایک انسان کی جان بچانا تمام انسانیت کی جان بچانا ہے۔ یہی وہ تعلیم ہے جو مذاہب کی تعلیم ہے اور یہی وہ تعلیم ہے، جس کو اسلامی تعلیم نے اور قرآن کریم نے اپنے اندر سمویا ہے۔ پس حقیقی اسلامی تعلیم تو یہ ہے کہ جس کو اگر سمجھا جائے تو امن پیار اور آشتی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ یہی وہ مشن ہے جس کو لے کر جماعت احمدیہ مسلمہ ساری دنیا میں اسلام کی حقیقی تصویر دکھا رہی ہے۔

دوسرے مقرر راؤنڈ ٹیبل آف فلڈ اکے نمائندے تھے، جنہوں نے بتایا تھا کہ یہاں سو سے زیادہ قومیت کے لوگ ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ مختلف مذاہب کے لوگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں۔ یہ بہت اچھی بات ہے کہ مذاہب کے لوگ ایک جگہ جمع ہوئے اور پھر باقاعدہ اس کے لئے ہر سال انہوں نے ایک تقریب منعقد کرنی شروع کر دی۔ ان سے یہ بات سن کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ اس تقریب میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی بھی ہے۔ انہوں نے بڑی اچھی بات کی کہ اصل چیز انسانی قدریں ہیں۔ یہی اصل چیز ہے، انسانی قدریں ہی ہیں جو حقیقت میں ہمیں دوسرے جانوروں سے ممتاز کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے، اگر ہم نے کبھی دوسرے جانوروں کی طرح ایک دوسرے کو نوچنا، گھسیٹنا ہے تو ہمارے اور دوسرے جانوروں میں کیا فرق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو دماغ دیا ہے، اگر اسے موقع پر استعمال نہیں کرنا تو پھر اس اشرف المخلوقات کا حصہ ہونا بے فائدہ ہے۔ اصل تو قدریں تبھی قائم ہوتی ہیں، جب ہم اپنے آپ کو دوسرے جانوروں سے بہتر کر کے بتائیں۔ یہی افضلیت ہے جو اللہ تعالیٰ نے صرف اور صرف انسان میں پیدا کی ہے کہ دماغ دیا ہے، جس کا وہ استعمال کر سکتا ہے۔ اور اسی دماغ کو استعمال کر کے وہ انسانی قدروں کو قائم کر سکتا ہے۔

ہمارے بانیٔ جماعت احمدیہ جن کو ہم مسیح موعود و مہدی معہود مانتے ہیں۔ ان کے زمانہ میں بھی انٹر فیتھ کانفرنس ہوئی تھی۔ اس کانفرنس میں یہ شرط رکھی گئی تھی کہ ہر مذہب اپنے مذہب کے بارے میں لیکچر دے اور یہ شرط تھی کہ کسی مذہب کی برائی بیان نہیں کرنی، کسی مذہب کا استہزاء نہیں کرنا کسی مذہب کے خلاف کوئی بات نہیں کرنی۔ بلکہ صرف اپنے مذہب کی خوبیاں ہر ایک کے سامنے رکھنی ہیں۔ جیسا کہ میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دی ہے، اشرف المخلوقات بنایا ہے، اب ہر انسان کا کام ہے کہ وہ خوبیاں دیکھے اور خود جج کرے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ دین کے معاملہ میں کوئی جبر نہیں۔ کوئی کسی کے مذہب کو زبردستی بدل نہیں سکتا۔ جب انسانی عقل ہے، اس کو سوچنے اور سمجھنے اور پرکھنے کا اللہ تعالیٰ نے ادراک دیا ہوا ہے تو پھر کوئی ایسی فکر کی بات بھی نہیں ہے۔ ہر مذہب کی بات سن لینا اور ہر مذہب کی تعلیم کو سمجھنا اور پرکھنا، یہ روشن خیالی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو انسانی قدروں کا بھی اظہار کرتی ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس سے امن و سلامتی اور پیار و محبت کا پیام ابھر کر سامنے آتا ہے اور مزید پھیلتا ہے۔ پس ہمیں ہمیشہ انسانی قدریں قائم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ تبھی ہو سکتا ہے جب

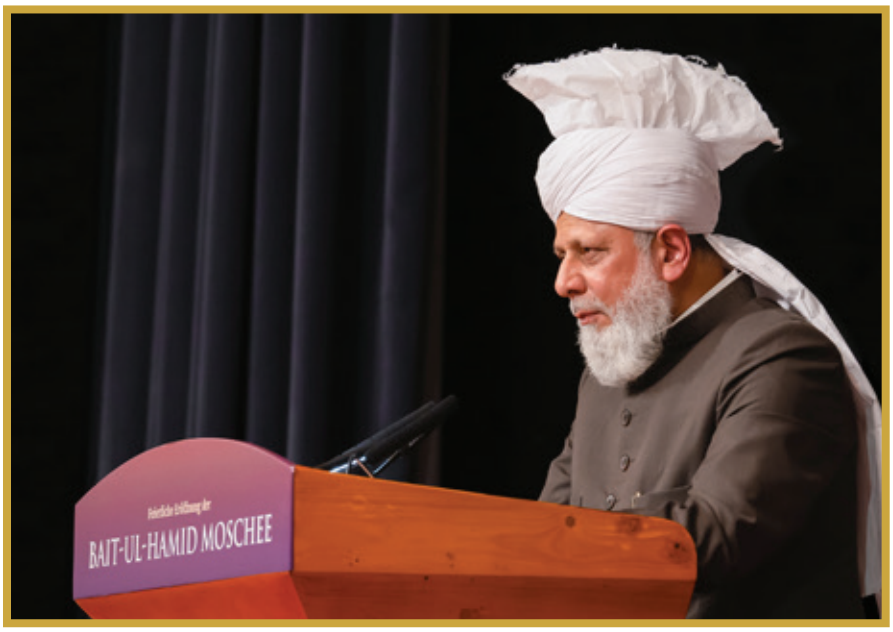

ہم ایک دوسرے کے جذبات، احساسات کا بھی خیال رکھیں۔ ایک دوسرے کی خدمت بھی کریں۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ تاکید کی ہے کہ بعض لوگ ایسے ہیں کہ جن کی نمازیں ان کے لئے ہلاکت کا باعث بن جائیں گی، ان کی تباہی کا باعث بن جائیں گی۔ آگے اس کی وضاحت فرمائی کہ کیوں ہلاکت کا باعث بنیں گی؟ کیونکہ ایسے نمازی یتیموں اور مسکینوں کا خیال نہیں رکھتے، معاشرے کا امن برباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب ایسی حرکتیں کرو گے، انسانی قدروں کو قائم کرنے کی کوشش نہیں کرو گے تو پھر اللہ کے حضور عبادت بے فائدہ ہے اور اللہ تعالیٰ ایسی عبادتیں قبول نہیں کرتا۔ تو یہ اسلام کی بنیادی تعلیم ہے کہ عبادت کرو، نمازیں پڑھو، پانچ وقت آؤ لیکن اس کے ساتھ انسانیت کی خدمت بھی کرو، انسانی قدریں بھی قائم کرو۔ پس یہ ہے وہ چیز جسے جماعت احمدیہ دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کر رہی ہے اور مجھے امید ہے کہ اس مسجد کے بننے کے بعد یہاں احمدی پہلے سے بھی بڑھ کر خدمت کے کاموں میں حصہ لیں گے۔ اب اس مسجد بننے کے بعد ہم انسانیت کی مزید خدمت کرنے والے ہوں گے اور انسانی قدروں کو قائم کرنے والے ہوں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے ہوں گے۔ برداشت کا مادہ بھی ہم میں پہلے سے زیادہ ہوگا اور ایک دوسرے کے مذہب کی عزت واحترام بھی کرنے والے ہوں گے۔

پس اللہ کرے کہ یہ مسجد اب یہاں حقیقی طور پر حقیقی اسلام کا پیغام پہنچانے والی ہو اور آپ لوگ دیکھیں کہ احمدی پہلے سے بڑھ کر اس ملک کے، اس شہر کے لوگوں کی خدمت کرنے والے ہیں اور انسانی قدروں کو قائم کرنے والے ہیں اور امن وسلامتی کیلئے ہر ممکن کوشش کرنے والے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں یہ توفیق عطا فرمائے۔ شکریہ۔"

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب 6 بجکر 45 منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔ اس کے بعد مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی معیت میں کھانا تناول کیا۔ کھانے کے بعد بعض مہمانوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت پائی اور شرف مصافحہ حاصل کیا اور تصاویر بھی بنوائیں۔

آج کی اس تقریب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس خطاب نے مہمانان پر گہرے اثرات چھوڑے۔ بہت سے مہمانوں نے اپنے تأثرات کا اظہار بھی کیا۔

مہمانوں کے تأثرات

مس کیراہ ہانیمن صاحبہ Miss Kirah Hanemann جن کا تعلق محکمہ پولیس سے ہے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں: "جب آپ کے خلیفہ ہال میں داخل ہوئے تو مجھ پر ایک ناقابل بیان روحانی کیفیت طاری ہوئی جو میں سمجھتی ہوں کہ قرآنی تعلیم کے حسن کا اظہار تھا جو امام جماعت احمدیہ کو دیکھنے سے ہوا۔ کسی کی شخصیت کا ایسا اثر میرے لئے زندگی میں پہلا تجربہ تھا۔ اس لئے اب میری خواہش ہے کہ میں جماعت احمدیہ سے مضبوط تعلق استوار کروں اور اگلے رمضان کا سارا مہینہ آپ لوگوں کے ساتھ گزاروں جس سے اس روحانی تجربے کو مزید تقویت ملے۔"

ایک مہمان ہارالڈ بوئنزل صاحب Harald Boensel نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

"امام جماعت احمدیہ نے اپنی تقریر میں جو قدر مشترک پر اکٹھے ہونے کو باہمی یگانگت اور گلوبل پیس کی بنیاد بنا کر امن عالم کی تحریک کی ہے مجھے یہ طرز عمل دنیا کے موجودہ حالات میں انتہائی قابل عمل لگتا ہے اور اسی کی اس وقت دنیا کو ضرورت ہے اور میں جان چکا ہوں کہ اس سے قبل جو تعارف ہمیں اسلامی تعلیمات کے بارے میں تھا وہ اسلام کی درست تصویر پیش نہیں کرتا۔ اس لئے آج کی شام میرے لئے ایک مثبت اور پر امن پیام لائی ہے۔"

ایک مہمان، ہیلموٹ کیراہ صاحب Helmut Kirah جو ایک مقامی سکول کی طرف سے تقریب میں شامل ہوئے تھے کہتے ہیں:

"امام جماعت احمدیہ کی تقریر سب سکولوں میں طلباء کو سنوا کر پوچھنا چاہئے کہ آپ اس سے کیا سمجھے اور آپ کے خیال میں یہ خوبصورت تعلیم کس مذہب کی ہو سکتی ہے؟ کم از کم مجھے تو آپ اس کی آڈیو ویڈیو ریکارڈنگ ضرور مہیا کریں تا کہ میں اپنے سکول کے طلباء کے ساتھ اس شام کی کیفیات شیئر کر سکوں۔"

ایک مہمان خاتون ایرگ صاحبہ Miss Ihrig نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ:

"علاوہ اس تقدس اور احترام کے اثر کے جو امام جماعت احمدیہ کی شخصیت کے لئے میرے دل میں موجود رہا میں ان کی تقریر کے اس جملے کے اثر میں ہوں کہ جو آپ نے فرمایا کہ "اس زمانے میں بین الاقوامی امن کے قیام کے لئے پہلا قدم یہ ہے کہ ہمیں اپنے دلوں کو کھولنا پڑے گا اور دوسروں کے خیالات اور اعتقادات کے لئے اپنے دل میں وسعت پیدا کرنی پڑے گی۔"

مسجد بیت الحمید فلڈا کے افتتاح کے موقع پر استقبالیہ تقریب میں سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطاب فرما رہے ہیں

ایک سٹوڈنٹ لوکاس گوئیر Lucas Goerke کہتے ہیں:

''بین المذاہب ہم آہنگی اور گلوبل پیس پر آپ کے خلیفہ کی تمام باتوں سے اتفاق کرنے کے نتیجے میں معاشرہ دیرپا امن کا گہوارہ بن سکتا ہے اور مجھے امام جماعت احمدیہ کی طبیعت میں انکسار اور سادگی بہت پسند آئی۔''

من پریت سنگھ صاحبہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں:

''امام جماعت احمدیہ کے ہال میں آنے پر جس طرح کی خاموشی اور احترام کی فضاء پیدا ہوئی وہ تو بادشاہوں جیسی تھی مگر جو تاثیر ان کے الفاظ میں تھی اور جس طرح ان کی باتوں نے سیدھا دل پر جا کر اثر کیا ہے یہ بات دنیاوی طور پر عظیم شخصیات کے حصے میں نہیں آتی۔ آپ کا وجود ایک روحانی اثر ڈالنے والا وجود تھا اور امن پر بات کرنے کے علاوہ امن اور سکون آپ کی ذات اور چہرے سے بھی عیاں تھا۔ خاص طور پر آپ نے بدامنی کے حالات کے تناظر میں جانوروں کی مثال دے کر انسانیت پرستوں کے ضمیر کو جھنجوڑا ہے اور یہ مثال ترقی یافتہ معاشروں کے لئے برمحل اشارہ تھا۔ مجھے امام جماعت احمدیہ کا خطاب اپنی جامعیت کے لحاظ سے بہت پسند آیا۔''

ایک ساتھ والے شہر کے میئر ویرنر ڈیٹرش صاحب Werner Dietrich نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

''مجھے امام جماعت احمدیہ کی تقریر کے الفاظ کے انتخاب نے بہت حیران کیا۔ آپ نے ٹھہراؤ اور پرسکون لب و لہجے میں سارا پیغام بھی دیا، دوطرفہ تحفظات اور تعلقات کا موازنہ بھی پیش کیا اور معاشرے کے طبقات میں موجود باہمی کشمکش کے اسباب بھی کھول کر بتائے اور کھلے لفظوں میں ان عوامل کی نشاندہی بھی کر دی جو معاشرے کا امن برباد کرتے ہیں مگر اس کے باوجود کسی طبقے یا فرقے یا گروہ کی عزت نفس پر کوئی سخت بات نہیں کی بلکہ اجتماعی انسانی ضمیر اور بین الاقوامی انسانی قدروں کے حوالے سے Food for Thought کے رنگ میں بات کرتے گئے اور اختتام اپنوں اور غیروں کے لئے دعائے خیر کے کلمات سے کیا۔''

مس نبیلے صاحبہ Miss Sybille کہتی ہیں:

''امام جماعت احمدیہ نے بنی نوع انسان کو نصیحت کرنے کے لئے بھی اور تنبیہ کرنے کے لئے بھی الفاظ کا انتخاب بہت احتیاط سے کیا اور لہجے کو بھی ملائم رکھا۔ ان کی شخصیت کی طرح ان کے الفاظ اور لب و لہجہ بھی پرسکون اور ملاطفت رکھتا تھا۔ ان کی تقریر سے قبل مجھے ان کی ذات سے جس تقدس اور نور کا احساس ہو رہا تھا، ان کی گفتگو نے اس تاثر کی تائید اور تصدیق کی ہے'' موصوفہ مزید کہتی ہیں: ''آپ لوگوں نے بہت اعلیٰ اور عمدہ طریق پر اس دعوت کا انتظام کیا جس کی انتہاء امام جماعت احمدیہ کا بنفس نفیس شرکت کرنا تھا۔ میں مسلسل یہ سوچتی رہی کہ کیا صرف ساڑھے چار سو لوگوں سے ملنے کے لئے اور وہ بھی معاشرے کے تمام طبقات سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے ملاقات کے لئے پوپ کو بلایا جاتا تو وہ اتنا لمبا سفر کر کے ملنے آتے؟ میرے دل و دماغ پر اس نوعیت کے موازنے نے امام جماعت احمدیہ کا تاثر مزید گہرا کر دیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ اگر مذہبی لیڈر شپ ہو تو ایسی ہونی چاہئے جو عام آدمی کے مسائل تک ذاتی طور پر رسائی رکھ سکے۔''

اوش کینیس صاحبہ Miss Oschkinis اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں:

''امام جماعت احمدیہ گفتگو کرتے ہیں تو بات کو گھما پھرا کر نہیں کرتے بلکہ صاف، سیدھی اور سچی بات کرتے ہیں اور اس میں اثر پیدا کرنے کے لئے لہجے کو سخت نہیں ہونے دیتے۔ ان کی پُرسکون باتیں قابل یقین لگتی ہیں کیونکہ ان میں انسانیت کے لئے سچی اور بے لوث ہمدردی پائی جاتی ہے اور آپ کے کام کرنے والے کارکنان بھی پیسے لئے بغیر بے لوث انداز میں اتنے بڑے پروگرام کرتے ہیں۔ مجھے لگتا ہے کہ معاشرے میں دیرپا امن اور انسانی قدروں کے قیام کے لئے ایسی انتھک جماعت اور ایسے قابل اعتماد اور بے لوث ہمدردی کرنے والے لیڈر کی ضرورت ہے۔''

ڈاکٹر کوہلر صاحبہ Dr.Koehler نے اپنے تأثرات بیان کرتے ہوئے کہا:

''مجھے اس بات نے بہت متاثر کیا ہے کہ آپ کے امام کتنے کھلے دل کے انسان ہیں اور یہی خوبی ہے جس کی وہ تلقین کر رہے تھے کہ انسانی قدروں کے قیام کے لئے اپنے دلوں کو کھولنا پڑے گا اور تحفظات دور کرنے ہونگے اور آپ کی جماعت کے افراد بہت ہی نیک اور اعلیٰ اخلاق کے مالک ہیں۔ میں بھی اپنے ہسپتال میں کوشش کرتی ہوں کہ بین المذاہب ہم آہنگی بڑھے اور لوگوں کو روحانیت سے سکون حاصل ہو۔ یہی سکون و امان مجھے آج کی تقریب میں دیکھنے کو ملا ہے۔ میں بہت خوش ہوں کہ مجھے یہاں شامل ہونے کا موقع ملا۔''

مکرم صداقت احمد صاحب (مبلغ انچارج جرمنی)، محترمہ Sara Kautzsch صاحبہ، حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ، مکرم عبداللہ واگس ہاؤزصاحب (نیشنل امیر جرمنی)، جناب Kurt Albrecht صاحب

ہارالڈ بیونزل صاحب Harald Boensel کہتے ہیں:

''حضور نے اپنی تقریر بہت ہی خوبصورت رنگ میں پیش کی اور میں نے اس تقریر سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ ہم سب میں جو باتیں مشترک ہیں ان کو سامنے لایا گیا ہے اور دیرپا امن کے قیام کے لئے انسانیت کی قدر مشترک کے ذریعے ایک دوسرے کے قریب آنے کا راستہ کھولا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے بارے میں ہمارا جو عام طور پر تصور ہے وہ ٹھیک نہیں ہے اور ہمیں اسلام کو امام جماعت احمدیہ کے بیان کردہ نکات کی روشنی میں دیکھنے کی ضرورت ہے۔''

زونیا شمٹ صاحبہ Son ja Schmidt کہتی ہیں:

''میں حضور کی تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ آپ نے وہ باتیں فرمائیں جو میری روح میں موجود تھیں۔ آپ نے ان روحانی حقائق کو اجاگر بھی کیا اور ان کا آج کے جدید زمانے میں قابل عمل ہونا بھی ثابت کر کے دکھایا ہے۔ میں اگرچہ ایک عیسائی ہوں مگر میں خود کو مسلمانوں کی طرح ہی اس تقریر کا مخاطب سمجھتی ہوں۔''

ایک خاتون مس پائیو صاحبہ Miss Peiv اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں:

''مجھے آپ کے خلیفہ ایک حیران کن وجود لگے ہیں۔ میں نے ارادہ کیا تھا کہ میں کچھ وقت کے لئے یہاں رہوں گی اور جلدی واپس چلی جاؤں گی کیونکہ میرے چار بچے ہیں اور میری بہن آج ان کا خیال رکھ رہی ہے۔ مگر اب میں نے اسے message کر دیا ہے کہ میں کچھ زیادہ دیر یہاں رہوں گی کیونکہ میں حضور کی مکمل تقریر سننا چاہتی ہوں۔ ان کی موجودگی میں اٹھ کے جانا ممکن نہیں ہے۔''

ایک استاد بین ایلم صاحب Ben Elm کہتے ہیں:

''میں حضور کے خطاب سے بہت ہی متاثر ہوا ہوں۔ خاص طور پر اس وجہ سے کہ آپ نے کوئی پہلے سے تیار شدہ تقریر پڑھ کے نہیں سنائی بلکہ دوسرے مہمانوں کی تقاریر کو بھی اپنی تقریر میں شامل کیا۔ جو پیغام اور مذاہب کی جو ذمہ داریاں آپ کے خلیفہ نے اپنی تقریر میں بیان کی ہیں، وہی معاشرے میں حقیقی امن کی ضمانت ہیں۔''

مس کلوسٹرمن Miss Klostermann جو کہ جرمنی کے ایک مشہور ٹی وی اور ریڈیو اسٹیشن کی علاقائی رپورٹر ہیں، اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتی ہیں:

''آپ کے خلیفہ کے الفاظ علم و حکمت سے بھرے ہوئے تھے۔''

ایک سیاسی نمائندہ ایلویرا صاحبہ Elvira Mihm کہتی ہیں:

''مجھے یہ سارا پروگرام بہت ہی پسند آیا ہے۔ آپ کے خلیفہ ایک مسحور کن شخصیت کے مالک ہیں اور ان کو دیکھ کر ایک خاص طرح کی تعظیم کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ آپ کا خطاب بھی آپ کی ذات سے ہم آہنگ تھا۔''

تھومین صاحبہ Thomain کہتی ہیں:

''میں نے خلیفہ کے وجود کو ایک روحانی تاثیر رکھنے والا وجود پایا اور سارے پروگرام میں مجھ پر یہی تاثر غالب رہا۔ مجھے حضور کا وجود ایک بہت ہی آرام دہ احساس دلاتا رہا اور ان کی تقریر بھی میرے لئے معاشرتی تجزیہ اور جدید دور میں انسانی قدروں کی اہمیت اجاگر کرنے والی تھی۔ خاص طور پر یہ بات کہ انہوں نے دوسروں کی تقاریر میں بیان کردہ نکات کو اپنے خطاب میں شامل کر کے ان کی اہمیت واضح کی۔''

دانیلا اوٹر وائن صاحبہ Daniela Otterwein اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہتی ہیں:

''مجھے حضور بہت ہی اچھے لگے اور میں الفاظ میں بیان نہیں کر سکتی کہ آپ کس طرح کے اعلیٰ انسان ہیں۔ ایک ایسی شخصیت جس سے نور ہی نور ظاہر ہو رہا ہے۔ مجھے اس سے قبل اسلام کا کوئی علم نہیں تھا۔ میرے لئے آپ کی ذات ہی اسلام کا پہلا تعارف ہے، جو مجھے بہت پُرکشش لگا۔''

ایک مہمان جو کہ پیشہ کے لحاظ سے استاد ہیں وہ بھی اس تقریب میں شامل ہوئے۔ وہ کہتے ہیں: ''اسلام کو بالکل اس طرح کے لیڈر کی ضرورت ہے تا کہ تمام مذاہب میں لڑائیاں ختم کی جائیں۔ آپ کے خلیفہ صرف لیڈر نہیں ہیں بلکہ ایک بہت پڑھے لکھے شخص معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے انٹرنیٹ سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں اور آپ ایک بہت اچھے مقرر بھی ہیں۔''

ایک اور معزز مہمان جناب اولیور وائسن بیرگر صاحب Oliver Weissenberger کہتے ہیں:

''میں بہت متاثر ہوا ہوں اور ہماری میزبانی بہترین طریق پر کی گئی۔ امام جماعت احمدیہ کی شخصیت بہت متاثر کن تھی۔ مجھے خوشی ہے کہ میں آج یہاں پر موجود تھا۔ امام جماعت احمدیہ نے قابل ستائش امن کا پیغام دیا ہے جس کی اس وقت دنیا کو اشد ضرورت ہے۔ اس سے قبل میرا یہ تاثر تھا کہ اسلام دوسرے مذاہب سے رواداری کا سلوک نہیں کرتا مگر خلیفہ نے اس بات کو مکمل طور پر رد فرمایا ہے اور دلیل کے ساتھ اپنا موقف پیش کیا ہے۔''

یکم نومبر 2019ء کو نماز جمعہ کے بعد احباب جماعت فلڈا کا ایک گروپ فوٹو

تاریخ جماعت احمدیہ

فلڈا Fulda

فلڈا شہر پر مشتمل موجودہ جماعت احمدیہ بھی آغاز سے اب تک مختلف مراحل سے گزرتی رہی ہے۔ تاریخ کمیٹی جرمنی کے ممبران نے دستیاب ریکارڈ اور اس جماعت کے ابتدائی افراد سے انٹرویو کر کے کچھ مواد جمع اور مرتب کرنے کی کوشش کی ہے جسے اس درخواست کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے کہ اگر کسی دوست کے پاس اس کے علاوہ بھی کوئی معلومات ہوں تو براہ کرم تاریخ کمیٹی کو ارسال کر کے ممنون فرمائیں۔ یہ مضمون مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب، ممبر کمیٹی نے تیار کیا ہے، فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (صدر تاریخ کمیٹی جرمنی)

فلڈا کے علاقے میں سب سے پہلے مکرم محمد نواز صاحب اپنے اہل خانہ کے ساتھ 1984ء کے وسط میں ایک نواحی گاؤں میں آ کر آباد ہوئے۔ ان کے بعد مندرجہ ذیل احباب جماعت اس علاقہ میں رہائش پذیر ہوئے:

مکرم برکت علی صاحب، مکرم محمد احمد صاحب، مکرم مجید ڈوگر صاحب، مکرم محمد ادریس صاحب (حال یوکے)، مکرم سعید احمد صاحب اور مکرم ادریس احمد صاحب حال فرانکفرٹ

یکم اگست 1984ء کو اس وقت کے مبلغ انچارج مکرم مولانا منصور احمد عمر صاحب نے دورہ کر کے یہاں جماعت قائم کی جس کا نام Neuhof/Fulda رکھا گیا اور مکرم محمد نواز صاحب پہلے صدر جماعت مقرر ہوئے۔ اُس وقت اس جماعت کی تجنید میں دس افراد شامل تھے جن میں مذکورہ سات احباب کے علاوہ ایک خاتون اور دو بچے بھی شامل تھے۔ زیادہ تر احباب Fulda Kreis کے ایک چھوٹے سے گاؤں Hattenhof میں موجود Gehringshof نامی عمارت میں سرکاری طور پر رہائش پذیر تھے۔

1986ء تک یہاں اور بھی بہت سے احباب آ چکے تھے چنانچہ مکرم مولانا منصور احمد عمر صاحب نے دوبارہ دورہ کر کے یہاں جماعتی عہدیداران کا انتخاب کرایا جس کے نتیجہ میں مکرم ادریس احمد صاحب حال فرانکفرٹ صدر منتخب ہوئے۔ 1989ء میں مزید احمدیوں کے آنے کے بعد نوئے ہوف سے الگ کر کے فلڈا کے نام سے جماعت قائم کر دی گئی اور مکرم ادریس احمد صاحب کو صدر جماعت فلڈا مقرر کیا گیا۔

1993ء میں جماعت فلڈا کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا گیا، ان جماعتوں کے نام مع صدران درج ذیل ہیں:

فلڈا ویسٹ: مکرم مولوی خلیل احمد صاحب مرحوم (ان کے بعد کچھ عرصہ مکرم نذر حسین صاحب بھی صدر رہے جو بعد میں کینیڈا منتقل ہو گئے)

فلڈا اوسٹ: مکرم ڈاکٹر صدیق احمد قیصر صاحب

فلڈا سٹی: مکرم بشارت احمد صاحب

1997ء میں حلقہ جات کی نئے سرے سے تشکیل کے بعد فلڈا ویسٹ کے صدر مکرم رشید احمد ڈوگر صاحب، فلڈا اوسٹ کے صدر مکرم مختار احمد ایاز صاحب اور مکرم بشارت احمد صاحب فلڈا سٹی کے صدر مقرر ہوئے۔ مکرم مختار احمد ایاز صاحب کے بعد کچھ عرصہ کے لئے مکرم رانا ناصر احمد صاحب اور مکرم نعیم احمد شاہد صاحب بھی صدر جماعت فلڈا اوسٹ کی ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ جولائی 1998ء میں مکرم مجید احمد ڈوگر صاحب صدر جماعت فلڈا ویسٹ مقرر ہوئے۔

جولائی 1999ء میں فلڈا کو لوکل امارت کا درجہ دے دیا گیا۔ مکرم محمد ادریس صاحب (حال برطانیہ) پہلے لوکل امیر مقرر ہوئے۔ اس وقت لوکل امارت میں چار حلقے تھے۔ نوئے ہوف، شلوشٹرن، بادہَیرس فیلڈ اور فلڈا۔ 2000ء میں مکرم محمد ادریس صاحب حال نوئے ہوف لوکل امیر منتخب ہوئے۔ موصوف کو اس حیثیت سے 2010ء تک

مکرم محمد ادریس صاحب جنہیں بحیثیت لوکل امیر فلڈا 10سال خدمت کی توفیق ملی

خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے بعد لوکل امارت ختم کر کے فلڈا کو پھر ایک الگ جماعت کا درجہ دے دیا گیا تو مکرم مجید احمد ڈوگر صاحب صدر جماعت مقرر ہوئے اور وہ نومبر 2016ء تک یہ ذمہ داری ادا کرتے رہے۔ ان کے بعد مکرم نجم الثاقب صاحب صدر جماعت مقرر ہوئے اور تاحال موصوف ہی یہ ذمہ داری بجالا رہے ہیں۔ اِس وقت جماعت فلڈا کی تجنید میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے 425 افراد شامل ہیں۔

1984ء میں جماعت نوئے ہوف/فلڈا کے قیام کے وقت مجلس خدام الاحمدیہ اور لجنہ اماء اللہ کی تنظیمیں بھی تشکیل دی گئیں۔ مکرم برکت علی صاحب پہلے قائد مجلس خدام الاحمدیہ مقرر ہوئے اور مکرمہ بشریٰ مسرت ڈوگر صاحبہ پہلی صدر لجنہ اماء اللہ مقرر ہوئیں۔

فلڈا میں تبلیغ و تربیت کی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے جن مربیان کرام کو خدمت کا موقع ملا ان کے نام بالترتیب یوں ہیں: مکرم مولانا ملک منصور احمد عمر صاحب، مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مرحوم، مکرم مولانا مسعود احمد جہلمی صاحب مرحوم، مکرم عبدالباسط طارق صاحب، مکرم محمد احمد راشد صاحب، مکرم منیر احمد منور صاحب، مکرم مشہود احمد ظفر صاحب، مکرم ساجد احمد نسیم صاحب، مکرم ظفر اللہ سلام صاحب اور معلّمین سلسلہ مکرم منور حسین طور صاحب، مکرم مقصود احمد علوی صاحب۔ آج کل یہاں مکرم اعجاز احمد صاحب مربی سلسلہ کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

26/جون 2013ء کو جلسہ سالانہ جرمنی سے قبل سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے پہلی مرتبہ فلڈا کی سرزمین کو قدم بوسی کا شرف بخشا اور مسجد ”بیت الحمید“ کا سنگِ بنیاد رکھا اور 20/اکتوبر 2019ء کو حضور انور ایدہ اللہ نے ہی اس کا افتتاح فرمایا۔ مسجد کی تعمیر سے قبل مقامی احمدی مختلف جگہوں پر نماز ادا کرتے رہے۔ سب سے پہلے ایک گاؤں Hattenhof میں Gehringshof نامی بلڈنگ بطور نماز سنٹر استعمال کی جاتی رہی۔ پھر 1990ء میں Rangstr. فلڈا پر سنٹر حاصل کیا گیا۔ اس کے بعد Schlachthausgasse پر جگہ کرائے پر لی گئی۔ لیکن Rangstr. والی جگہ بھی جماعت کے زیر استعمال رہی۔ پھر فلڈا میں ہی Justus-Liebig Str پر ایک عمارت بطور سنٹر حاصل ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد ایک دوسری سڑک Von Schildeck پر نماز سنٹر کرایہ پر لیا گیا۔ 2013ء سے مسجد کے لئے خریدے گئے پلاٹ پر کنٹینر رکھ کر نمازیں ادا کی جاتی رہیں۔

فلڈا جماعت میں گاہے گاہے بزرگان سلسلہ بھی تشریف لاتے رہے ہیں۔ چنانچہ 1993ء میں مکرم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم اور ان سے ایک سال قبل مکرم حلمی شافعی صاحب مرحوم اور رشین ڈیسک کے مکرم رافیل بخاری صاحب بھی تربیتی و تبلیغی دوروں پر تشریف لائے۔

1987ء میں فلڈا شہر کی لائبریری میں مقامی انتظامیہ کی طرف سے منعقد ہونے والے ایک پروگرام میں شرکت کے لئے جماعت کو دعوت ملی۔ جس کے لئے مکرم شریف خالد صاحب، مکرم مبشر باجوہ صاحب اور مکرم ڈاکٹر عبدالغفور قریشی صاحب مرکز سے بطور جماعتی نمائندگان تشریف لائے۔ اس موقع پر 100 کے قریب جرمن مہمان موجود تھے۔ ان میں کئی مشہور سیاسی اور سماجی شخصیات بھی شامل تھیں جنہیں اسلام احمدیت کا تعارف کرانے کا موقع میسر آیا۔ 1987ء میں ہی عرب، افریقی اور ایرانی مہمانوں کے ساتھ ایک تبلیغی نشست منعقد ہوئی جس میں 70 مہمان تشریف لائے۔ اس میں مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مرحوم نے سوالات کے جوابات دیئے۔ اس تقریب کے انعقاد میں ایک پرجوش داعی الی اللہ مکرم سفیر الدین صاحب کی غیر معمولی کوشش اور خدمت شامل تھی۔ اسی نشست کے تسلسل میں مزید تبلیغی نشستیں بھی منعقد ہوئیں اور 1988ء میں سات بیعتیں بھی ہوئیں جن میں دو مصری احباب مکرم ابوطالب صاحب اور مکرم قادر حامد صاحب کا نام قابل ذکر ہے۔ مکرم ابوطالب صاحب تاحال جماعت فلڈا کے مخلص ممبر ہیں۔ دیگر پانچ بیعتیں افریقی ممالک سے تعلق رکھنے والے احباب کی تھیں۔ علاوہ ازیں متعدد جرمن میٹنگز بھی منعقد کی گئیں جن میں مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب مرحوم نے شرکت کر کے سوالات کے جوابات دیئے۔ ان نشستوں کا انعقاد جرمن نو احمدی مکرم فولکر احمد قیصر صاحب کی کوششوں کا مرہون منت ہے۔

نومبر 1989ء میں دیوار برلن گرنے کے بعد جرمنی کے مشرقی حصہ میں تبلیغ اسلام کی منصوبہ بندی کی غرض سے ہونے والی سب سے پہلی میٹنگ جنوری 1990ء میں فلڈا کے ایک ہال Rathaus Künzell میں منعقد ہوئی۔ جس میں مکرم نیشنل امیر صاحب جرمنی اور مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مرحوم کے علاوہ بعض دیگر مرکزی عہدیداران بھی شامل ہوئے اور تبلیغ کا جامع پروگرام تشکیل دیا گیا۔ اس تاریخی میٹنگ میں جرمنی بھر سے بہت سے داعیان الی اللہ بھی شامل ہوئے۔ اس میٹنگ کے بعد محترم امیر صاحب اور محترم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب مرحوم چند داعیان الی اللہ کے ساتھ سابق مشرقی جرمنی کے علاقے میں گئے اور وہاں اذانیں دیں۔ یہ قافلہ Geisa نامی گاؤں تک گیا۔

علاوہ ازیں مکرم نعیم احمد صاحب سابق سیکرٹری تبلیغ فلڈا نے بھی بہت سی کامیاب تبلیغی میٹنگز کا انتظام کیا۔ ایک میٹنگ میں شمولیت کے لئے کاسل سے مکرم سمیر بخوطہ صاحب مرحوم اور ان کی اہلیہ بھی تشریف لائے۔ اس میٹنگ میں نو احباب نے شرکت کی اور اللہ کے فضل سے پانچ الجیرین احباب بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے۔

فلڈا جماعت کے زیر انتظام تین مرتبہ اسلام کے بارہ میں معلوماتی نمائش بھی لگائی گئی۔ پہلی مرتبہ 2014ء میں یہ نمائش Stadtschloss میں لگائی گئی اور Bürgermeister (میئر صاحب) نے اس کا افتتاح کیا۔ اگلے سال 2015ء میں دوسری مرتبہ یہ نمائش Richard-Müller-Gymnasium میں

لگائی گئی۔ اس سکول کی پرنسپل صاحبہ Claudia Hummler-Hille نے اس کا افتتاح کیا۔ 17 تا 20 جولائی 2019ء تیسری نمائش فلڈا شہر کے وسط میں Universitätsplatz پر لگائی گئی۔ یہ نمائش چھ دن تک رہی اور مرکز سے روزانہ مربیان کی ایک ٹیم شرکت کے لئے آتی رہی اور مہمانوں کو اسلامی تعلیمات سے آگاہ کرتی رہی۔ 2/جولائی 2019ء کو فلڈا شہر کے نو مختلف مقامات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کے ساتھ آپؑ کی آمد کا مقصد اور اسلام کے مختصر تعارف پر مشتمل پوسٹرز آویزاں کئے گئے۔ فلڈا میں کثرت سے تبلیغی سٹالز بھی لگائے گئے۔ ایک ایسے ہی تبلیغی سٹال کے نتیجہ میں 1996ء میں ایک جرمن خاتون محترمہ Annette Krumrey صاحبہ نے اسلام قبول کیا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے اس مخلص خاتون کا نام نصیرہ سلطانہ رکھا۔

اسی طرح تبلیغ پراجیکٹ 2023ء کے تحت سابق مشرقی جرمنی کے مختلف علاقوں میں وسیع پیمانے پر فلائرز بھی تقسیم کئے گئے۔

اپریل 1999ء سے مقامی پبلک ٹی وی چینل OFFENER KANAL پر باقاعدگی سے تبلیغی پروگرام تیار کر کے نشر کئے جاتے رہے اور ان پروگراموں میں مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب مرحوم ناظرین کے سوالات کے جوابات دیا کرتے تھے۔ دسمبر 2010ء تک یہ پروگرام باقاعدگی سے چلتا رہا۔ ہدایت اللہ ہیوبش صاحب مرحوم کی وفات کے بعد ان کی فیملی نے ان کی ڈائری دیکھی تو اس میں اگلے چھ ماہ کی ریکارڈنگ کی تاریخیں بھی درج تھیں۔ اس پروگرام میں محترمہ عائشہ صاحبہ اہلیہ مکرم طارق محمود صاحب میزبانی کے فرائض سرانجام دیتی تھیں۔ پروگرام کا نام STUNDE DES ISLAM تھا۔

شجرکاری پروگرام کے تحت دو پودے بھی لگائے گئے۔ پہلا پودا ایک کنڈرگارٹن SANKT.JOSEPH میں لگایا گیا جبکہ دوسرا پودا مقامی قبرستان میں لگایا گیا۔ ہر سال کے آغاز پر وقارِ عمل بھی کیا جاتا ہے۔ جس کی وسیع پیمانے پر اخبارات میں تشہیر ہوتی ہے۔

جماعت فلڈا کے ایک پرانے رُکن مکرم نعیم احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہاں Frei-Kirche کے ایک پادری صاحب تھے جو جماعت کی مخالفت کا موقع تلاش کرتے رہتے تھے۔ جہاں بھی ہم جاتے وہاں پہنچ جاتے تھے۔ ایک روز ہم نے انہیں کہا کہ آپ ہر جگہ پہنچ کر ہمارے خلاف جو دلیلیں دیتے ہیں آئیں اور ہمارے ہدایت اللہ ہیوبش صاحب مرحوم کے ساتھ سوال و جواب کا پروگرام کر لیں، جس پر وہ راضی ہو گئے۔ اس پروگرام کے بعد ان کی سوچ میں کچھ بہتری آئی لیکن کچھ عرصہ کے بعد پھر اسی رَوش پر چل پڑے۔ جس پر ہم نے انہیں دوبارہ دعوت دی کہ ایک اور پروگرام کر لیں وہ پھر راضی ہو گئے اس کے بعد وہ ایک لمبے عرصہ کے لئے غائب ہو گئے۔ وہ ہدایت اللہ ہیوبش صاحب مرحوم کے جوابات سن کر متاثر ہوئے تھے۔

ایک رفاہی ادارے Fulda Tafel e.V. کو مقامی لجنہ نے 2019ء میں 650 یورو کا عطیہ دیا۔ Round table of religions میں جماعت باقاعدگی سے حصہ لیتی ہے اور اس کی ایک فعال رکن ہے۔ اس تنظیم کے صدر مسجد کے افتتاح کے موقع پر تشریف لائے تھے۔ اسی طرح محترمہ خولہ مریم ہیوبش صاحبہ کا ایک تفصیلی انٹرویو 5 نومبر 2016ء کو فلڈا کے ایک رسالہ ”Move36“ میں شائع ہوا جو انٹرنیٹ پر بھی موجود ہے۔

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ فلڈا جرمنی کی ایک فعال جماعت ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو مزید کامیابیاں عطا فرمائے اور خدا تعالیٰ کے بے پایاں افضال وانعامات کا وارث بنائے، آمین

جماعت فلڈا کے پہلے صدر مکرم محمد نواز صاحب

اس کی اُلفت بھی نشاں اور قہر بھی اس کا نشاں

کون کہتا ہے کہ درپَردہ ہے رُخ دلدار کا
ہم نے تو ہر سمت پایا جلوہ حُسنِ یار کا

چاند میں ہے نُور اس کا ہر ستارے میں چمک
دے رہا ہے اس کی خوشبو پھول ہر گلزار کا

کوہساروں کی بلندی اس کی عظمت کا نشاں
کاہ کی پتّی میں بھی ہے رنگ اس دلدار کا

پانیوں کی لہر سے اُٹھتے ہوئے مدّوجزر
اک نشاں ہیں وہ بھی اس خلّاق کے اسرار کا

جب براہیمیؑ دعاؤں کو ملا شرفِ قبول
ایک اُمّیؐ بن گیا آئینہ حُسنِ یار کا

ساحروں کے سحر سے موسیٰؑ کو دی اس نے نجات
اور ہے غرقابیٔ فرعوں نشاں قہّار کا

اس کی اُلفت بھی نشاں اور قہر بھی اس کا نشاں
کس میں طاقت ہے کہ بدلے حُکم اس جبّار کا

اونچی اونچی گردنوں والے مِٹا کر رکھ دئے
عجز والوں کو دیا انعام اس نے پیار کا

آنکھ والوں نے جو دیکھا عِشق میں وہ کھو گئے
پھر لگے کرنے وہ یوں اظہار اپنے پیار کا

”ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رَہ ہے تری دیدار کا“

احمدی بیگم
روزنامہ الفضل ربوہ 21/اپریل 1991ء

ایک خوش قسمت خاندان

ایں سعادت بزور بازو نیست

دارالصدر غربی ربوہ کے ایک رہائشی مکرم مرزا مبارک احمد صاحب کے بیٹے مکرم مرزا داؤد احمد صاحب اور مکرم مرزا مسعود احمد صاحب اپنی والدہ اور بہنوں کے ساتھ 1992ء میں ہجرت کر کے جرمنی آئے تو فلڈا شہر ان کا مسکن ٹھہرا۔ دو سال بعد ان کے والد صاحب بھی یہیں آ بسے۔ جرمنی آنے کے بعد دونوں بھائیوں نے Realschul-Abschluß یعنی دسویں تک تعلیم حاصل کی اور کچھ عرصہ فنی تعلیم حاصل کرنے میں گزارا۔ اس کے بعد انہوں نے جوتوں کا کاروبار شروع کیا۔ شروع میں مختلف مارکیٹوں میں جا کر سٹال لگاتے رہے بعد ازاں اپنی دکان بنالی جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت برکت بخشی، الحمد للہ۔

محترم مرزا مبارک احمد صاحب خود بھی جماعتی خدمت میں مصروف رہے اور کام کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کو بھی جماعت کے ساتھ پوری طرح وابستہ رکھا چنانچہ کسی نہ کسی حیثیت سے خدمت کی توفیق بھی پاتے رہے۔ موصوف کی وفات نومبر 2011ء میں ہوئی اور اس سے قبل کئی سال تک صاحب فراش رہے۔ اس دوران ان کے سبھی بچوں نے ان کی ہر ممکن خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم کے بیٹوں کو مسجد بیت الحمید فلڈا کے لئے بھی غیر معمولی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی۔ اس بارہ میں مکرم مرزا مسعود صاحب نے بتایا کہ سالانہ اجتماع 2004ء کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے سو مساجد سکیم کی تکمیل کی طرف توجہ دلائی، جس پر لبیک کہتے ہوئے صدر صاحب خدام الاحمدیہ جرمنی نے ایک ملین یورو پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس سے متاثر ہو کر خاکسار نے اپنے بھائی کے ساتھ مل کر فوری طور پر ایک ہزار یورو پیش کئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمارے مال میں بھی بہت برکت بخشی اور جذبہ میں

حضور انور گھر کا سنگ بنیاد رکھتے ہوئے، حضور کے دائیں جانب مکرم مرزا داؤد احمد صاحب (کینیڈا)، مکرم مرزا داؤد احمد صاحب اور مکرم مرزا مسعود احمد صاحب

بھی۔ جس کے نتیجہ میں ہمارے دل میں مسجد تعمیر کرانے کی خواہش نے جنم لیا اور ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس مد میں کچھ نہ کچھ پیش کرتے چلے جانے کی توفیق عطا فرماتا رہا۔ اس ضمن میں ہماری امی جان ہماری حوصلہ افزائی اور رہنمائی کرتے ہوئے مدد کرتی رہیں۔

چنانچہ اس پس منظر میں دونوں بھائیوں نے اس خواہش کی تکمیل کے لئے عملی کوششیں شروع کر دیں۔ ایک تو مسجد کے لئے غیر معمولی مالی قربانی کا آغاز کیا اور چند سالوں کے دوران چھ لاکھ یورو سے زائد رقم اس مقدس مقصد کے لئے پیش کرنے کی توفیق و سعادت پائی۔ علاوہ ازیں مسجد کے لئے زمین کی خرید میں بھی انہوں ایک بنیادی کردار ادا کیا اور وہ یہ کہ مسجد کے لئے زیر غور زمین مقامی جماعت کی ضرورت سے زیادہ تھی اور مالک زمین تھوڑا حصہ بیچنے پر تیار نہ تھا۔ اس صورت حال میں مکرم مرزا مسعود صاحب اور مکرم مرزا داؤد احمد صاحب نے پیش کش کی کہ اس زمین میں سے ایک حصہ وہ خرید لیں گے۔ اس پر محترم امیر صاحب نے اس کی منظوری عطا فرمادی۔ چنانچہ اس طرح سے مسجد کے لئے زمین کی خرید ممکن ہوگئی۔

مسجد کے افتتاح کے موقع پر ان دونوں بھائیوں کی درخواست پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت اسی مسجد کے ملحقہ قطعہ زمین پر ان کے مکان کا سنگ بنیاد رکھا اور دعا کروائی۔ اس موقع پر ان کے خاندان کے چھوٹے بڑے بہت سے افراد جمع تھے جو اس سعادت کے ملنے پر بے حد خوش تھے۔ اسی موقع پر حضور انور نے اس مجوزہ گھر کے صحن میں ایک پودا بھی لگایا۔ سنگ بنیاد رکھے جانے کے بعد مرحوم مرزا مبارک احمد صاحب کے ایک دوست نے بتایا کہ مرزا صاحب ہمیشہ بڑی حسرت سے اس بات کا اظہار کیا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو یہاں مسجد تعمیر کرا سکیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مرحوم کے بچوں کو غیر معمولی قربانی پیش کرنے کی توفیق عطا فرما کر ان کی خواہش کو بہت حد تک پورا فرما دیا، الحمد للہ علیٰ ذالک۔

قارئین سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس گھرانہ کو اپنے بے پایاں افضال و برکات سے نوازے اور ان کے والدِ مرحوم کے ساتھ رحمت و مغفرت کا سلوک فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے نیز مرحوم کی اہلیہ بھی دو ماہ سے فالج کے عارضہ کی وجہ سے علیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے، آمین۔

جرمنی کی سیاحت

مکرم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کا ایک مضمون جسے گورنمنٹ کالج لاہور کے مجلہ ''راوی'' نے نومبر 1951ء کے شمارہ کی زینت بنایا اس کا انگریزی سے اردو ترجمہ جناب ڈاکٹر زکریا ورک صاحب نے کیا جو ہفت روزہ ''لاہور'' 19دسمبر 2009ء میں شائع ہوا۔

میں دوسری انٹرنیشنل یوتھ کانگرس میں شامل ہوا تھا جو میونخ میں 12تا20 اگست 1948ء منعقد ہوئی تھی۔ کانفرنس کا انعقاد باویرین یوتھ رنگ نے کیا تھا جو کہ نوجوانوں کی غیر سرکاری آرگنائزیشن ہے مگر اس کو سپانسر امریکن ملٹری حکام نے کیا تھا۔ کانگریس میں ایک ہزار کے قریب جرمن اور غیر ملکی وفود شامل ہوئے تھے۔ مغربی یورپین ممالک کے علاوہ ساؤتھ امریکہ کے ممالک، ہندوستان، مصر، شام اور پاکستان کی نمائندگی یہاں کی گئی تھی۔ روس کا کوئی نمائندہ یہاں نہیں تھا نہ ہی روس کے زیرِ اثر مشرقی جرمنی سے کوئی نمائندہ آیا تھا۔ میرے علاوہ پاکستان کے چار نمائندوں کی توقع تھی مگر صرف ایک ہی یہاں پہنچ سکا۔ چنانچہ دوسرے وفود کی نسبت ہم ناموافق صورت حال میں تھے کیونکہ ہندوستان کے وفد میں 80رکن تھے، جبکہ سوئٹزرلینڈ اور فرانس کے وفد میں 150رُکن تھے۔

جرمنی کی سرحد میں داخل ہونے کے ساتھ ہی تمام اخراجات باویرین یوتھ رنگ نے ادا کئے تھے۔ غیر ملکی مہمان جن کی عمر تیس سال سے اوپر تھی، ان کو میونخ کے شہر میں ٹھہرایا گیا تھا، کچھ ہوٹلوں میں اور کچھ کو نجی اقامت گاہوں میں ٹھہرایا گیا تھا۔ تیس سال سے چھوٹی عمر کے نوجوانوں کے قیام کا انتظام ٹینٹوں میں تھا جو نمفن برگ پارک Nymphenburg Park میں لگائے گئے تھے۔ ٹینٹ ٹاؤن کا نام جو اسے دیا گیا تھا اس کو مختلف قریوں میں تقسیم کیا گیا تھا جس میں ہر قریہ کا اپنا منتظم تھا۔ ہر ٹینٹ میں جرمن اور غیر ملکی وفود کی یکساں تعداد قیام پذیر تھی۔ ہمارے گاؤں میں جرمن، مصری، ہندوستانی اور پاکستانی شامل تھے۔ کیمپ کے اندر 200 کے قریب لڑکیاں بھی تھیں جن کے گاؤں بالکل الگ تھے۔ میں میونخ برطانوی وفد کے ہمراہ سفر کر کے گیا تھا۔ ہم پیرس میں سے ہو کر گزرے اور کارلسروہے Karlsruhe میں (جو فرانس اور جرمنی کا سرحدی شہر ہے) ہمارا استقبال کانگریس کے منتظمین نے کیا تھا۔ یہاں ہم نے جرمن مہمان نوازی کا پہلا مزہ چکھا تھا۔ ٹرینیں بھری ہوئی تھیں، اتنی ہی جتنی کہ یہ پاکستان میں ہجوم سے بھری ہوتی ہیں لیکن غیر ملکی Ausländer کا لفظ بولنے سے ہمیں ہمیشہ بیٹھنے کے لئے سیٹ مل جاتی رہی۔ ایسے لگتا تھا گویا پوری جرمن قوم کو باور کرایا گیا تھا کہ انہوں نے غیر ملکیوں سے کس قسم کا برتاؤ کرنا ہے۔ رائن ویلی Rhein valley میں ہمارا خوبصورت ترین دیہی علاقوں میں سے گزر ہوا جہاں چھوٹے چھوٹے گاؤں، سرسبز وادیاں اور پہاڑ جن کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ ٹرین کے اندر افسردہ چہرے اور بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس لوگوں کا ہجوم نہ ہوتا تو شاید ہم بھول جاتے کہ ہمارا کبھی جرمنی جانا ہوا تھا۔ گاہے بگاہے ہمارا گزر تباہ شدہ شہروں میں سے ہوتا تھا۔ جرمنی کے اندر آٹھ گھنٹے کا سفر کرنے کے بعد ہم میونخ پہنچ گئے جہاں بسیں ہمارا انتظار کر رہی تھیں اور رات گزارنے کے لئے ہمیں ہمارے ٹینٹ ولیج میں بھیج دیا گیا۔

اگلی صبح باویرین یوتھ رنگ کے صدر نے سرکاری طور پر کانگریس کا افتتاح کیا۔ اس نے کہا کہ ''ہم نے کانگریس کا انعقاد اس لئے کیا ہے کہ جرمن لوگ غیر ملکی مہمانوں سے مل سکیں اور غیر ملکی جرمنی کے بارے میں مزید جان سکیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم مادی ہتھیاروں سے لڑنے کی بجائے روحانی ہتھیاروں سے لڑنا سیکھیں''۔ اس کی تقریر کے بعد کئی جرمن مقررین نے خطاب کیا۔ اس کے بعد باویریا کے امریکن ملٹری گورنر نے خطاب کیا۔ اس نے جرمن لوگوں سے مخاطب ہوتے ہوئے خاص طور پر تاکید کی کہ:

''آج آپ کو یہ موقع فراہم کیا گیا ہے کہ آپ لوگ دنیا پر ثابت کر دیں کہ آپ امن چاہتے ہیں اور دوسروں سے وہ سبق حاصل کریں جو نازی حکومت کے دوران آپ کو نہیں سکھائے گئے۔''

ان تقاریر کا سلسلہ سارا دن جاری رہا بلکہ پورا ہفتہ ہی جاری رہا۔ لیکن کانگریس کے انعقاد کا اصل مقصد یہ نہیں تھا۔ سرکاری پروگرام میں نمائش دیکھنا، آپیراز اور بیلے میں جانا اور ڈرامائی پرفارمنس دیکھنا شامل تھا۔ اور اس سے زیادہ ضروری بحث ومباحثہ کے اجلاسوں Arbeitsgemeinschaft میں شامل ہونا تھا۔ میں سرکاری پروگرام کے ان حصوں کا مختصر طور پر ذکر کروں گا جن میں مَیں شامل ہوا تھا کیونکہ ایک ہی وقت پر اتنے پروگرام ہو رہے تھے کہ انسان ہر ایک میں شامل نہیں ہوسکتا تھا۔ یہ دراصل کیمپ لائف تھی اور ایسا کیمپ جہاں یوتھ کانگریس کا اصل کام سرانجام پاتا تھا۔ میونخ کی شہرت ہمیشہ آرٹسٹک پرفارمنس کی وجہ سے رہی ہے۔ اگر جنگ عظیم کی وجہ سے کوئی چیز متاثر نہیں ہوئی تو وہ میونخ لائف کا یہ رُخ ہے۔ کانگریس کے منتظمین نے فراخدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ہمیں تفریح کے پروگراموں کے لئے مفت ٹکٹ دے دیئے تھے۔

ہمیں مختلف مباحثوں کے گروہوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا اور ہر ایک کے ذمہ حالات حاضرہ کے مسائل میں سے کسی مسئلہ کا حل تلاش کرنا تھا۔ میں نے جس بحث میں حصہ لیا اس کا عنوان تھا ''عورتوں کی کثرت کا معاشرتی مسئلہ'' ہمیں بتایا گیا کہ جرمنی میں شادی کے قابل نوجوانوں میں ہر 100 آدمیوں کے لئے 196عورتیں

تھیں۔ میں اور کچھ مصری جو اسی گروپ میں شامل تھے، ہم نے ایک سے زیادہ عورتوں سے شادی کا اسلامی حل تجویز کیا۔ یہ گفتگو تین دن تک جاری رہی۔ بعض ایک جرمنوں نے ہمیں بتلایا کہ جرمنی میں خفیہ طریقوں سے تعدد ازدواج پر عمل ہو رہا ہے۔ ہم لوگ جذباتی وجوہات کی بناء پر اس سے مصلحت نہیں کر سکتے۔ میں نے ان کو پاکستان کے اعداد و شمار پیش کئے اور بتایا کہ ہم نے اس مسئلہ کو یوں الٹا کر دیا ہے کہ اب 100 مردوں کے لئے 85 عورتیں ہیں۔ اس تجویز پر مقامی اخبار میں کسی نے سرخی لگائی۔ ''پاکستان میں عورتوں کی کثرت نہیں، ہم وہاں جانے کے لئے بس کہاں سے لے سکتے ہیں؟ میں اپنے ساتھ بھری ہوئی بس لے جا سکتا ہوں''۔

کیمپ میں ہماری غذا تسلی بخش تھی مگر مرغوب نہیں تھی۔ ہمارا دن ناشتہ سے شروع ہوتا جس میں بلیک بریڈ، جام اور جرمن کافی ہوتی تھی، دوپہر کے لنچ میں سوپ، آلو، جن پر گوشت کی خوشبو چڑھی ہوتی تھی شامل تھے۔ رات آٹھ بجے ہمیں پنیر اور ڈبل روٹی (بریڈ) کا ٹکڑا دیا جاتا تھا۔ ہمیں بتایا گیا کہ ہمارا پنیر کا راشن اتنا ہی ہے جتنا کہ ایک جرمن شہری کا ہفتہ وار راشن تھا۔ پورا دن ہماری باتیں سننے والے شوقین مل جاتے جو ہمارے بارے میں پاکستان اور اس کے مسائل کے بارے میں جاننے کا شوق رکھتے تھے۔ ان کے لئے غیر ملکی پُر اسرار لوگ تھے کیونکہ انہوں نے زندگی بھر اتنے مختلف ممالک سے آئے ہوئے کثیر تعداد میں اتنے غیر ملکی نہیں دیکھے تھے۔ مقامی لوگ ہمیں گھومنے پھرنے کے لئے شہر لے جانا چاہتے تھے، وہ ہمیں تفریح کی چیزیں دکھانا چاہتے اور وہ دلی طور پر ہمیں مطمئن دیکھنا چاہتے تھے۔ ایسا محسوس ہوتا تھا گویا ان کو ایسا کرنے کے لئے ہدایات دی گئیں تھیں۔ ان کا اس طرح ہمارا خیال رکھنا اور چھوٹے چھوٹے نقص درگزر کر دینا، ہمارے اندر جوش پیدا کرتا تھا۔ رات کے وقت لڑکے اور لڑکیاں ہمارے ٹینٹوں میں آتے، رات دیر تک وہ ہمارے لئے گانے گاتے، ڈانس کرتے، بلکہ ہمیں بھی رقص کرنے اور گانے پر مجبور کرتے تھے۔ یہ عجیب طرح کی زندگی تھی، ملاقاتوں کی بھرمار، ہزاروں دوستیاں اور محبت بھرے غیر رسمی طور طریقے۔

کیمپ سے باہر زندگی کے سنگین رخ تھے۔ جرمنی کی طویل ترین تاریخ میں یہ کبھی اتنا تباہ نہیں ہوا تھا۔ جرمن مسائل بنیادی تھے یعنی روٹی، کپڑا اور مکان۔ میں نے اپنے اردگرد جو کچھ دیکھا وہ مختصر طور پر عرض کئے دیتا ہوں۔ یاد رہے کہ باویریا میں کوئی بڑی صنعت نہیں تھی اور یہاں جرمنی کے دوسرے علاقوں کی نسبت کم تباہی ہوئی تھی۔ جرمنی کی غذا کی صورت حال بلاشبہ تشویشناک تھی۔ گوشت کا ماہانہ راشن چار اونس تھا جبکہ چینی، تیل اور پنیر کے لئے اس سے بھی کم تھا۔ ایک مہینہ کے لئے ان کو پچاس پاؤنڈ بریڈ ملتی تھی اور ایسے لگتا تھا کہ یہی سیاہ، خشک بریڈ ان کو زندہ رکھتی تھی۔ ان کو کوئی دودھ، چائے یا کافی نہیں ملتی تھی۔ کافی کا انہوں نے نعم البدل تلاش کر لیا تھا جو کڑوی ترین بوٹی سے بنا ہوا ہے۔ اس قسم کی کافی نصف مارک میں ملتی تھی جبکہ اصلی کافی کا ایک کپ بلیک مارکیٹ میں 25 مارک میں مل جاتا تھا۔

پھر کرنسی کا مسئلہ تھا۔ جب میں وہاں تھا تو نئی کرنسی ابھی ملک میں جاری نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے میرے تمام مشاہدات کا تعلق پرانے رائخ مارک Reichmark سے ہے۔ جرمنی میں اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ اور سکے کی قدر میں کمی تھی۔ دکانوں میں فروخت کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں تھا۔ جرمنی میں دو طبقے بسے ہوئے تھے۔ ایک تو وہ طبقہ جس نے بلیک مارکیٹ میں کئی ملین مارک کما لئے تھے اور دوسرا طبقہ وہ تھا جس کے پاس واقعی کچھ بھی نہیں تھا۔ میونخ کی ورکنگ کلاس کی معاشرتی صورت حال جاننے کے لئے ہم نے ایک سروے کیا۔ جن لوگوں کا انٹرویو کیا گیا ان میں دو ایسے محنت کش تھے جو جنگ سے قبل شاپ اسسٹنٹ تھے۔ مگر جنگ کے دوران بمباری کے بعد اب وہ بلڈنگوں کی بنیادوں سے اینٹیں ہٹا رہے تھے تا نئی بنیادیں بنائی جا سکیں۔ یہ دونوں ہفتہ میں 48 گھنٹے کام کرتے اور دونوں ایک ہی کمرہ میں رہائش پذیر تھے جس کے لئے ہر ایک پچاس مارک ادا کر رہا تھا۔ ان میں سے ہر ایک کے سرکاری راشن کی قیمت 35 مارک تھی۔ یوں ان کے پاس 55 مارک رہ جاتے تھے جس سے وہ بلیک مارکیٹ میں اپنے لئے مزید راشن خریدتے، یا سگریٹ خریدتے جس کی قیمت پانچ مارک تھی یا پھر وہ کوئی نیا کپڑا خرید سکتے تھے۔

ہم نے ایک اور خاندان کا انٹرویو کیا جو سیلیسیا Silesia سے آئے ہوئے ریفیوجی تھے جو اب پولینڈ کا حصہ ہے۔ وہ لکڑی کے بنے جھونپڑے میں رہ رہے تھے جو ایک کھلی جگہ پر بمباری کے بعد علاقہ صاف کرنے کے بعد بنایا گیا تھا۔ یہ جھونپڑا صاف اور دھوپ دار تھا لیکن یہ ایک قسم کا معجزہ تھا کہ کس طرح چھ افراد اس کے اندر گھسے ہوئے تھے۔ انہوں نے ان کیڑے مکوڑوں کے بارے میں شکایت کی جو ان کو دن رات تنگ کرتے تھے۔ انہوں نے فوڈ تقسیم کرنے والے کارندوں کی رشوت خوری کے بارے میں شکایت کی اور یہ باویرین لوگ ان پناہ گزینوں سے ہمدردی نہیں رکھتے تھے جو جرمنی کے دوسرے علاقوں سے یہاں وارد ہوئے تھے۔ وہ واپس چلے جانا چاہتے تھے مگر حقیقت میں ایسا ہونا ناممکن تھا۔ ان جیسے لوگوں کے لئے مختلف رنگوں والے فضول چیتھڑے بھی اشد طور پر بنیادی اہمیت کے حامل تھے۔

جرمن لوگ جنگ کے بارے میں بات چیت کرنے سے ہچکچاتے تھے۔ جنگ کے بارے میں ان کے ذہنوں میں قصوروار ہونے کا تصور نہیں تھا۔ یہ تو نازی پارٹی تھی جس نے ایسا کیا تھا اور اس کے لئے وہ ہرگز ذمہ دار نہیں تھے۔ ہٹلر کے بارے میں مجھے کئی بار یقین دہانی کرائی گئی کہ اس نے عوام کو ہپناٹائز کر دیا تھا۔ ہٹلر کے خلاف کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس کی فوجوں میں ان لوگوں کے بیٹے، بھائی اور شوہر لڑائیوں میں برسر پیکار تھے۔ وہ لوگ خموش، ناخوش اور صبر کرنے والے تھے۔ انہوں نے کوئی شکوہ شکایت نہ کیا۔ یہ لوگ ابھی تک اپنی شکست سے حواس باختہ تھے۔ قریب قریب جس کسی شخص سے میں ملا اس نے لڑائی میں کوئی نہ کوئی رشتہ دار کھو دیا تھا۔ اگر وہ اس بارے میں تلخ تھے تو بھی اس کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ دراصل وہ اس کو فراموش کر دینا چاہتے تھے۔ وہ

نہ صرف اس جنگ کو بھول جانا چاہتے تھے جس میں سے وہ گزرے تھے بلکہ آنے والی جنگ کو بھی جو اس وقت جرمن سرزمین پر لڑی جا رہی تھی۔ میونخ جاتے ہوئے میں ایک جرمن انجینئر سے بات چیت کر رہا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مشرق و مغرب کی اس جنگ میں جرمنی کا مستقبل کیا ہوگا؟ اس نے منہ بسورتے ہوئے کہا: ''جرمنی کا آدھا حصہ دوسرے آدھے حصہ سے برسرِ پیکار ہوگا۔ ہمیں طرفین کو سپاہی فراہم کرنا ہوں گے''۔ اور پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے کہا:

''میرے چار بچے ہیں دو بیٹے اور دو بیٹیاں، بیٹے سپاہی بن کر لقمہ اجل بن جائیں گے اور لڑکیوں کا کیا انجام ہوگا یہ خدا ہی جانتا ہے''۔

جرمنی پر دوسرے ممالک کے قبضہ کے بظاہر کوئی آثار نظر نہیں آتے تھے، کم از کم میونخ میں ایسا نظر نہیں آتا تھا۔ میرا واسطہ شاذ و نادر ہی کسی امریکن سپاہی سے پڑا، شہروں میں تمام کی تمام پولیس جرمن تھی۔ غیر ملکی تسلط کے آثار اس بات سے نظر آتے تھے کہ جرمن عوام کی بھاری تعداد انگلش بولتی تھی اور وہ بھی یانکی Yankee تلفظ کے ساتھ اور ریلوے سٹیشنوں پر لکھا ہوتا تھا کہ یہ داخلے کا راستہ امریکنوں کے لئے ہے جبکہ دوسروں کے لئے لکھا ہوتا تھا عوام کے لئے داخلے کا راستہ۔

جرمنوں نے ہمیں یقین دلانے کی کوشش کی کہ وہ غیر ملکی تسلط کے بارے میں ہرگز فکرمند نہیں ہوتے تھے لیکن دلی طور پر جو وہ محسوس کرتے تھے بعض دفعہ اس کا اظہار نادانستہ طور پر ہو ہی جاتا تھا۔ میں ہمبرگ سے آئی ایک لڑکی سے بات چیت کر رہا تھا۔ اس نے مجھے ہمبرگ کی پے در پے بمباری کے بارے میں بتلایا، جب وہ شہر کے ایک علاقہ پر بمباری کر چکتے، تو اگلے روز پھر عین اسی جگہ پر بمباری شروع کر دیتے جہاں انہوں نے پچھلے روز اس کو ختم کیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا آیا اس بمباری کے لئے کوئی جواز تھا؟ خدا گواہ، ہرگز ہرگز نہیں، اور پھر اس نے چلاتے ہوئے کہا ''یہی وجہ ہے کہ ہم ان سے نفرت کرتے ہیں''۔ اس کے بعد فوراً اپنی بات کی اصلاح کرتے ہوئے اس نے کہا:

''ہم کیوں ان سے نفرت کرتے ہیں؟''

مگر اب تو اس کے دل کا راز افشا ہو چکا تھا۔ اور پھر جرمنوں نے گانا شروع کر دیا۔ ان کی یہ عادت حیران کن تھی۔ یہ لوگ کسی بھی جگہ کسی بھی وقت گا سکتے تھے یعنی نہاتے ہوئے، کھاتے ہوئے، پیتے ہوئے، گاڑیوں کے اندر اور سڑکوں کے فٹ پاتھ پر۔ ایک شخص گانا شروع کرتا اور پچاس افراد اس کے ساتھ شامل ہو جاتے تھے۔ وہ سورج، ستاروں اور اپنے محبوبوں کے بارہ میں گاتے تھے، یوں وہ سب مل کر اپنے اوپر عالم اسرار کی کیفیت وارد کر لیتے تھے جو کہ ان کی نسل کا خاص وصف ہے۔ ہم مشرق کے لوگ بھی جذباتی ہیں، ہم بھی ان کی طرح پُراسرار ہیں۔ لیکن ہماری پُراسراریت انفرادی ہے۔ آخری رات جب کیمپ نے ختم ہو جانا تھا ہم نے اس رسم میں شرکت کی جس کو وہ کیمپ فائر کا نام دیتے ہیں۔ ہجوم کے عین درمیان میں آگ سلگائی گئی تھی اور لوگوں نے تقاریر کیں جس کا مخاطب یہ آگ تھی۔ ہر کوئی سنجیدہ تھا جس سے گھبراہٹ ہوتی تھی۔ رفتہ رفتہ سب لوگ ایسی کیفیت میں چلے گئے جہاں وہ ہر اچھا یا بُرا کرنے کی اہلیت رکھتے تھے۔ میرے پاس کھڑی ایک لڑکی زار و قطار رو رہی تھی۔ اب اس کی باری تھی کہ وہ تقریر کرے۔ اس بات کا شدید خطرہ ہے کہ کہیں جرمن قوم ایک بار پھر کسی اور مہم جُو آمر کے ہتھے نہ چڑھ جائے۔

لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون کو داد و ستائش کے ساتھ ختم کروں۔ محض یہ بات کہ تمام قوموں میں سے جرمن قوم نوجوانوں کے لئے ایسے اجلاس کر رہی ہے، یہ بات اس قوم کے جوش و جذبہ پر دلالت ہے اور کم از کم ان میں سے چند افراد کے ویژن پر۔ ان جرمن لڑکوں اور لڑکیوں نے ہمارے ساتھ بہت ہی اچھا سلوک کیا یہ بذات خود قابل تحسین ہے۔ کچھ بھی کہہ لیں کانگریس کی کامیابی کم از کم اس بات میں ہے کہ بہت سارے لوگ جرمنی کو پھلتا پھولتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ 20 تاریخ کو جب ہم نے الوداع کہا ہمارے دل حزین تھے۔ ہمیں یوں محسوس ہوا گویا ہم اپنے پیچھے پیارے دوست چھوڑ کر جا رہے ہیں۔

(اخبار ''لاہور'' 19 دسمبر 2009ء)

ذاتِ رحماں

(سورۃ الرحمٰن کی ابتدائی آیات کا منظوم ترجمہ)

شروع اللہ کے نامِ پاک سے جو رحمت عنواں ہے
جو بن مانگے عطا کرتا ہے جو ہر دم نگہباں ہے
سکھایا جس نے قرآں وہ خدا کی ذاتِ رحماں ہے
جو بے حد مہرباں ہے ماویٰ ہر جنّ و انساں ہے
اسی نے خاک کے ذرے کو ڈھالا شکلِ انساں میں
سکھایا پھر اسے نطق و بیاں یہ لطف و احساں ہے
اسی کے تابعِ فرمان ہیں شمس و قمر پیہم
کبھی ہے ماہِ تاباں اور کبھی مہر درخشاں ہے
اسی کے سامنے نجم و شجر ہیں سرنگوں رہتے
کہیں دورِ خزاں ہے اور کہیں فصلِ بہاراں ہے
فلک کی رفعتیں مظہر ہیں اس کی کبریائی کی
توازن کا عمل قائم بصورت حسنِ میزاں ہے
پس اے اہلِ خرد انصاف پر قائم رہو دائم
نہ میزاں میں کمی کرنا سراسر اس میں خُسراں ہے
زمیں اس نے بنائی جانداروں کے لئے مسکن
کیا پھر اس میں پیدا زندگی کا خوب ساماں ہے
اگائے آب و گِل سے میوہ ہائے رنگا رنگ اس نے
غلافوں میں کوئی لپٹا ہوا ہے کوئی عریاں ہے
دکھاتا ہے کبھی وہ بیج میں شانِ نمو اپنی
کبھی صحنِ چمن میں نکہتِ گُل میں نمایاں ہے
تم اپنے رب کی کن کن نعمتوں سے آنکھیں پھیرو گے
ذرا سوچو تو اے جنّ و بشر یہ کیسا کفراں ہے

(غلام محی الدین صادق صاحب مرحوم)

(رپورٹ محمد لقمان مجوکہ، نیشنل سیکرٹری اشاعت جرمنی)

دنیا کے سب سے بڑے کتب میلہ

میں Frankfurter Buchmesse

جماعت احمدیہ جرمنی کی شمولیت

فرانکفرٹ کا کتب میلہ Frankfurter Buchmesse دنیا کے قدیم کتب میلوں میں سے ایک ہے۔ اس کی تاریخ پانچ سو سال سے زیادہ پرانی ہے۔ اُس وقت فرانکفرٹ میں لگنے والے ایک بازار میں کتب کی فروخت شروع کی گئی تھی۔ اس سے پہلے فرانکفرٹ کے نزدیکی شہر Mainz میں Johannes Gutenberg نے پرنٹنگ پریس ایجاد کر کے کتب کی اشاعت اور طباعت کے میدان میں انقلاب برپا کر دیا۔ 17ویں صدی کے آخر تک فرانکفرٹ کا کتابی میلہ پورے یورپ میں کتب کی تجارت کا مرکز رہا۔ بعد میں سیاسی تغیرات کی بنا پر جرمنی کے مشرق میں واقع شہر Leipzig میں بھی ایسے کتابی میلوں کا انعقاد ہونے لگا جو وقت کے ساتھ ساتھ فرانکفرٹ پر سبقت لے گیا۔ جنگ عظیم دوم کے اختتام اور جرمنی کی تقسیم کے بعد فرانکفرٹ کے کتابی میلہ کو دوبارہ اہمیت ملنا شروع ہوئی۔ اِس وقت یہ دنیا کا سب سے بڑا کتب میلہ ہے جہاں ہر سال دنیا بھر سے ہزاروں کی تعداد میں پبلشرز اور اشاعت و تصنیف سے منسلک دیگر شعبہ جات سے منسلک افراد شامل ہوتے ہیں۔

بفضلہٖ تعالیٰ جماعت احمدیہ جرمنی کو 1967ء سے اس نمائش میں شمولیت کی توفیق مل رہی ہے۔ اُس وقت مکرم فضل الٰہی انوری صاحب مرحوم، مربی سلسلہ فرانکفرٹ نے اس سلسلہ میں کوشش کی اور مرکز ربوہ میں قائم Oriental Publications نامی پبلشنگ ہاؤس کی طرف سے اس نمائش میں شرکت کی۔ بعد میں جماعت جرمنی کے شعبہ اشاعت کے تحت چلنے والے پبلشنگ ہاؤس Verlag Der Islam کے نام پر شمولیت کی جانے لگی، جو اَب تک جاری ہے۔ یہاں پر کچھ Verlag Der Islam کی وجہ تسمیہ بیان کرنا بھی غیر از دلچسپی نہ ہو گا۔ جنگ عظیم دوم کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے جرمنی میں تبلیغ کے لئے تین مبلغین سلسلہ مکرم شیخ ناصر احمد صاحب مرحوم، مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب مرحوم اور مکرم غلام احمد بشیر صاحب مرحوم کو مقرر فرمایا۔ لندن میں کچھ دیر حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحب رضی اللہ عنہ کے زیر تربیت رہنے کے بعد یہ تینوں مبلغین سب سے پہلے سوئٹزرلینڈ پہنچے تا کہ وہاں سے جرمنی جانے اور جماعت کے پیغام کو پہنچانے کی کوشش کریں۔ اسی ضمن میں 1949ء میں مکرم شیخ ناصر احمد صاحب نے تبلیغ اسلام کی غرض سے جرمن زبان میں ایک رسالہ زیورچ (سوئٹزرلینڈ) سے نکالنا شروع کیا۔ اس رسالہ

باقی صفحہ 48 پر

نوید حمید

ہستی باری تعالیٰ

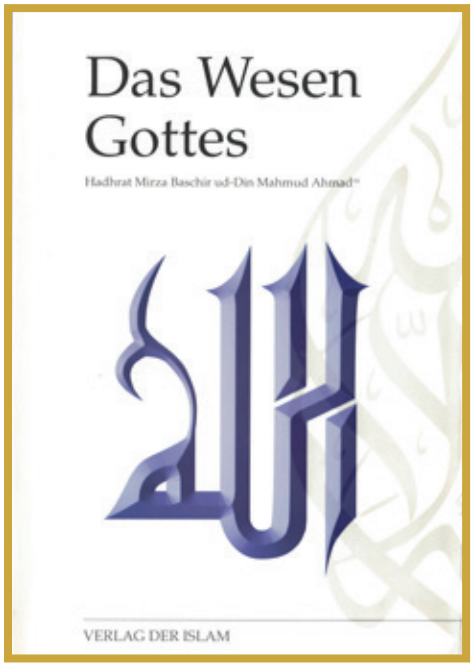

یہ کتاب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے 1921ء کے جلسہ سالانہ قادیان کی ایک تقریر پر مبنی ہے جسے بعد میں کتابی شکل میں شائع کیا گیا۔ اس کتاب کا جرمن ترجمہ 1980ء کی دھائی میں ایک سوئس نو احمدی دوست مکرم کمال فولمار صاحب (Kamal Volmar) نے کیا تھا جس کے متعدد نظر ثانی شدہ ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اس ترجمہ سے نو مبائعین اور جرمن جاننے والے احباب جماعت کو بھرپور استفادہ کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ پر ایمان ہر سچے مذہب کی بنیاد اور روحانیت کا مرکزی نقطہ ہے اور اس کے بغیر مذہب کا تصور ہی نہیں ہوسکتا ہے۔ چنانچہ ہر مذہب میں خدا تعالیٰ کا تصور کسی نہ کسی صورت میں موجود ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ مذاہب کے پیروکاروں نے مادیت میں ڈوب کر اس مقدس تصور میں بگاڑ پیدا کر دیئے ہیں اور توہمات میں مبتلا ہو کر شرک کی نجاست میں گرفتار ہو گئے ہیں۔ دین اسلام نے ان ہر قسم کی آلائشوں کو دور کر کے خدا تعالیٰ کی ہستی کا ایک منزّہ اور مقدس تصور پیش کیا۔ جس کی یاد دہانی اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کرائی۔ آپ نے براہین احمدیہ اور اپنی دیگر کتب میں زندہ خدا کو زبردست دلائل کے ساتھ پیش فرمایا۔ آپ کی اتباع میں آپ علیہ السلام کے دوسرے جانشین اور فرزند ارجمند حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک معرکہ آرا عالمانہ خطاب ''ہستی باری تعالیٰ'' کے موضوع پر فرمایا۔

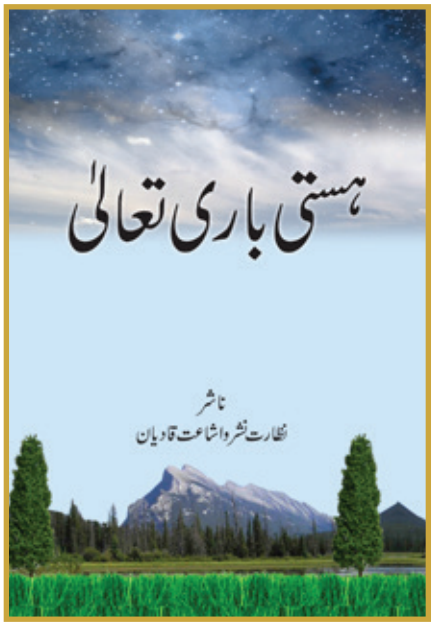

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی یہ تصنیف لطیف اس خطاب کے پس منظر، خدا تعالیٰ کے وجود پر آٹھ ٹھوس دلائل نیز ان پر ہونے والے اعتراضات اور اللہ تعالیٰ کی صفات کے بیان پر مشتمل ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں مختلف مذاہب اور اقوام کے خیالات، نظریات وتصورات کا اسلام کے پیش کردہ الٰہی تصور سے موازنہ بھی کیا گیا ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے قرب و رویت الٰہی کے حصول کے ذرائع اور طریق بھی بیان فرما کر نہایت لطیف انداز میں لقائے الٰہی کی طرف رہنمائی فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''خدا تعالیٰ کی ذات کیسی ہے؟ اس کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (الانعام:104) ابصار علم کو بھی کہتے ہیں۔ اس لئے اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم خدا کو ان ظاہری آنکھوں سے ہی نہیں بلکہ اپنے علم اور فہم سے بھی نہیں دیکھ سکتے یا معلوم کر سکتے۔ مگر جب اللہ تعالیٰ خود تم پر اپنا اثر ڈالے تو جس طرح لوہے پر مقناطیس کا اثر پڑنے سے مقناطیس کا پتہ لگ سکتا ہے اسی طرح تم خدا کے اثر سے اس کو معلوم کر سکتے ہو۔''

جہاں تک صفات باری تعالیٰ کے انسان کی روزمرہ زندگی پر اثر انداز ہونے کا تعلق ہے، اس ضمن میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

''ہر چیز کا خزانہ خدا تعالیٰ کے پاس موجود ہے کوئی ضرورت ایسی نہیں جس کا خزانہ خدا کی صفات میں نہ مل سکتا ہو۔ پس خدا کی صفات کے علم کے ذریعہ سے انسان اپنی تمام ضروریات کو پوری کر سکتا ہے اور گویا صفات الٰہیہ ایسی نالیاں ہیں جو ہماری ضروریات پورا کرنے کے لئے جاری ہیں اور ہمارا کام یہ ہے کہ جس چیز کی ضرورت ہو وہ جس نالی سے ملے اس کے نیچے پیالہ لے جا کر رکھ دیں یعنی جس بات کی ضرورت ہو اس کے مطابق جو خدا تعالیٰ کی صفت ہے اس کو پکاریں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا (الاعراف:181) کہ خدا تعالیٰ کے اندر سب صفات حسنہ پائی جاتی ہیں اس لئے جو ضرورت تمہیں پیش آئے ان کے ذریعہ اس سے مانگو۔ اس آیت سے دُعا کرنے کا بھی یہ نکتہ معلوم ہو گیا کہ جو چیز مانگنی ہو اس کے مطابق جو صفت ہو اس کے ذریعہ سے مانگنی چاہیے۔ پس صفات کا باریک علم دعا کی قبولیت کا ذریعہ ہوتا ہے اور جو اس علم کا پتہ لگا لیتا ہے اس کی دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے اور جو خدا تعالیٰ کی صفات کا سب سے زیادہ علم رکھے گا اس کی دُعائیں بھی سب سے زیادہ قبول ہوں گی۔''

سال 2019ء میں وفات پانے والے موصیان کرام جماعت احمدیہ جرمنی

وصیت نمبر	نام	ولدیت/زوجیت	تاریخ وفات	جماعت	قبرستان
43601	Ejaz Ahmad	Allah Dad	16.01.2019	Eppelheim	Friedhof Eppelheim
22756	Tariq Mahmood	Mohammad Sharif	12.02.2019	Heimfeld Hamburg	Friedhof Neu Wulmstorf
57571	Amtul Hayee	d/o Mahboob Ahmad	04.04.2019	Baitul Latif Offenbach	Bahishti Maqbara Rabwah
31800	Qamar Zia Sahi	d/o Mohammad Nawaz Sahi	02.04.2019	Raunheim Nord	Bahishti Maqbara Rabwah
35523	Abdul Qayyum Khokhar	Ch. Abdul Aziz Khokhar	11.04.2019	Eschersheim Frankfurt	Süd-Friedhof Frankfurt
66302	Mohammad Ishaq	Haji Ghulam fareed	24.04.2019	Hattersheim	Friedhof Hattersheim
27738	Syeda Hijab Akhter Shaikh	w/o Shaikh Mehmood Ahmad	30.04.2019	Koblenz	Süd-Friedhof Frankfurt
87292	Ch. Abdul Karim	Ch. Muhammad Ishaq	01.05.2019	Babenhausen	Bahishti Maqbara Rabwah
108652	Nisar Ahmad	M. Anwar Bajwa	03.05.2019	Nied Frankfurt	Süd-Friedhof Frankfurt
20458	Shamim Mubashir	w/o Mubashir Ahmad	08.05.2019	Bad Soden	Süd-Friedhof Frankfurt
78428	Siddiqa Begum	d/o Islam Din	10.05.2019	Trebur	Bahishti Maqbara Rabwah
85157	Mohammad Ishaq	Mohammad Sharif	21.05.2019	Bornheim Frankfurt	Bahishti Maqbara Rabwah
30049	Sakina Bibi Khan	d/o Ismail Khan	28.05.2019	Rüsselsheim Nord	Bahishti Maqbara Rabwah
106064	Naseem Akhtar Khokhar	w/o Malik Daud Khokhar	28.05.2019	Bad Segeberg	Bahishti Maqbara Rabwah
68747	Malik Sattar Mohammad	Malik Mohammad Khan	02.06.2019	Waldshut	Bahishti Maqbara Rabwah
20333	Bushra Siddiqa	d/o Allah Ditta	15.06.2019	Mühlheim Ruhr	Bahishti Maqbara Rabwah
13393	Sadiqa Khanum	d/o Abdullah Khan	25.06.2019	Nuur Moschee Frankfurt	Bahishti Maqbara Rabwah
61018	Samee Ur Rehman	Basharat Ur Rehman	05.07.2019	Neuburg	Bahishti Maqbara Rabwah
32761	Rashid Ahmad	Ilam Din	08.07.2019	Ginsheim	Bahishti Maqbara Rabwah
44096	Rashida Begum Ch.	w/o Ch. Muhammad Yahya	16.07.2019	Münster	Bahishti Maqbara Rabwah
17024	Bushra Begum	w/o Munawar Ahmad Qamar	24.07.2019	Nauheim	Bahishti Maqbara Rabwah
45334	Ch. Mohammad Arshad	Ch.Mohammad Afzal Sahi	01.08.2019	Koblenz	Fanzosen-Friedhof Koblenz
9778	Abdul Wahab Khan	Ghulam Qadir Khan	15.08.2019	Büdingen	Bahishti Maqbara Rabwah
50148	Nusrat Bajwa	w/o Ijaz Ahmed Bajwa	16.08.2019	Augsburg	Neu Friedhof Ost Augsburg
90787	Muhammad Imtiaz	Dr. Abdul Kareem	23.08.2019	Fulda	Friedhof West Fulda(Galaria)
48166	Bashir Ahmad	Ali Mohammad	28.08.2019	Ginsheim	Bahishti Maqbara Rabwah
119502	Bushra Bibi	d/o Abdul Latif	23.09.2019	Köln	Bahishti Maqbara Rabwah
66250	Nazir Ahmed Ashraf	Ch. Kamal Din	26.09.2019	Trebur	Bahishti Maqbara Rabwah
22392	Amina Khalida	w/o Naeem Ullah Khalid	27.09.2019	Frankenthal	Süd-Friedhof Frankfurt
16683	Aleem Un Nisa	w/o Dr. Mirza Abdul Qayoom	04.10.2019	Hannover	Bahishti Maqbara Rabwah
38728	Kalsoom Akhter	w/o Bashir Ahmed	17.10.2019	Pinneberg	Bahishti Maqbara Rabwah
75266	Dr.Mubashir Ahmed Qureshi	Fazal Kareem	20.11.2019	Pinneberg	Bahishti Maqbara Rabwah
35617	Rana Tauqeer Ahmed	Rana Munir Ahmed	23.11.2019	Köln	Bahishti Maqbara Rabwah
116467	Rana Mohammad Arshad	Ghulam Ala Khan	26.11.2019	Karlsruhe	Bahishti Maqbara Rabwah
29274	Jamila Riaz Butt	d/o Mohammad Butt	11.12.2019	Eidelstedt Hamburg	Bahishti Maqbara Rabwah
88510	Bushra Ahmad	w/o Abbas Ahmad	14.12.2019	Rüsselsheim Ost	Wald-Friedhof Rüsselsheim
26975	Nazir Begum Abbasi	w/o Qazi Bashir Ahmad Khokhar	06.05.2018	Kassel	Süd-Friedhof Frankfurt

نوٹ: آخری نام دفتر وصایا جرمنی کو وفات کی بروقت اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے گزشتہ سال شائع ہونے والی لسٹ میں شامل نہیں ہو سکا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَنَوِّرْ مَرْقَدَھُم وَارْفَعْ دَرَجَاتِھِمْ وَادْخِلْھُمْ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْم

حالات حاضرہ

عرفان احمد خان

جرمنی میں
حصولِ روزگار کے مواقع

جرمنی کا شمار ایک صنعتی ملک ہونے کے ناطے برآمدات میں دنیا کے اوّلین ممالک میں ہوتا ہے۔متعلقہ اداروں کی طرف سے ہر ماہ صنعتی پیداوار کی رپورٹ جاری کی جاتی ہے۔ اس اعتبار سے 2018ء کا سال زیادہ خوش کن نہیں رہا۔ گزشتہ سالوں کے دوران جرمنی میں پیداواری اوسط میں جو کمی کا رجحان شروع ہوا تھا وہ سنبھلنے کی بجائے مزید نیچے چلا گیا، جو حکومت، صنعتی مالکان اور ان سے وابستہ اداروں کے لئے پریشانی کا باعث بنا ہے۔ چنانچہ 2019ء کے دوسرے حصہ میں ہر طرف سے یہ آوازیں آنا شروع ہوگئی تھیں کہ اگر ہم نے اپنی صنعتی پیداواری صلاحیتوں کو نہ سنبھالا تو ملکی برآمدات کی سطح برقرار نہیں رکھی جاسکے گی۔ ان مسائل میں سب سے اہم مسئلہ معیاری افرادی قوت یعنی ہنرمند افراد کی کمی ہے، جس کی ایک بہت بڑی وجہ جرمنی میں شرح پیدائش کا تشویشناک حد تک کم ہوجانا ہے۔ اس صورت حال میں درمیانی درجہ کی صنعتوں کے مالکان کی یونین نے حکومت کو نوٹس دے دیا تھا کہ اگر افرادی قوت کے حصول کے لئے یورپ کے علاوہ دیگر ممالک سے ہنرمند افراد کو لانے کی اجازت نہ دی گئی تو ہم اپنے صنعتی یونٹ قریبی ممالک میں منتقل کرنے پر مجبور ہوں گے۔

فکرمندی کے اس ماحول میں مسئلہ کے حل کے لئے دسمبر 2018ء میں حکومت نے غیر ملکی ہنرمند افراد کے لئے نئی امیگریشن پالیسی پر اتفاق کیا تھا اور 7 جون 2019ء کو امیگریشن کے نئے قانون کا بل قومی اسمبلی سے پاس ہوا۔ اب حال ہی میں دسمبر 2019ء میں جرمن چانسلر ہاؤس میں ایک اہم اجلاس ہوا جس میں چانسلر کے علاوہ اہم حکومتی وزراء، صوبوں کے وزرائے اعلیٰ، پارلیمانی پارٹیوں کے قائدین، صنعت کاروں کی یونین، ملازمتیں مہیا کرنے والے مرکزی ادارے، ٹریڈ یونین کے نمائندگان اور چیمبر آف کامرس کے نمائندگان نے شرکت کی۔ اس اجلاس کا مقصد گزشتہ جون میں قومی اسمبلی سے پاس ہونے والے قانون پر عملدرآمد کے لئے مشاورت اور حکمت عملی وضع کرنی تھی۔

اِس اجلاس میں ملازمتیں مہیا کرنے والے ادارے (Arbeitgeberverband) نے چانسلر سے شکوہ کیا کہ بغیر تکنیکی تعلیم کے صرف ہاتھ سے کام کرنے والے مزدوروں کی دو لاکھ پچاس ہزار اَسامیاں خالی پڑی ہیں لیکن جرمنی کا موجودہ امیگریشن کا قانون لوگوں کو جرمنی لانے میں رکاوٹ بنا ہوا ہے۔ سفارت خانے انٹرویو کی لمبی لمبی تاریخیں دے دیتے ہیں۔ سینکڑوں درخواستیں ایک سال سے زائد عرصہ سے سفارت خانوں میں پڑی ہیں۔ سفارت خانوں کے اعتراض ہی ختم نہیں ہوتے۔

صنعت اور کام مہیا کرنے والے اداروں کے گلے شکوے سننے کے بعد چانسلر اور متعلقہ محکموں کے وزراء نے میٹنگ میں موجود نمائندگان کو یقین دلایا کہ آج ہم اچھے فیصلے کرکے اُٹھیں گے۔ وزیر خزانہ OLAF SCHOLZ نے صنعت کاروں کو یقین دلایا کہ افرادی قوت کے حوالہ سے آج ہم مثبت، ٹھوس اور قابل عمل فیصلے کرنے جا رہے ہیں اور یہ طے کرنا ہے کہ یورپی یونین سے باہر کے ممالک سے ہنرمند افرادی قوت تلاش کرنے کے لئے کیا طریقہ کار اپنایا جائے۔ چنانچہ اس اِجلاس میں جرمن چانسلر نے صنعتی اداروں کے ساتھ ایک دستاویز پر دستخط کئے جس میں قانون کے یکم مارچ 2020ء سے نافذالعمل ہونے کی یقین دہانی کرائی گئی۔ اِس قانون کو غیر ملکی ہنرمندوں کے قانون (Fachkraefteeinwanderungsgesetz2020) کا نام دیا گیا ہے۔ اس کے بعض اہم نکات حسبِ ذیل ہیں:

- اب دنیا میں کہیں سے بھی ہنرمند افراد جرمنی میں آ کر کام کرسکیں گے۔

• حکومت ہنرمند کی صلاحیت جانچنے اور منظور کرنے کے طریقہ کار کو آسان بنائے گی۔ چیمبر آف کامرس (IHK) سے بھی مدد لے گی۔

• پروفیشنل ویزا کے حصول کو آسان بنانے کے لئے سفارت خانوں میں علیحدہ سے سٹاف رکھا جائے گا۔ چانسلر نے فوری طور پر ایک سو نو افسران سفارت خانوں میں متعین کرنے کی یقین دہانی کروائی۔

• فوری طور پر ایک پائلٹ پروجیکٹ شروع کیا جائے گا جو بھارت، برازیل اور ویت نام کے لوگوں کے لئے ہوگا۔ وہ اپنی تعلیم ہنرمندی، تجربہ سے متعلق کاغذات چیمبر آف کامرس کو ارسال کریں گے۔ جن کے کاغذات IHK منظور کرے ان کو 6 ماہ کا ویزا جاری کیا جائے گا اور وہ جرمنی میں آ کر اپنی ملازمت تلاش کرسکیں گے۔

• جرمنی کو فوری طور پر درج ذیل شعبہ جات کے لئے ماہرین اور افرادی قوت کی ضرورت ہے جن کو لمبی چھان بین کے بغیر ویزا جاری کیا جائے گا۔

• انجینئرنگ کے مختلف شعبہ جات مثلاً مکینکل، الیکٹریکل اور سول انجینئرنگ، سٹیل ورکرز، باورچی، ہسپتالوں اور بوڑھوں کے نرسنگ ہومز کے لئے نرسیں، آئی ٹی اسپیشلسٹ، کمپیوٹر پروگرامر وغیرہ۔

مذکورہ شعبہ جات کے لئے ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے آنے والوں کو بھی سہولتیں مہیا کی جائیں گی۔

اس سلسلہ میں حکومت نے جون 2019ء میں اس سے ملتا جلتا قانون بھی اُن غیر ملکیوں کے لئے بنایا تھا جنہوں نے جرمنی میں سیاسی پناہ کی درخواست دی ہوئی ہے۔ اس قانون کا نام Asylbewerberleistungsgesetz 2019 ہے۔ اس کے تحت ایسے افراد جن کو جرمنی میں آئے 15 ماہ ہو چکے ہیں اور وہ یونیورسٹی کی ڈگری یا پروفیشنل کالج سے ٹریننگ کا سرٹیفکیٹ رکھتے ہیں وہ حکومتی خرچ پر مزید تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔ اپنے پیشہ وارانہ علم کو مزید بڑھا کر جرمن اداروں میں کام تلاش کر کے اپنے ویزا کو پیشہ وارانہ ویزا میں تبدیل کروا سکتے ہیں۔

وفاقی ادارہ برائے روزگار (Bundesagentur für Arbeit) اور فیڈرل کمشنر آف انٹیگریشن کے درمیان معاہدہ پر بھی دستخط ہوئے ہیں۔ جس کے تحت خواتین کو تربیت حاصل کرنے کے زیادہ مواقع مہیا کئے جائیں گے اور انہیں ہنر سکھانے کے دوران معاوضہ بھی دیا جائے گا۔

کھیل کے میدان سے

جرمنی میں مجلس صحت کا قیام
مختلف کھیلوں کے ٹورنامنٹس کا انعقاد

(رپورٹ: عرفان احمد خان)

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے امسال جماعت جرمنی کی درخواست پر مجلس صحت کے قیام کی منظوری عطا فرمائی ہے۔ جس کے بعد ماہ اپریل 2019ء میں یہاں باقاعدہ مجلس صحت قائم ہوئی اور مکرم ملک ابرار الحق صاحب صدر مجلس صحت اور مکرم عطاء القدوس سیکرٹری مقرر ہوئے۔

اس مجلس کے تحت 9 مختلف کھیلوں کے لیے گروپ تشکیل دیئے گئے جن کے مختلف سطحوں پر مقابلے کروائے گئے۔ چنانچہ شارجہ میں ہونے والے انٹرنیشنل کرکٹ ٹورنامنٹ میں جرمنی کی کرکٹ ٹیم نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔

7 دسمبر کی سہ پہر مجلس صحت کے تحت باسکٹ بال ٹورنامنٹ سپورٹس ہال Weiterstadt میں منعقد کیا گیا جس میں متعدد یورپین ممالک کی احمدی ٹیموں نے شرکت کی۔ افتتاحی تقریب سے تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج نے خطاب کیا اور شامل ہونے والے کھلاڑیوں کو خوش آمدید کہا۔ آپ نے کھیل کے ظاہری و باطنی فوائد پر نہایت پُراثر مختصر تقریر کے بعد دعا کروائی۔ باسکٹ بال کے میچز رات دس بجے تک جاری رہے۔ درمیان میں نمازوں کے وقفہ کے دوران محترم امیر صاحب جرمنی نے بھی سپورٹس ہال میں تشریف لا کر کھلاڑیوں سے ملاقات کی اور حوصلہ افزائی فرمائی۔

8 دسمبر کی صبح اسی سپورٹس ہال میں سارا دن والی بال کے مقابلے ہوئے جس میں جرمنی کی دو ٹیموں کے علاوہ سوئٹزرلینڈ، بیلجیم اور ہالینڈ کی والی بال ٹیموں نے شرکت کی۔ جرمنی کی اے ٹیم نے چیمپئین ہونے کا اعزاز حاصل کیا جبکہ باسکٹ بال میں برطانیہ کی ٹیم نے جرمنی کو شکست دے کر اوّل پوزیشن حاصل کی۔

چوہدری محمد علی میموریل باسکٹ بال ٹورنامنٹ

8 دسمبر کو ٹی آئی کالج ربوہ اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن کے زیر انتظام چوہدری محمد علی میموریل باسکٹ بال ٹورنامنٹ بیت السبوح فرینکفرٹ میں منعقد ہوا۔ جس کا افتتاح تلاوت اور نظم کے بعد مکرم حیدر علی ظفر صاحب نائب امیر کے خطاب سے ہوا۔ اس ٹورنامنٹ میں جرمنی اور برطانیہ سے دو دو ٹیمیں شامل ہوئیں۔ ربوہ کے ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ کی طرز پر بچوں کے درمیان بھی باسکٹ بال کا ایک نمائشی میچ کروایا گیا۔ اس ٹورنامنٹ کے موقع پر ایک خصوصی بینر تیار کیا گیا تھا جس میں ٹیموں کے گروپ فوٹوز کے علاوہ ٹی آئی کالج کے وہ کھلاڑی جن کو پاکستان کی قومی ٹیم میں شامل رہنے کا اعزاز حاصل رہا، کی تصاویر بھی شامل کی گئی تھیں۔ اسی طرح ایسوسی ایشن کے ایک 82 سالہ رکن مکرم قریشی ضیاء الحق صاحب کو جو اس ٹورنامنٹ میں شمولیت کے لئے انگلستان سے تشریف لائے تھے خصوصی طور پر خوش آمدید کہا گیا۔ اس ٹورنامنٹ میں برطانیہ کی ٹیم نے جیت کر ٹرافی حاصل کی۔

تقسیم انعامات و عشائیہ

اسی روز نماز مغرب و عشاء کی ادائیگی کے بعد تقسیم انعامات کی مشترکہ تقریب مکرم امیر صاحب جرمنی کی صدارت میں ہوئی۔ مکرم جری اللہ صاحب مبلغ سلسلہ نے تلاوت قرآن پاک کی۔ مکرم عبد الغفور ڈوگر صاحب صدر تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن اور مجلس صحت کے مکرم عاطف ورک صاحب نے اپنے اپنے ٹورنامنٹ کی رپورٹ پیش کی۔ ملک ابرار الحق صاحب صدر مجلس صحت نے کھلاڑیوں کے علاوہ ساتھ کام کرنے والے کارکنان کا شکریہ ادا کیا۔ محترم امیر صاحب نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے۔ اپنی مختصر تقریر میں انہوں نے ورزش کی اہمیت کی طرف حاضرین کو توجہ دلائی۔ دعا کے بعد تمام حاضرین کے لئے جن کی تعداد دو سو کے قریب تھی مجلس صحت کی طرف سے پُرتکلف عشائیہ کا اہتمام تھا۔

جلسہ سیرت النبی ﷺ

جماعت احمدیہ کیل

مؤرخہ 17نومبر 2019ءبروز اتوار بیت الحبیب میں جماعت احمدیہ کیل کا جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا جس میں 210 احباب وخواتین نے شامل ہو کر آنحضور ﷺ کی ذات اقدس کے ساتھ اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیا۔

جلسہ کی باقاعدہ کارروائی بعد نماز ظہر مکرم حسیب احمد گھمن صاحب مربی سلسلہ کی زیر صدارت شروع ہوئی۔ آغاز میں تلاوت قرآن کریم عزیزم دانیال بھٹی نے کی اور اس کا جرمن ترجمہ پیش کیا جبکہ اردو ترجمہ کی سعادت مکرم مبشر احمد ظفر بلوچ صاحب کے حصہ میں آئی۔ مکرم ملک شبیر صاحب نے نظم اور جہانزیب بابر صاحب نے اس کا جرمن ترجمہ حاضرین مجلس کو سنایا۔ اس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے آنحضور ﷺ کے حالات زندگی پر بصورت پریزنٹیشن روشنی ڈالی گئی جس کے لئے سیرت النبی ﷺ سے آپ کے عدل وانصاف، غلامی کے خلاف جہاد اور رواداری کے عناوین کا انتخاب کیا گیا تھا۔

اس کے بعد علی الترتیب ناصرات کی طرف سے قصیدہ اور اس کا ترجمہ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے کچھ منتخب اقتباسات سنائے گئے اور ان اقتباسات کے حوالہ سے سوال وجواب بھی ہوئے جن میں احباب جماعت نے بھرپور حصہ لیا۔

بعد ازاں مربی سلسلہ حبیب احمد گھمن صاحب نے خطاب کیا جس میں انہوں نے آنحضور ﷺ کی ذاتِ اقدس کے حوالہ سے کئی غور طلب اور سبق آموز باتیں حاضرین مجلس کو سنائیں کہ کس طرح آپ ﷺ کی زندگی کا ہر پہلو ہمارے لئے ایک شاندار نمونہ ہے۔

بعد ازاں اطفال نے ترانہ اور مکرم نوید احمد صاحب نے اس کا جرمن ترجمہ سنایا۔ جلسہ کے اختتامی حصہ میں مکرم شایان صاحب اور مکرم عاکف صاحب کی زیر نگرانی حاضرین جلسہ کے دو گروپ بنا کر ایک علمی مقابلہ منعقد کیا گیا جس میں دونوں حصوں نے ایک دوسرے کا خوب مقابلہ کیا اور داد حاصل کی۔ اللھم زد فزد۔ اس دلچسپ پروگرام کے بعد دعا کے ساتھ یہ بابرکت جلسہ اختتام کو پہنچ گیا۔ جلسہ کے بعد ضیافت کا بندوبست بھی کیا گیا تھا۔

(رپورٹ: طارق بلوچ۔ کیل)

نئے سال کے موقع پر قارئین کی خدمت میں ادارۂ اخبار احمدیہ جرمنی کی طرف سے دلی مبارکباد پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ آنے والا سال پہلے سے بڑھ کر باعث خیروبرکت اور ساری انسانیت کے لئے امن وسلامتی لانے والا ہو، آمین۔

ترک ڈیسک جرمنی کے تحت ریفریشر کورس

مؤرخہ 14 دسمبر 2019ء کو مسجد بیت الواحد ہاناؤ میں شعبہ تبلیغ جرمنی کے ترک ڈیسک کے تحت ایک ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں جرمنی بھر سے 56 ترک نژاد احباب وخواتین نے شرکت کی۔ اس موقع پر آذربائیجان سے مبلغ سلسلہ وصدر جماعت مکرم اطہر محمود صاحب، ترکی سے مبلغ سلسلہ وصدر جماعت مکرم صادق احمد بٹ صاحب کے علاوہ صدر انصار اللہ ترکی مکرم Kubilay صاحب اور معلم مکرم عثمان شکر صاحب پر مشتمل وفد نے بھی پروگرام میں شرکت کی۔

افتتاحی تقریب مبلغ سلسلہ مکرم ڈاکٹر عبدالغفار صاحب کی صدارت میں صبح دس بجے ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم عثمان شکر صاحب نے کی جس کے بعد صدر اجلاس نے برکات خلافت کے موضوع پر خطاب کیا۔ اس موقع پر جرمنی میں ترک ڈیسک کے انچارج مکرم محمد احمد راشد صاحب نے ترک ڈیسک کی رپورٹ کارگزاری پیش کی اور اس کے تحت ہونے والے مختلف پروگراموں کا تعارف کرایا۔ جس میں اجلاسات، ایم ٹی اے پر نشر ہونے والا پروگرام راہ ہدیٰ اور تراجم کتب شامل تھے۔ صدر صاحب انصار اللہ ترکی نے ''مسیح موعود علیہ السلام کے آنے کا مقصد'' کے موضوع پر اظہار خیال کیا۔

نماز ظہر وعصر کے بعد مکرم چنگیز وارلی صاحب کی والدہ محترمہ خدیجہ وارلی صاحبہ کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی جن کی وفات چند ہفتے قبل ہوئی تھی۔ موصوفہ اگرچہ احمدی تو نہ تھیں تاہم مؤیدہ تھیں۔ جس کی بناء پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نماز جنازہ ادا کرنے کی خصوصی اجازت عطا فرمائی تھی۔

اختتامی اجلاس میں سیکرٹری تبلیغ جرمنی مکرم حافظ فرید خالد صاحب اور مبلغ سلسلہ مکرم صادق بٹ صاحب نے تقاریر کیں۔ نمازوں کے بعد ایک شاندار عشائیہ کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں متعدد دیگر مہمان بھی مدعو تھے۔ اس پروگرام کو کامیاب بنانے کے لئے ریجنل امیر مکرم مبارک احمد چٹھہ صاحب اور مقامی صدر جماعت مکرم احمد حسنی صاحب نے اپنی ٹیم کے ساتھ غیر معمولی خدمات سرانجام دیں۔

(رپورٹ: عرفان احمد خان)

اُذْکُرُوا مَوْتٰکُمْ بِالْخَیْرِ

مکرم صوفی عبداللطیف صاحب مرحوم

کا

ذکر خیر

مکرم مولانا حیدر علی صاحب ظفر۔ مبلغ سلسلہ و نائب امیر جماعت احمدیہ جرمنی

مکرم صوفی عبداللطیف صاحب مؤرخہ 7/جنوری 2019ء کو 78سال کی عمر میں وفات پاگئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ان کے والد محترم کا نام مکرم محمد دین صاحب تھا۔ مکرم صوفی صاحب کوٹلی آزاد کشمیر کے رہنے والے تھے۔ نیک فطرت اور متّقی انسان تھے۔ باقاعدگی سے نماز ادا کرنے والے اور دعا گو تھے۔ مطالعہ کا شوق رکھتے تھے اور صاحب علم شخص تھے۔ 1961ء میں خود تحقیق کر کے جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ 1975ء کے شروع میں جرمنی تشریف لائے اور ابتداء میں مسجد فضل عمر ہمبرگ میں مقیم ہوئے۔ مسجد سے متصل مبلغ سلسلہ کی رہائش گاہ کے نیچے تہہ خانے میں تین کمرے اور کچن ہیں۔ جہاں اُس وقت کچھ عرصہ کے لئے تین افراد نے قیام کیا۔ ان میں ایک صوفی عبداللطیف صاحب بھی تھے۔ مشن ہاؤس میں رہنے کی وجہ سے مکرم صوفی صاحب کو مسجد و مشن ہاؤس کی صفائی و تزئین میں حصہ لینے کا بہت موقع ملتا رہا اور انہوں نے بڑی محبت اور اخلاص سے خدمت کی۔ خاکسار اس وقت بطور مربی سلسلہ ہمبرگ میں خدمت کی توفیق پا رہا تھا۔ مکرم صوفی صاحب خاکسار کے ساتھ جماعتی اخراجات کا حساب کتاب رکھنے اور دیگر دفتری امور میں بہت مددگار رہے۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء

خدمت دین کا جذبہ خدا تعالیٰ نے اُنہیں ودیعت کیا ہوا تھا۔ اس لئے خدمت کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے تھے۔ بالخصوص مشن ہاؤس میں آنے والوں کی ضیافت کے سلسلہ میں انہوں نے مبلغ سلسلہ کا بہت ہاتھ بٹایا۔

اوائل 1978ء میں جب میری پاکستان تبدیلی ہوئی تو اُس وقت مکرم صوفی صاحب وہیں مقیم تھے مگر جب 1982ء میں خاکسار دوسری مرتبہ جرمنی آیا اور ہمبرگ مشن میں تقرری ہوئی تو وہ اس دوران 1980ء میں واپس اپنی فیملی کے پاس پاکستان جا چکے تھے۔ وہاں انہوں نے شروع میں فوٹو کاپیاں کرنے کا کاروبار شروع کیا تھا۔ تاہم جماعتی خدمت کے لحاظ سے وہ ہمیشہ پیش پیش رہے اور انہوں نے مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ جس کا ذکر الفضل انٹرنیشنل 20 اگست 2019ء میں ان الفاظ میں کیا گیا۔ ”لمبا عرصہ سیکرٹری مال شہر و ضلع خدمت بجا لاتے رہے۔ مرحوم بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ قرآن کریم سے خاص شغف تھا۔ روزانہ ایک پارہ سے زائد قرآن کریم کی ترجمہ کے ساتھ تلاوت کرتے تھے۔ خلافت سے وفا اور محبت کا گہرا تعلق تھا۔ واقفین کا بہت احترام کرتے تھے۔ ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے“۔

مؤرخہ 16/مئی 2019ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور ان کے درجات بلند کرے اور انہیں اعلیٰ العلیین میں شامل کرے۔ ان کی اولاد کو ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق دے، آمین

بقیہ: Frankfurter Buchmesse از صفحہ 42

کا پہلا شمارہ 10 اکتوبر 1949ء کو شائع کیا گیا اور اس کا نام Der Islam یعنی ”الاسلام“ رکھا گیا۔ بعد میں اس رسالہ کو نکالنے والے پبلشنگ ہاؤس کا نام Verlag Der Islam یعنی Der Islam کو نکالنے والا پبلشنگ ہاؤس رکھا گیا۔ Verlag جرمن زبان میں پبلشنگ ہاؤس کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وقت کے ساتھ ساتھ جماعت جرمنی کی دیگر کتب بھی اسی پبلشنگ ہاؤس کے نام سے شائع ہونا شروع ہوگئیں اور اب تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ اس لحاظ سے Verlag Der Islam جرمنی میں سب سے پرانا اسلامی پبلشنگ ہاؤس ہے اور اسی وجہ سے اس کی جرمنی بھر میں شہرت ہے۔

الغرض فرانکفرٹ کے بک فیئر میں پچاس سال سے زائد عرصہ سے جماعت جرمنی شرکت کر رہی ہے۔ امسال بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے شعبہ اشاعت جرمنی کو بک فیئر میں بھرپور انداز میں شمولیت کی توفیق ملی۔ اسکے پہلے تین دن تصنیف و اشاعت سے وابستہ افراد کے لئے مخصوص ہوتے ہیں۔ جبکہ آخری دو دنوں میں نمائش کے دروازے عوام الناس کے لئے کھول دیئے جاتے ہیں۔ بک فیئر روایتاً اکتوبر کے مہینے میں لگتا ہے۔ اس مرتبہ یہ بک فیئر 16 تا 20 اکتوبر 2019ء کو منعقد ہوا۔ جماعتی سٹال کی تیاری اور اس پر ڈیوٹی کے لئے 15 افراد پر مشتمل ٹیم مختلف کام سرانجام دیتی رہی۔ پہلے تین دن مختلف اشاعتی اداروں، کتب فروشوں، دانشوروں اور صحافیوں سے تبادلہ خیال کے لئے میٹنگز کی جاتی رہیں۔ آخری دو دن عام پبلک کو جماعتی لٹریچر و کتب کے ذریعے جماعتی عقائد سے متعارف کروایا گیا۔ الحمد للہ امسال تقریباً تین ہزار سے زائد افراد جماعتی سٹال پر آئے اور بڑی تعداد میں مختلف لٹریچر ساتھ لے کر گئے۔ بک فیئر کے بعد ان پانچ دنوں میں کئے گئے روابط پر مزید کام ہوتا ہے اور اس ذریعہ سے جماعتی کتب و لٹریچر کو وسیع پیمانہ پر پھیلانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کے لئے کی جانے والی ان مساعی کو ثمر آور بنائے، آمین۔

اراکین تاریخ احمدیت کمیٹی جرمنی اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ، مؤرخہ 21 اکتوبر 2019ء

دائیں سے بائیں: مکرم ساجد احمد نسیم صاحب، مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب، مکرم عرفان احمد خان صاحب، مکرم محمد الیاس منیر صاحب (صدر کمیٹی)، حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی)، مکرم لقمان احمد مجوکہ صاحب (سیکرٹری کمیٹی)، مکرم سید افتخار احمد شاہ صاحب، مکرم آفاق احمد زاہد صاحب

عملہ اخبار احمدیہ جرمنی اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ، مؤرخہ 21 اکتوبر 2019ء

کھڑے ہوئے: مکرم سعید اللہ خان صاحب، مکرم سلطان احمد قمر صاحب، مکرم سید سعادت احمد صاحب، مکرم طارق محمود صاحب

کرسیوں پر: مکرم آفاق احمد زاہد صاحب، مکرم عبدالرحمٰن مبشر صاحب، مکرم محمد انیس دیالگڑھی صاحب، مکرم محمد الیاس منیر صاحب (مدیر اعلیٰ)، حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب (نیشنل امیر جماعت احمدیہ جرمنی)، مکرم سید افتخار احمد شاہ صاحب، مکرم ریحان رشید صاحب، مکرم لطف القدوس صاحب

Monthly

Germany

AKHBAR-E-AHMADIYYA

VOL 21 | ISSUE 01 | January 2020

ISSN : 2627-5090
Tel : +49 6950688722
Fax : +49 6950688722
Editor : Muhammad Ilyas Munir